QURANI GANG INQLAB

BASHIR AHMAD

Marfat.com

Marfat.com

کلماتِ طیّبات

از حضرتِ مولانا عُبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہم ۱۹۳۹ء سنہ ہجری میں واپس وطن پہنچے۔ اُس کے بعد جب کبھی لاہور آئے۔ اور اپنے عزیزوں کی خاطر وہاں رہے مولوی بشیر احمد صاحب بی۔ اے، لودیانوی ہم سے قرآن شریف سمجھنے کے لیے مسلسل ملتے رہے؛ وہ ہمارے افکار لکھتے بھی رہتے تھے۔ اس طرح اُنہوں نے کئی سَو [2] صفحے تیار کر لیے۔ انہوں نے قرآن عظیم کا مطالعہ بہت عرصہ پہلے سے مختلف اساتذہ کی صحبت میں جاری رکھا تھا اس لیے وہ ہمارے طرزِ تفکر کا انقلابی نقطہ تدریجاً سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ اب اُن کی خواہش ہے کہ ہمارا فکر لوگوں کو پڑھائیں یا پریس کے ذریعے سے پھیلائیں۔

---

[1] ۱۹۳۹ء (مرتب) [2] ساڑھے تین ہزار صفحات (مرتب)

Marfat.com

ہمیں سندھ ساگر انسٹی ٹیوٹ کے متعلق علمی مرکز میں، جس کا نام محمد قاسم ولی اللہ کالج آف تھیالوجی تجویز کیا ہے، ایسے ہی اُستاد کی ضرورت تھی، ہم نے انہیں اپنے ابتدائی تجارب میں شریک بنا لیا ہے۔ اُنہوں نے اپنے اُفکار کا نمونہ سورۂ مزمل اور سورۂ مدثر کی تفسیر میں پیش کرنا پسند کیا ہے۔

ہماری تقریریں بہت سے دوستوں نے ضبط کر لی ہیں، مگر آج تک ہم نے کسی کی تصحیح اپنے ذمے نہیں لی۔ مولوی بشیر احمد اور مولوی خدا بخش[1] کی محنتوں کا ہم پر خاص اثر ہے، اس لیے ہم نے اس رسالے پر نظرِ ثانی منظور کی۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اِن افکار کی ذمہ داری میں ہم بھی اُن کے ساتھ شریک ہیں۔ ہم اپنے دوستوں سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ اپنی یادداشتیں اس طرزِ تفکر کے مطابق بنالیں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

(حضرت مولانا) عُبَیدُ اللہ سندھی

---

[1] رفیق شفیق مولوی خدا بخش صاحب صدر ولی اللہ سوسائٹی لاہور (مرتب)

۲۹۲۴۱

تیسری بار

۱۶۲۰۶

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! "قرآنی دستور انقلاب" کا تیسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے اس کا دوسرا ایڈیشن اب سے بیس سال پہلے ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا تھا۔ بیس سال میں تاریخ نے کئی ورق الٹ دیے۔ خود برِ عظیم ہند میں تاریخ نے ایک نیا ورق پلٹا اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آگیا۔ یہ "قرآنی دستور انقلاب" میں بتائے ہوئے اصولوں پر وجود میں آیا ہے جن کا اعلان اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں کیا گیا تھا۔ تیسرے ایڈیشن کی اشاعت میں ہمیں دوسرے ایڈیشن میں شائع شدہ کسی فکر میں تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اس لیے ہمیں یقین ہے کہ قرآن حکیم نے ان

۱۱ دونوں عظیم سورتوں --- مُزَّمِّل اور مُدَّثِّر

۲۱ دو فطرتِ انسانی ہی کا بیان ہے اور

۲۵ ہمارے لیے ۱۹۶۷ء اور بعض ... کے خلاف تھا

...ن کے محکوم ممالک کی حالت

۲۸ ہیں، جن کا مطالعہ ہمار

۲۹ باب: مساکین کی تنظیم

تبدیل اشیاء ... اور اُخروی زندگیاں مسلسل ہیں

۳۱ فرمائے۔ و دنیا

۳۱ انقلاب کی حامل جماعت کیا چاہتی ہے؟

۳۲ قیامت اور قرآن کے بین الاقوامی انقلاب میں مشابہت تامہ

۳۵ ن نزول کا بیان ضروری نہیں ہے۔

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف مرتب
محفوظ ہیں

شیخ بشیر احمد بی - اے - لودیانوی

نے

اور مولوی خدا بخش کی محنت سے ادارہ حکمت اسلامیہ لاہور

ہم نے اس رسالے پر نظر ثانی منظور شائع کیا

ان افکار کی ذمہ داری میں ہم بھی اُن کے ساتھ شریک

دونوں سے سفارش کرتے ہیں - کہ وہ اپنی یادداشتیں

کے مطابق بنالیں - وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ -

(حضرت مولانا) عُبَیْدُ اللّٰہ سندھی ؒ

له رفیق شفیق مولوی خدا بخش صاحب صدر ولی اللہ سوسائٹی لاہور

Marfat.com

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
مقدمہ	۱۶ تا ۳۹
جِد و جُہد عالمگیر حرکت ہے	۱۶
جد و جُہد کی دو صورتیں	۱۷
ارتقاء	
انقلاب	
انقلاب کے تین اجزاء	۱۷
قرآنِ حکیم کی تعلیمات انقلابی ہیں	۲۱
قرآن کا انقلاب کسریٰ و قیصر کے خلاف تھا	۲۵
موجودہ یورپ اور اُس کے محکوم ممالک کی حالت	۲۸
قرآن کا انقلاب: مساکین کی تنظیم	۲۹
دنیاوی اور اُخروی زندگیاں مسلسل ہیں	۳۱
قرآنی انقلاب کی حامل جماعت کیا چاہتی ہے؟	۳۱
مسئلۂ قیامت اور قرآن کے بین الاقوامی انقلاب میں [illegible]	۳۲
شانِ نزول کا بیان ضروری نہیں ہے۔	۳۵

مضمون	صفحہ
شانِ نزول کے ساتھ آیات کی پابندی کا نقصان	۳۶
سُورۂ مُزّمِّل	۴۰تا۱۲۳
انقلاب! انقلاب! ـــــ ڈاکٹر اقبال	۴۱
رُفقاءِ انقلاب کی تیاری	۴۲
پیرایۂ آغاز	۴۲
ایک غلط فہمی کا ازالہ لفظ مُزّمِّل کے متعلق	۴۳
المُزّمِّل کی پہلی تشریح	۴۴
الحاشر کے معنی	۴۵
(تمام اسلامی جنگیں مدافعانہ نہیں تھیں)	۴۶
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو مبدل ـــــ رفقاء ـــ تیار کریں گے	۴۶
رفقاء کی تیاری	۴۸
انقلاب کے شروع میں رفقاء ہی تیار کئے جاتے ہیں	۴۸
رفاقت کی پہلی منزل	۵۰
رفاقت کی دوسری منزل	۵۰
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اپنے رفقاء کے ساتھ	۵۰
.. ..	۵۱
(۲) آپ معلمِ حقیقی ہیں	۵۱
(۳) سب امور ... الٰہی کے مطابق	۵۲

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۵۳	حشر میں ہمارے اعمال ہی متشکل ہو کر پیش ہوں گے .. .. ..
۵۴	ہمارے اعمال و اخلاق ہی ہماری جنت و دوزخ پیدا کریں گے ..
۵۶	واقعاتِ حشر کی مزید تشریح .. ..
۵۷	'میزان' کیا ہے؟ .. ..
۵۸	'حوض کوثر' کیا ہے؟ .. ..
۵۸	'تسنیم' کیا ہے؟ .. ..
۵۹	حوضِ کوثر اور دیگر انبیاء کے حوض .. ..
۵۹	اب انقلابِ عمومی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی سے آسکتا ہے
۶۰	المزمّل کے دوسرے معنی .. ..
۶۱	'قومی' اور 'بین الاقوامی' انقلاب کا بار .. ..
۶۲	انقلابِ عمومی کے لئے رفقاءِ خاص کی تیاری .. .. ..
۶۲	تہجد کی نماز عوام کے لئے نہیں ہے .. ..
۶۳	آیتِ قیام لیل منسوخ نہیں ہے .. ..
۶۴	'ترتیل' کے معنی .. ..
۶۷	بے سمجھے پڑھنے سے روحِ انقلاب فنا ہو جاتی ہے ..
۶۸	انقلاب کے لئے رفقاء کو سمجھانا ضروری ہے .. .. ..
۶۸	'قولِ ثقیل' کے معنی .. ..
۶۸	انقلاب کسریٰ و قیصر کے خلاف کرنا مقصود ہے .. .. ..

Marfat.com

مضمون	صفحہ
عرب کی حالت	۶۸
خاص جماعت کے لئے رات کا وقت کیوں؟	۷۱
عوام سے ربط — دن میں	۷۲
انقلاب کے بنیادی اصول	۷۳
'اسم' سے مراد تجلی الٰہی ہے	۷۳
انسان کا تعلق تجلّی الٰہی سے کیوں ضروری ہے	۷۳
قرآن کا 'نظام نو'	۷۳
کام کرنے کے دو اصول	۷۴
قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم کی خصوصیت	۷۵
مادّے کا ترقی یافتہ حصہ	۷۵
عالم مثال	۷۶
قرآنی اصول انقلاب کے عملی فائدے	۷۶
قرآنی کے انقلابی نظریے کی ضرورت	۷۷
انقلاب کی جولانگاہ ——— عرب کے مشرق و مغرب میں	۷۸
قرآن کا منشاء مصنوعی "خداؤں" کا خاتمہ	۸۱
مخالفوں کی مخالفت پر صبر کرو	۸۲
تیاری سے پہلے اقدام مضر ہوتا ہے	۸۲

مضمون	صفحہ
سرمایہ پرستوں سے باز پرس:	۸۴
"مُکذ بین" کسریٰ و قیصر میں	۸۴
سرمایہ پرستوں سے باز پرس ہوگی	۸۴
حضرت مسیحؑ کا ارشاد سرمایہ پرستوں کے بارے میں	۸۵
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	۸۶
باز پرس کیوں ہوگی؟	۸۸
افراد انسانی اور انسان کبیر کا تعلق	۸۹
صالحیت کا معیار مساکین کی خدمت ہے	۹۱
انقلاب اور قیامت	۹۲
کھانے پینے کے نظام کی اہمیت	۹۲
فارغ البال ظالم لوگوں کو سزا	۹۳
انقلاب کی منزل اول۔ قومی انقلاب	۹۵
قومی انقلاب کی دعوت	۹۵
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں	۹۶
حضرت موسیٰؑ کی مثال	۹۸
فرعونی ملوکیت کا خاتمہ	۹۹
چھٹی صدی کے فرعون ـــ کسریٰ و قیصر	۱۰۰
انقلاب کے لئے تدبیر الٰہی کے طریقے	۱۰۲

صفحہ	مضمون
۱۰۳	کسریٰ وقیصر اور اُن کے ساتھ قریش کو ڈراوا .. ..
۱۰۳	اس پیشین گوئی کی تصدیق .. ..
۱۰۴	انقلاب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت .. ..
۱۰۵	قرآن متنبہ کرتا ہے .. ..
۱۰۶	اب کون بچے گا؟ .. ..
۱۰۶	نظر بازگشت .. ..
۱۰۸	**انقلاب کی دوسری منزل ۔ کل قومی انقلاب .. ..**
۱۰۸	تمہید .. ..
۱۰۹	رات کو عبادت کرنے کا حکم دائمی نہ تھا .. .. ..
۱۱۱	ترمیم حکم کے دوسرے اسباب (۱) مرض (۲) سفر (۳) قتال ..
۱۱۲	ایک اہم نکتہ قرآن حکیم کے انقلابی ہونے کا ثبوت .. ..
۱۱۳	عدم تشدد طبعی اصول نہیں .. ..
۱۱۴	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی مدنی زندگی ۔ ایک شبہے کا ازالہ ..
۱۱۵	نماز اور زکوٰۃ کا دائمی قانون .. ..
۱۱۹	سرمایہ محدود کرنے کا دائمی قانون .. ..
۱۲۰	انفرادی اور اجتماعی مفادات کا تلازم .. ..
۱۲۰	کل قومی کام زیادہ شاندار کام ہے .. ..
۱۲۱	قیام ضبط کی ضرورت .. ..
۱۲۲	خلاصۂ کلام .. ..

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۲۴ تا ۱۷۶	**سورۂ مدثر**
۱۲۵	**کل قومی انقلاب کے اصول**
۱۲۵	سورۂ مزمل کے ساتھ ربط
۱۲۶	سورۂ مدثر کا مضمون
۱۲۷	مدثر کے معنی
۱۲۷	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک نظر
۱۲۹	اسلام کا جامع انقلاب
۱۳۰	انقلاب میں اشاعت کی ضرورت
۱۳۱	انقلاب کا اصول اولین: انسانی قانون سے بغاوت
۱۳۲	قرآنی سیاسیات کی تشریح
۱۳۳	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشورہ واجب تھا
۱۳۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نظریہ
۱۳۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نظریہ
۱۳۴	خضوع یا اخبات الی اللہ
۱۳۴	اس جذبے کا نفسیاتی تجزیہ
۱۳۵	لباس کی پاکیزگی
۱۳۵	اس کا نتیجہ
۱۳۵	نفسیاتی نجاستوں سے اجتناب
۱۳۵	اس کا نتیجہ

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۳۵	صالح انقلاب کی دوسری مدّ .. ..
۱۳۶	اندر کی پاکیزگی .. ..
۱۳۶	صالح انقلاب کی تیسری مد .. ..
۱۳۶	ناجائز فائدہ اٹھانے کی روک .. ..
۱۳۸	اِنقلاب کی جڑ .. ..
۱۳۸	سرمایہ پرستانہ نظام کی بربادی کے اسباب۔ امام ولی اللہ دہلویؒ کے تصریحات
۱۳۹	(۱) ناحق مال ٹبورنا .. ..
۱۳۹	(۲) بھاری ٹیکس .. ..
۱۳۹	کسریٰ و قیصر کی تباہی کی مثال .. ..
۱۳۹	ایرانیوں اور رومیوں کی عیاشی .. ..
۱۴۰	اٹھارویں صدی کی دلّی کی حالت .. ..
۱۴۱	ٹیکسوں کی بھرمار .. ..
۱۴۱	عوام کی حالت .. ..
۱۴۲	انسانی سوسائٹی پر خطرناک اثر .. ..
۱۴۲	بیکاری کی مصیبت .. ..
۱۴۳	انقلاب کے لئے استقامت کی ضرورت .. .. ..
۱۴۴	خلاصہ .. ..
۱۴۴	قرآن کے انذار کا نتیجہ .. ..

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۴۵	قیامت اور انقلاب .. ..
۱۴۶	**کُل قومی پروگرام کے مخالفین** .. ..
۱۴۶	سرمایہ پرستانہ ذہنیت کی چھان بین .. .. ..
۱۴۸	سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا انجام .. ..
۱۴۸	مخالفانہ جانچ پڑتال .. ..
۱۵۰	مخالفانہ پروپیگنڈہ .. ..
۱۵۱	ارتجاع کا انجام .. ..
۱۵۱	جہنم کی حقیقت .. ..
۱۵۳	ایک نفسیاتی نکتہ .. ..
۱۵۶	قرآن بین الاقوامی یاد دہانی ہے .. ..
۱۵۸	**آگے بڑھنے کی دعوت** .. ..
۱۵۸	ارتجاع غالب نہیں آسکتا .. ..
۱۵۸	انقلاب کی پہلی منزل — عرب پر قبضہ .. .. ..
۱۵۸	کُل قومی منزل .. ..
۱۵۹	مخالفین کو جنگ میں سزا ملے گی .. ..
۱۵۹	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان .. .. ..
۱۶۰	انقلاب میں آگے بڑھو .. ..
۱۶۱	پیچھے رہنے والے برباد کر دیے جائیں گے .. .. ..

Marfat.com

مضمون	صفحہ
انسان کے اعمال کس طرح محفوظ رہتے ہیں: امام ولی اللہ کا نظریہ	۱۶۱
انقلاب کے پیشرو	۱۶۲
کل قومی پروگرام کیا ہے؟	۱۶۳
ارتجاع کا نفسیاتی تجزیہ	۱۶۳
(۱) اللہ کے ساتھ تعلق کی ضرورت	۱۶۳
(۲) مسکینوں کی تنظیم کی ضرورت	۱۶۴
بیکار مباحثے	۱۶۵
(۳) اعمال کی ذمہ داری سے انکار	۱۶۶
دوبارہ انذار	۱۶۶
انقلاب کی تشکیل	۱۶۷
مزاج پیدا نہیں ہونے دیا جائے گا	۱۶۸
انقلاب سوسائٹی کے اندر سے پیدا ہوتا ہے	۱۶۹
قرآنی انقلاب کے تجربے کی دعوت	۱۶۹
یہ انقلاب اعتدال قائم کرے گا	۱۷۱
مسلمان پارٹیوں کا خلفشار	۱۷۲
نظر بازگشت۔ مزمل اور مدثر کا مقابلہ	۱۷۳

Marfat.com

إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

مقدمہ

بے شک میرا پروردگار وہ ہے جس نے انسان کے نوعی تقاضوں کے [illegible]

اور وہی صالحین کی جماعت کو اس کی خدمت کے لیے اپنا دوست بناتا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُقَدَّمَہ

کائنات میں تغیّر و تبدّل اور کشمکش کا سلسلہ ہر جگہ جاری ہے اگر بے جان مادّے میں طرح طرح کے طبعی تغیّرات ہوتے ہیں، تو تمام جاندار بھی ہر جگہ ہر قسم کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ نچلے درجے کے حیوانوں سے لے کر اوپر تک جوں جوں شعور بڑھتا جاتا ہے۔ کشمکشِ حیات پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نوعِ انسان میں یہ معمولی "تنازُع للحیات" (جینے کے لیے کشمکش) سے بڑھ کر جہاد فی سبیل اللہ یعنی بلند اُصول کی خاطر جنگ کی منزل پر پہنچ چکی ہے۔

انسانی معاشرے میں ایک طبقہ دوسرے طبقے پر غلبہ پا کر مغلوب طبقے سے ناجائز انتفاع (Exploitation) شروع کر دیتا ہے، تو مغلوب طبقہ کمزور ہونے کے باعث غالب طبقے کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور دبتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک حد آجاتی ہے جس سے آگے وہ دب نہیں

Marfat.com

سکتا۔ اُس وقت وہ اوپر کے طبقے کے خلاف جدّو جُہد شروع کر دیتا ہے +
یہ جدّو جُہد دو صورتیں اختیار کرتی ہے :۔

(۱) ارتقائی جدّو جُہد: اس میں غلط کار طبقے کی اصلاح کی کوشش صرف وعظ و نصیحت سے کی جاتی ہے لیکن اگر اس وعظ و نصیحت کے پیچھے کوئی طاقت نہ ہو، تو وہ بالکل بے نتیجہ رہتی ہے اور اگر برسرِ اقتدار جماعت مخالفانہ نشر و اشاعت (Counter-propaganda) شروع کر دے، تو پھر اس تبدیلی چاہنے والی جماعت کی کامیابی معلوم!

(۲) انقلابی جدّو جُہد: اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ خرابی پیدا کرنے والی مقتدر جماعت کے خلاف کوئی صاحبِ فکر، دعوت و تبلیغ شروع کرتا ہے۔ وہ اپنے گرد ایسی جماعت پیدا کر لیتا ہے، جو اپنے نصبُ العین پر اپنا سب کچھ —— جان و مال، عزیز و اقارب اور اپنی ہر محبوب شے —— قربان کرنے کو تیار ہوتی ہے۔ یہ جماعت صاحبِ اقتدار جماعت سے وہ آلۂ اقتدار چھیننے کی کوشش کرتی ہے، جس کے بل بوتے پر وہ کمزور جماعت سے انتفاع کر رہی تھی۔ یہ طریق کار اکثر اوقات تبدیلی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ انقلابی طریقہ ہے +

انقلابی طریق کار کے تین ضروری جُز ہیں :۔

(۱) نصبُ العین (Ideal)

(۲) جماعت (Party)

(۳) لائحۂ عمل (Programme)

نصب العین سے مراد وہ مقصد ہے، جس کے لیے وہ وجود میں آئی ہے۔

کوئی جماعت اپنے سامنے سوسائٹی میں ایک غلط نظام پاتی ہے وہ جماعت اُسے برباد کر کے اس کی جگہ صحیح نظام لانا چاہتی ہے، تو یہ تخریب اور اس کی جگہ صالح نظام کے قیام کا ارادہ اُس کا نصب العین کہلاتا ہے۔

گفت رُومی ہر بنائے کہنہ کآباداں کنند
می ندانی اوّل آں بنیاد را ویراں کنند؟

جماعت سے مراد چند ہم فکر لوگوں کا وہ گروہ ہے، جو اپنے فکر کے مطابق عمل کرنے پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ایک جسم کی طرح کام کرتے ہیں۔ وہ اپنے نصب العین کو جانتے ہیں اور اُس کی خاطر مصیبت برداشت کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔

لائحہ عمل یا پروگرام سے مراد یہ ہے کہ وہ جماعت جس کا نصب العین معین ہے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے ایک طریقِ کار سوچتی ہے۔ اُس پر خوب اچھی طرح غور و فکر کرتی ہے اور آخر کار سب افراد اُسے تسلیم کر کے اس پر گامزن ہونا قبول کر لیتے ہیں۔

جب تک کسی تحریک میں یہ تینوں اجزاء پائے جائیں، وہ انقلابی نہیں کہلا سکتی۔ اس جماعت کا فکر تو شروع سے آخر تک ایک ہی رہتا ہے۔ البتہ طریقِ کار یا لائحہ عمل ضرورت کے مطابق بدل سکتا ہے۔

چونکہ صاحبِ اقتدار جماعت لڑے بھڑے بغیر اپنا اقتدار چھوڑ نہیں سکتی

Marfat.com

اس لیے انقلاب میں عموماً جنگ ناگزیر ہوتی ہے اقتباسات ذیل میں اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے :۔

"Revolutionary change: A major social change affecting or altering the relations of social classes to one another ... (political revolution's) two characteristic features are: *First*, its apparent suddenness; *second*, the shifting of power from one socio-economic class to another. The end-process has usually been preceded by a long period of intellectual fermentation and agitation which paves the way for the revolutionary moment, crisis or struggle resulting in the seizure of power ... by technically illegal and violent means. Long term fundamental changes ... if transpiring gradually and without violence are evolutionary rather than revolutionary" (Fairchild, H.P., *Dictionary of Sociology*.)

انقلابی تبدیلی۔ ایک بڑی سماجی تبدیلی جو سماجی طبقوں کے باہمی تعلق پر اثر انداز ہو یا انہیں بدل دے ۔۔۔ سیاسی انقلاب کی دو امتیازی چیزیں یہ ہیں: اول تو یہ کہ وہ بظاہر یکایک ظاہر ہوتا ہے دوسرے یہ کہ

اس قسم کا انقلاب طاقت کو ایک سماجی اقتصادی طبقے کے ہاتھ سے نکال کر دوسرے طبقے کو سونپ دیتا ہے۔ یہ آخرالذکر عمل ظاہر ہونے سے پہلے عام طور پر ایک طویل عرصے تک ذہنی ہیجان اور ہنگامہ خیزی ہوتی ہے، جو انقلاب کے ظہور، بحران یا کشمکش کی راہ صاف کرتا ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ....قانونی طور پر ناجائز اور تشدد آمیز طریقوں سے اختیارات پر قبضہ کر لیا جاتا ہے۔ طویل المیعاد بنیادی تبدیلیاں..... اگر رفتہ رفتہ اور بلا تشدد واقع ہوں، تو انہیں ارتقائی کہتے ہیں نہ کہ انقلابی"

"The significance of a revolution lies in the fact that it is not merely a violent and profound modification of social organization but a major shift in the relations between social classes whereby the dominance of the upper class is destroyed and the lower class emancipates itself from economic exploitation butteressed by political subordination. In the process the old social order is discarded and a new one created in its place". (*Encyclopaedia of the Social Sciences*, Vol. XIII, p. 369).

"انقلاب کی اہمیت اس حقیقت میں مرکوز ہے، کہ یہ سماجی نظام کی محض تشدد آمیز اور گہری تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ سماج کے طبقات کے باہمی روابط کی ہمہ گیر تبدیلی ہوتی ہے جس کے ذریعے سے

بالائی طبقے کی بالادستی برباد کر کے نچلا طبقہ اپنے آپ کو اقتصادی اور معاشی انتفاع سے جو اُس کے سیاسی محکموں کی مدد سے کیا جا رہا ہوتا ہے آزاد کرا لیتا ہے۔ اس عمل میں پرانا سماجی نظام ترک کر دیا جاتا ہے اور ایک نیا سماجی نظام اس کی جگہ لے لیتا ہے۔"

انقلابی جماعت جنگ کو بطور ایک ناگزیر مرحلے کے سمجھتی ہے مگر لڑنے اور نہ لڑنے کا فیصلہ حالات کے مطابق کرتی ہے۔ ابتدا میں وہ خاموشی کے ساتھ کام کرتی ہے اور رائے عامہ کو اپنے ساتھ ملاتی ہے یہاں تک کہ وہ اقتدار سنبھالنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اس تیاری کے زمانے میں وہ مخالف کی طرف سے ہر قسم کے اشتعال کے باوجود کھلم کھلا لڑائی سے پرہیز کرتی ہے۔ وہ احسن طریق سے ٹال دیتی جاتی ہے اور دشمن کے سب حملے نہایت استقامت اور استقلال کے ساتھ برداشت کرتی ہے اُس کے ارکان کو اپنے نصب العین کا پورا پورا علم ہوتا ہے اور سب میں وحدتِ فکری ہوتی ہے اس لیے دشمن کا پروپیگنڈہ یعنی فکری حملہ" انہیں گمراہ نہیں کر سکتا اُن کی وحدتِ فکری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن میں وحدتِ عمل پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے نفع و نقصان کو مشترک سمجھتے ہیں اس لیے دشمن کا "اقتصادی حملہ" بھی اُسے منتشر نہیں کر سکتا۔

اگر قرآن حکیم کی تعلیمات پر مجموعی حیثیت سے نظر ڈالی جائے، تو وہ بالکل انقلابی نظر آتی ہیں، اور حضرت نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، کا عمل بالکل قرآنی انقلاب کی عملی تفسیر معلوم ہوتا ہے

پہلے نصب العین کو لیجیے :-

قرآن حکیم میں جا بجا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا ذکر کیا گیا ہے یہ ایمان کیا چیز ہے؟ کسی بات کو نصب العین بنا کر اُسے اس طرح اپنانا کہ اُس پر پورے اطمینان کے ساتھ اپنا سب کچھ قربان کیا جا سکے ایمان ہے اس ایمان کے مرکز پر قرآن حکیم کو لے آیئے، تو حضرت نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اور آپؐ کی مقدس جماعت کا عمل بالکل انقلابی نظر آتا ہے چنانچہ قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کا نصب العین یہ تھا۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (۶۱ : ۹) (یعنی اللہ تعالےٰ ہی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین — صحیح اور پائدار نظامِ ثقافت — دے کر محض اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اُسے تمام ضابطہ ہائے حیات پر غالب کر دے) اب نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اور آپؐ کے ساتھیوں کی زندگی پر نظر ڈالیں تو بے شک و شبہ نظر آتا ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم کی اس آیت کو اپنا نصب العین بنایا اور اپنا سب کچھ اس نصب العین پر قربان کر دیا +

اس کے بعد جماعت کو لیجیے :- ۱۶۲۰۶

صحابہ کرام (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ) کی ایک خاص تعداد ہے، جو آنحضرت (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے ساتھ شروع سے آخر تک کام میں شریک رہی۔ قرآن حکیم میں اُن کا ذکر عموماً حضرت نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کے ساتھ آتا ہے -

چنانچہ سورہ فتح میں ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ (۴۸ : ۲۹) محمد رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اور اُن کے ساتھی) اور سورۃ توبہ میں ہے کہ لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ (۹: ۸۸) محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ تحریک ایمان میں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اس آیت میں معیّن کیا گیا ہے:-

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ (۹: ۱۰۰) (یعنی مہاجرین اور انصار میں سے پہلے ایمان لانے والے لوگ اور وہ لوگ جو اُن کی اچھی طرح پیروی کریں)

اس آیت میں حضرت نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی جماعت کے دو حصّے کیے گئے ہیں:-

(۱) وہ لوگ جو مہاجرین اور انصار میں سے پہلے ایمان لائے، اُنہیں حِزْبُ اللّٰہِ (۵۸: ۲۲) قرار دیا گیا ہے۔

(۲) وہ لوگ جو اُن کی پوری پوری طرح پیروی کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت تک رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اور آپ کی پہلی جماعت کی پیروی کرتے رہیں گے۔

اب پروگرام کو لیجیے:-

نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے زمانے میں مہاجرین اور انصار کا پہلا طبقہ حِزْبُ اللّٰہ کہلاتا تھا اُس کا پروگرام وہی تھا، جو قرآن حکیم نے دیا تھا یہ جماعت اپنے فیصلے قرآنِ حکیم اور نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی تشریحات کے مطابق کرتی رہی اُن کے بعد جو

لوگ اُن کی پوری پوری پیروی کریں گے (مُتَّبِعِیْنَ بِاِحْسَان) وہ بھی قرآنِ حکیم اور تشریحاتِ نبیِ کریم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے مطابق فیصلے کرینگے اور جہاں نئے حالات میں نئی صورتیں پیدا ہوں گی، وہ اپنے متّفق علیہ یا اغلبیّت کے فیصلوں سے کام لیں گے۔ امیر اُس جماعت میں سے ہوگا اور اپنے رفقاء کے مشورے سے کام کرے گا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت تک کے زمانے میں جسے امام الائمہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ خیر القرونؐ قرار دیتے ہیں، اسی طرز پر کام ہوتا رہا اور اس سے ذرہ بھر ادھر اُدھر نہیں ہوئے۔ اس کے بعد اختلافات کا ظہور ہونے لگا۔ اس لیے حضرتِ امامؒ کے نزدیک صرف حضرت عثمانؓ کی شہادت تک کا زمانہ ہی قابلِ سند ہے۔

قرآنِ حکیم کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے، تو وہ سارے کا سارا ان انقلابی اُصول پر صحیح اُترتا ہے۔ جن لوگوں نے اسے پہلے پہل دنیا سے روشناس کرایا۔ اُنہوں نے اسے انقلابی رنگ ہی میں پیش کیا، صفحاتِ مابعد میں سورۂ مُزّمّل اور سورۂ مُدّثّر کی جو تشریح کی گئی ہے، وہ

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "قرنِ اوّل زمانِ آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات و قرنِ ثانی زمانِ شیخین و قرنِ ثالث زمانِ ذی النّورین، بعد ازاں اختلافہا بدید آمد وفتنہا ظاہر گردید" ازالۃ الخفاء، مقصد اوّل ص ۲۲ سطر ۱۴ (یعنی قرنِ اوّل سے مراد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک ہے، جو ہجرت سے وفات تک ہے اور قرنِ دوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ ہے اور قرنِ سوم سے مراد حضرت عثمانؓ کا عہد ہے۔ اس کے بعد اختلافوں اور فتنوں کا ظہور ہوگیا)"

Marfat.com

اِنہی اصول پر کی گئی ہے۔ (الخطاء منی والصواب من عند اللہ)۔

قرآنِ حکیم نے جو پہلا انقلاب پیدا کیا، وہ حقیقت میں کسریٰ ایران اور قیصرِ روم کے خلاف تھا۔ اُس وقت کی مہذب دُنیا کا بہت بڑا حصّہ ان دونوں حکومتوں کے ماتحت آچکا تھا۔ چنانچہ کسریٰ ایران کی حکومت مشرق میں سرحد برِعظیم پاک وہند تک پہنچ چکی تھی۔ اور قیصرِ روم کی حکومت مغرب میں انتہائے مراکش تک پھیلی ہوئی تھی اس عظیم الشان خطّے میں انسانوں کی وسیع آبادی موجود تھی لیکن وہ انسانیت کے حقوق سے محروم کردی گئی تھی۔ امراء، جاگیردار اور شاہی خاندان مل کر کسانوں، تاجروں اور پیشہ ور لوگوں کو اس بُری طرح لوٹ کھسوٹ رہے تھے کہ وہ بیچارے گدھوں اور بیلوں کی حالت تک پہنچ گئے تھے جنہیں صرف اس لیے زندہ رکھا جاتا ہے کہ وہ ان طبقوں کے کام آتے ہیں۔

سیاسی گروہ کے ساتھ علمی اور مذہبی گروہ نے بھی گویا "سازش" کر رکھی تھی اور یہ آخر الذکر گروہ عوام کو اپنے حال پر مطمئن رکھنے کے لیے مذہب سے تلقین بہم پہنچاتا تھا۔ اور اس کام کی اُجرت کے طور پر سیاسی گروہ کی لوٹ کھسوٹ میں سے حصّہ پاتا تھا۔

بیچارے عوام چکّی کے ان دو پاٹوں ۔ اقتصادی سرمایہ داری اور علمی

لہ حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: لاجرم داعیۂ ظہور دین حق وقصدِ انتقام از کفرہ وغیرہ برہم زدنِ دولتِ کسریٰ وقیصر را آنحضرتؐ خود گردانید تا چوں ایں ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیانِ موجودہ واشہر آنہا برہم خوردہ باشد ازالۃ الخفاء مقصد اوّل یعنی لامحالہ صحیح قانون کے غلبے اور قانون شکن کفار سے انتقام کے عزم نے کسریٰ وقیصر کی حکومت کی تباہی کی شکل اختیار کی کہ یہ دونوں حکومتیں تباہ ہو جائیں گی، تو موجودہ دنیا میں سب سے بڑے اور سب سے مشہور دین خود بخود تباہ ہو جائیں گے)۔

Marfat.com

سرمایہ داری کے بیچ میں پس کر رہ گئے تھے۔ امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی نے ان کی حالت کا جو دردناک نقشہ حجۃ اللہ البالغہ میں کھینچا ہے، وہ چشم عبرت بیں کے لیے دید کشا ہے۔

ان حالات کا چربہ اُس زمانے میں مکّے کی زندگی میں وہاں کے فارغ البال لوگوں نے پیدا کر رکھا تھا۔ یہاں بھی رؤسا کا ایک طبقہ تھا۔ جس نے عوام النّاس کو اقتصادی لحاظ سے اور "پروہتوں" کے گروہ نے ذہنی لحاظ سے غلام بنا رکھا تھا۔ دنیا کی یہ حالت تھی، جب حضرت نبی اکرم (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے اعلانِ نبوت فرمایا۔ قرآن حکیم اس حالت کا نقشہ ان بلیغ الفاظ میں کھینچتا ہے:-

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (سورۂ روم: ۴۱) (لوگوں کے کرتوت کی وجہ سے خشکی و تری میں فساد برپا ہو چکا تھا)۔

امام ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ:-

فلمّا عظمت هذه المصيبة واشتد هذ المرض سخط عليهم الله والملئكة المقربون وكان رضاه تعالىٰ في معالجة هذ المرض بقطع مادته (حجة الله البالغه، جلد اول ص۱۰۶)

یعنی جب یہ مصیبت یعنی اقتصادی لوٹ کھسوٹ حد کو پہنچ گئی اور مرض نے شدت پکڑ لی تو خدا تعالیٰ اور اس کے مقرب فرشتے

---

۵ حجۃ اللہ البالغہ جلد اول صفحہ ۱۰۵

سخت ناراض ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مشیّت نے فیصلہ کیا کہ اب اس میں اصلاحِ حال کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے اس مرض سے انسانیت کو نجات دلانے کے لیے اس کا مادّہ — کسریٰ اور قیصر کا اقتدار — ہی جسم انسانیت سے سے کاٹ کر پھینک دیا جائے، اس انقلابِ عظیم کے برپا کرنے کے لیے :

بعث نبیّا امّیّا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یخالط العجم والروم ولم یتأثر برسومھم ومنھاجھم وجعلہ میزانا یُعرف بہ الھدی الصالح المرضی عند اللہ من غیر المرضی.. وقضی بزوال دولتھم بزوال دولتہ ورياستھم برياستہ وبانہ ھلك كسری فلا كسری بعدہٗ وھلك قیصر فلا قیصر بعدہٗ (ایضا)

اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو مبعوث فرمایا جو اُمّی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو ایرانی اور رومی رسم و رواج سے آزاد تھا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے صاف ستھری زندگی کا، جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے معیار مقرر کیا، تاکہ اُسے دیکھ کر ناپسندیدہ طرزِ زندگی کا علم ہو جائے...... اور فیصلہ کیا کہ اس نبیؐ کی حکومت کے ذریعے سے کسریٰ و قیصر کی حکومتوں کو اور اس کی لیڈرشپ کے ذریعے سے اُن کی لیڈرشپ کو ختم کر دیا جائے

Marfat.com

تاکہ کسریٰ و قیصر فنا ہو جائیں اور پھر ان کی نہ کسرویت رہے نہ قیصریت

آج مغرب میں اور اس کے سیاسی اور فکری طور پر محکوم ملکوں میں چند
بالائی طبقوں کی مالی بلندی اور عوام کی معاشی پستی کی جو حالت ہے اور اس کے
نتیجے کے طور پر اُخروی زندگی سے جو "بے نیازی" اور غفلت ہے، وہ رومی
اور ایرانی حکومتوں سے بالکل مشابہ ہے اور ان بالائی طبقوں کی ذہنیت اور عوام
سے انتفاع کے اصول وہی ہیں، جو ان دو حکومتوں میں تھے امام ولی اللہ دہلوی
نے کیا خوب فرمایا ہے کہ وَمَا تَرَاهُ مِنْ مُلُوكِ بِلَادِكَ يُغْنِيكَ عَنْ
حِكَايَاتِهِم (یعنی تمہارے اپنے ملک کے امراء اور حکام کی جو حالت ہے،
اسے دیکھ لو، تو تمہیں دوسرے ملکوں کے امراء اور حکام کی حالت دیکھنے کی
ضرورت ہی نہ رہے گی یہ فقرہ آج بھی اُتنا ہی صحیح ہے، جتنا امام ولی اللہ
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تھا۔ قرآنِ حکیم نے آکر بتایا کہ
زمین میں جو کچھ ہے، وہ بلا امتیاز سب انسانوں کے لیے ہے۔ انسانوں کے
کسی خاص طبقے کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے ہر ایک شخص کو اس میں سے اس
کی ضرورت کے مطابق حصہ ملنا چاہیے۔ جو لوگ ذرائع پیداوار پر قبضہ
کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور محتاجوں کو اُن کی ضرورت کے مطابق فائدہ اُٹھانے

خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (۲ : ۲۹) (جو کچھ زمین میں ہے، وہ
سب تم سب کے لیے ہے)

کا موقع نہیں دیتے۔ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے وہ بات
نہیں کہ اللہ کی نعمتوں کو ٹھیک طور پر استعمال کرکے کس بلند درجے
پہنچ سکتے ہیں اور اب ٹھیک طرح استعمال نہ کرکے کس گڑھے میں گرے
جا رہے ہیں۔

اگلے صفحوں میں جن دو سورتوں کی تشریح کی گئی ہے، اُن میں اس بات
پر زور دیا گیا ہے کہ فارغ البال لوگوں کا فرض ہے کہ وہ کھانے پینے
معاملے پر اپنے محتاج بھائیوں کی خبرگیری کریں۔ لیکن کسی محتاج کو چند لقمے
دے کر اُس کا پیٹ بھر دینا خبرگیری میں داخل نہیں ہے۔ رسول اکرم
(صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے ایک آدمی کو لکڑیاں بیچ کر خود کمانا سکھایا
یہ ہے اصل میں ناکاروں کی خبرگیری کرنا۔ آج کل ہماری سوسائٹی میں جس ذلیل
طریق سے محتاجوں کو ٹکڑہ دیا جاتا ہے، یہ اُن کے اخلاق کو تباہ کرنے
بدترین ذریعہ ہے۔ ضرورت ہے کہ محتاجوں کی خبرگیری کے لیے جا بجا منظم
محتاج خانے ہوں۔ جہاں انھیں اس طرح کھلایا پلایا جائے کہ اُن کی انا
کو صدمہ نہ پہنچے اور جو لوگ کام کر سکتے ہیں، اُن کے لیے کام بہم پہنچایا جائے
یا ضرورت ہو، تو اُن کے لیے آلاتِ کار بہم پہنچائے جائیں۔ یہ ہے ا
کی خبرگیری۔

اس انقلاب کے لیے قرآنِ حکیم مساکین کی اجتماعی تنظیم کا پروگرام پیش
کرتا ہے۔

قرآنِ حکیم کمزور انسانی افراد کو انسانی اجتماع میں یہ حقوق کیوں دیتا ہے

...نی وہ مرفہ الحال لوگوں کو کیوں مجبور کرتا ہے، کہ اپنی کمائی میں سے ایک
حصہ محتاجوں اور مسکینوں کے لیے ضرور نکالیں، جو اُن کا حق قرار دیا گیا
ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ خدا تعالٰے نے فردِ انسانی کی ساخت کچھ ایسی
...ی ہے۔ کہ وہ اجتماع ہی میں آگے بڑھ سکتا ہے۔ انفرادی زندگی میں
...سے اپنی پوشیدہ قوتوں کو بروئے کار لانے کا موقع نہیں ملتا اور وہ جامد
ہو کر رہ جاتا ہے فرد کی حالت انجماد کا اثر اجتماع انسانی کے دوسرے افراد
پر خود بخود پڑتا رہتا ہے۔ اس لیے اجتماع کو ان مضر اثرات سے بچانے
کے لیے افراد کی خبر گیری ضروری ہے جو اجتماع محتاجوں کی خبر گیری نہیں کرتا،
وہ توڑ دینے کے قابل ہے۔

محتاجوں کی خبر گیری کے لیے قرآنِ حکیم نے زکوٰۃ مقرر کی ہے لیکن یہ بات
اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیے کہ زکوٰۃ کا موجودہ نصاب اُس زمانے میں مقرر ہوا
تھا، جب بیت المال عام لوگوں کی خبر گیری کرنے پر قادر تھا۔ اگر مسلمانوں
کی زکوٰۃ کی آمدنی افراد کی خبر گیری کے لیے ناکافی ہو، تو حکومت سرمایہ دار
طبقے سے جس قدر بھی ضرورت ہو، سرمایہ وصول کرنے کا حق رکھتی ہے۔
(محلی ابن حزم، ج ۶، صفحہ ۱۵۶-۱۵۸)

لہ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (ان کے مال میں اُس شخص
کا حق ہے جس کی حالت سوال تک پہنچ جائے اور جو اسبابِ معاش سے محروم ہو گیا
ہو الذاریات: ۱۹)۔

Marfat.com

(۲)

افراد کو اجتماع میں رکھ قرآنِ حکیم اُن کے اندر بعض اخلاق[له] کی تکمیل کرنی چاہتا ہے۔ ان اخلاق کی تکمیل سے انسان کے نفس کے اندر ایسی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں، جو انسانی معاشرے کو بلند کر دیتی ہیں۔ اور یہی کیفیات اُس کی مرنے کے بعد کی زندگی میں اُس کے لیے مفید ثابت ہوتی ہیں۔

امام ولی اللہ انسان کی ساری زندگی کو ایک اکائی مانتے ہیں، جس کا ایک حصہ اس دنیا میں گزارا جاتا ہے۔ اور دوسرا حصہ اُسی سے پیدا ہوتا ہے اور پھر اُس کے اُوپر بھی ترقی جاری رہتی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی سوسائٹی میں رہتا ہوا اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ فاضلہ کے جو اثرات اپنے نفس کے اندر جمع کرتا ہے، وہی اگلی زندگی میں جاکر اُس کے لیے بہشت کی زندگی پیدا کر دیتے ہیں اور وہ اعمالِ بد اور اخلاقِ رذیلہ سے جو اثرات جمع کر لیتا ہے، وہ اُس کے جہنم کی زندگی پیدا کر دیتے ہیں۔ پس قرآنی انقلاب کا منشا صرف یہ ہے کہ معاشرۂ انسانی میں اچھے اخلاق کی حکومت ہو یعنی وہ جماعت حکمرانی کرے، جو قرآن کے تجویز کردہ مذکورہ بالا اخلاق رکھتی ہو اور یہی اخلاق لوگوں میں پیدا کرے۔ قرآن حکیم یہ اخلاق خارج سے انسانوں

له امام الائمہ امام ولی اللہ کے نزدیک قرآن جن اخلاق کی تکمیل چاہتا ہے، وہ چار اساسی اخلاق ہیں یعنی (۱) اخبات (۲) طہارت (۳) سماحت (۴) عدالت۔ ان کی تفصیل کے لیے ان کے رسالہ سطعات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ان کا اجمالی ذکر سورۂ مدثر میں بھی کیا گیا ہے۔ (مرتب)

کے سر نہیں تھوپتا۔ بلکہ یہ اخلاق خود فطرتِ انسانی کے تقاضے ہیں، جنہیں سے سوسائٹی میں رہ کر پایۂ تکمیل کو پہنچانا چاہیے۔ قرآنِ حکیم ان کے لیے مشق کے طریقے بھی تجویز کرتا ہے اور مواقع بھی بہم پہنچاتا ہے جو جماعت یہ اخلاق اپنے اندر پیدا کرے گی۔ وہ دنیاوی اسباب استعمال کرتی ہوئی بھی صرف خدا پر بھروسہ کرلے گی اور اس کام سے وہ کوئی ذاتی نفع جوئی نہیں کرے گی، بلکہ اس کا مطمحِ نظر صرف محتاجوں کی خدمت ہو گا۔ کیونکہ یہ خوشنودیِ خدا کا موجب ہے۔ اس غرض کے حصول کے لیے وہ ایسا عدل قائم کرے گی، جو سوسائٹی کے کسی خاص طبقے کو فائدہ نہیں پہنچائے گا، بلکہ سب طبقات کی ضرورتیں پوری کرنے کا کفیل ہو گا۔ چنانچہ وہ ذی استطاعت لوگوں پر حسبِ ضرورت ٹیکس لگائے گی اور اسی طرح جو آمدنی ہوگی، وہ مساکین اور غربا میں تقسیم کرے گی۔

یہ قرآنی انقلابی جماعت جب برسرِ اقتدار آئے گی وہ یقیناً ان لوگوں سے باز پرس کرے گی، جو عدل کے قیام کی راہ میں حائل ہوں گے یا جو طہارت اور دیگر اخلاقِ فاضلہ کی خلاف ورزی کریں گے اور عوام کو خدا تعالےٰ کی طرف جانے والے چھوٹے سے چھوٹے اور آسان سے آسان راستے — صراطِ مستقیم — سے روکیں گے۔ یہ جماعت ہر ملک میں پہلے قومی پیمانے پر کام کرے گی۔ لیکن انسانیت کے اُصول کو پیشِ نظر رکھے گی وہ بین الاقوامی خلافت کے مقام پر پہنچ کر بھی کسی خاص قوم یا طبقے کی ضرورتوں کو پیشِ نظر رکھ کر کام نہ کرے گی، بلکہ تمام نوعِ انسانی کی طبعی اور فطری ضرورتوں کے مطابق حکم کرے گی۔ اس جماعت کی تربیت دادہ قومیتیں صحیح بین الاقوامی اجتماع

Marfat.com

پیدا کرنے کا باعث بنیں گی۔

یہ ہے وہ بین الاقوامی انقلاب جو قرآن حکیم پیدا کرنا چاہتا ہے اور یہی مدعا ہے اُس دُعا کا جو ہر انسان کو مانگنی چاہیے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (۲۵: ۷۴) (ہم کو متقیوں یعنی بین الاقوامی انصاف کرنے والوں کا لیڈر بنا)۔

(۴)

قرآن حکیم نے جس بین الاقوامی انقلاب کی طرح ڈالی اُس سے پہلے سینکڑوں انقلابات مختلف قوموں اور ملکوں میں آئے لیکن قرآن حکیم جس نوعیت کا جامع انقلاب لانا چاہتا ہے، اُس طرح کا انقلاب اب تک رونما نہ ہوا تھا، اس لیے اُس کی حقیقت کو سمجھنا آسان نہ تھا۔ اگر قرآن حکیم کسی خاص ملک یا قوم کے انقلاب کو عنوان بنا کر اپنے بین الاقوامی انقلاب کا تصور دلاتا تو اُس بین الاقوامی انقلاب کے خدوخال پوری طرح ذہن نشین نہ ہو سکتے کیونکہ کسی قومی انقلاب کو صرف وہی قوم سمجھ سکتی ہے جس میں وہ انقلاب آیا۔ دوسری قومیں اسے نہیں سمجھ سکتیں اور نہ اس سے عبرت یا فائدہ حاصل کر سکتی ہیں۔

ان حالات میں قرآن حکیم نے [illegible] اپنے بین الاقوامی انقلاب کو روشناس کرانے کے لیے [illegible] جو تمام قوموں میں معروف ہوتا۔ وہ قیامت [illegible] جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک روز یہ کائنات ٹوٹ کر بکھر جائے گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمام انسانوں

سے اُن کے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ یہ فکر تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ تمام دنیا کی قوموں میں مسلّم رہا ہے اور مسلّم ہے۔ چنانچہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے تک یہودیوں اور عیسائیوں کی بدولت یہ فکر مہذب دنیا کے ایک بہت بڑے طبقے میں روشناس ہو چکا تھا۔ پھر ہندو قوم میں بھی پرلے کا مسئلہ اس فکر کے قریب قریب موجود ہے اور اسی طرح دوسری قوموں میں یہ فکر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ قرآن نے اپنے بین الاقوامی انقلاب کو روشناس کرانے کے لیے اسی فکر کو ذریعہ بنایا۔ اِس طرح قرآنِ حکیم یہ کہنا چاہتا ہے کہ جس طرح نوعِ انسان پر ایک دن آنے والا ہے، جب اُس کے افراد سے اس بارے میں باز پرس کی جائے گی کہ طاقت وروں نے کمزوروں کے حقوق کہاں تک ادا کیے اور کمزوروں کی خدمت کتنی کی، اُسی طرح دنیا میں قرآنِ حکیم کی علمبردار جماعت انہی اصول اصول پر طاقتوروں سے باز پرس کرے گی۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی پہلی تقریر میں جو انہوں نے عہدۂ خلافت پر قائم ہوتے وقت کی، فرمایا: "تم میں سے ہر کمزور طاقتور ہے جب تک میں اُس کا حق نہ دلاؤں اور ہر طاقتور کمزور ہے، جب تک اس سے کمزور کا حق نہ لے لیا جائے"۔ یہ انقلابی جماعت ساری نوعِ انسان کے جملہ مفادات کی محافظ ہو گی۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے عالمگیر یا انسانیت گیر انقلاب کی تشبیہ قیامت کے کائنات گیر انقلاب کے سوا اور کسی انقلاب سے دی جا سکتی تھی؟ مگر افسوس ہے کہ اس انقلاب اور قیامت کا جو رابط

ہے، اُسے سوچنے والے عالم بہت کم ملتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے ۔ کہ قیامت کے انسانیت گیر حادثے سے پہلے تاریخ انسانیت میں قرآن کے جامع اور کامل انقلاب کا برپا ہو جانا ضروری ہے یعنی یہ ضروری ہے کہ انسانی اجتماعوں کے اندر ایک ایسی بین الاقوامیت پیدا کر دی جائے جس میں تمام دنیا کی قومیں شامل ہوں اور اس مرکزی ادارے کے اوپر جو اقوام کا نظم و نسق کرے، قرآن حاکم ہو۔ دنیا نے ایک مرتبہ یہ نظارہ حجاز میں دیکھ لیا ہے اور دوبارہ پھر دیکھے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ)

(۴)

ہمارے مفسرین جب قرآنِ حکیم کی آیات کی تفسیر کرنے بیٹھتے ہیں تو عموماً قرآنِ حکیم کے بیان کردہ واقعات کو بعض خاص واقعات و اشخاص سے وابستہ کر کے تشریح کر ڈالتے ہیں۔ اور اُسے شانِ نزول کا بیان کہتے ہیں۔ چنانچہ اگلے صفحات میں جن دو سورتوں کی تشریح کی گئی ہے اُن کی بعض آیات کی توضیح مفسرین نے شخصی واقعات ہی سے رنگ دیا کی ہے۔ اس بارے میں ہم امام الائمہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے مسلک کے تابع ہیں جو فرماتے ہیں کہ

"خاص واقعات کو جن کے بیان کرنے کی زحمت اٹھائی گئی ہے" اسباب نزول میں چنداں دخل نہیں ہے سوائے

لہ ممکن ہے کہ اب اس کا مرکز پاکستان ہے (مرتب)

Marfat.com

صرف بعض آیات کے جن میں کسی ایسے واقعے کی طرف اشارہ ہو، جو رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کے زمانے میں یا اس سے پیشتر واقع ہوا۔ کیونکہ سننے والے کے دل میں اشارے سے ایک گہرا انتظار پیدا ہو جاتا ہے، جو قصے کی تفصیل معلوم کیے بغیر دور نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہم پر لازم ہے، کہ ان علوم (تفسیر) کی اس طرح تفصیل کریں کہ خاص خاص واقعات کے بیان کرنے کی تکلیف نہ کرنی پڑے" (فوز الکبیر فی اصول التفسیر)

مثلاً سورۂ مدثر میں آیات ۱۱ تا ۲۵ میں سرمایہ پرست (Capitala-trous) اشخاص کا نفسیاتی تجزیہ (Psychological-analysis) کیا گیا ہے۔ اُن آیات کو نبی اکرم (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کے زمانے کے ایک منکر ولید بن مغیرہ سے وابستہ کر کے فارغ ہو جانا کافی نہیں۔ بلکہ ان آیات کو ہر زمانے پر چسپاں کر کے دیکھا جائے اور ہر شخص اپنی ذہنیت کا جائزہ لے کر فیصلہ کرے کہ وہ کہاں تک اس سرمایہ پرستانہ ذہنیت میں مبتلا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسلامی تاریخ کے اُس دور میں جب ہمارے امرائے عوام کی طرف سے جواب طلبی سے بچنے کی کوشش کی، بعض علما نے ان آیات کو عہدِ نبویؐ کے اشخاص و واقعات سے وابستہ کر کے عوام میں یہ غلط تصور پیدا کر دیا کہ گویا ان آیات کا اطلاق عام نہیں۔ اس پر طرّہ یہ کہ اس ذہنیت کے پیدا کر دینے کے ساتھ ہی اس قسم

کی تعلیم بھی دینی شروع کر دی کہ ما اقام الصلوٰۃ فادفعوا الیہم
(یعنی جب تک امرا اور حکام صرف نماز پڑھتے رہیں انہیں زکوٰۃ ادا کرتے رہو) مگر
یہ بھول گئے کہ جو صاحب امر ہو کر محتاجوں کی خدمت نہیں کرتا، نماز کے
مقصد ہی سے غافل ہے اس لیے تنہا نماز قائم کرنے کو دین کا مدار نہیں
بنایا گیا۔ اس کے لیے یہ آیت کریمہ یاد رکھنی چاہیے:- وَمَا اُمِرُوْا
اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ (یعنی ان کو
یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں، خالص کر کے اس کے واسطے بندگی، ابراہیم
کی راہ پر اور قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ مضبوط نظام
حیات کی) (سورۃ البینہ ۵)

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امرا تو اپنی غیر ذمہ دارانہ حرکات سے کیا باز آتے عوام کو ٹیکس ادا کرتے رہنے پر مجبور کر دیا گیا جس سے امرا عیش بلکہ عیاشی کی زندگی بسر کرتے رہے اور رفتہ رفتہ عوام کے دلوں سے انقلاب کا تصور اور امرا سے جواب طلبی کا خیال تک جاتا رہا۔ حالانکہ بقول جصاص الرازی الحنفی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا واجب تھا جو قرآنی انقلاب کی ایک ضروری مد ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان آج پھر اس بھولے ہوئے سبق کو یاد کریں کہ ہمارے ملک کے امرا اور حکام ہمارے آگے جواب دہ ہیں۔ یہ وہ کلمہ حکمت ہے، جسے اسلامی تعلیمات کے زیر اثر اہل مغرب

Marfat.com

نے اپنایا۔ یہ شہریت (Citizenship) کا وہ ابتدائی اصول ہے، جس کی معقول ترین صورت اسلام نے پارٹی پالیٹکس (Party politics) کی شکل میں پیش کی اور جس کی عملی شکل خلافتِ راشدہ کا عہدِ مبارک تھا۔

(۵)

غرض قرآنِ حکیم کی تعلیم انقلابی تعلیم ہے۔ اس انقلاب کا پہلا مطمحِ نظر قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کی بربادی تھی اور اس کا دوسرا منشا اس کے قانون کا غلبہ ہے۔ جس کی ایک اہم مد مساکین کی تنظیم ہے۔ یہ وہ حشر خیز اصول ہے جس سے دنیا میں قرآنی انقلاب کی قیامتِ صغریٰ برپا ہوتی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔ اور اس تعلیم کے ڈانڈے قیامت کے ساتھ ملاتی اور اسے بین الاقوامی عالمگیر بلکہ انسانیت گیر بناتی ہے۔ حجاز میں یہ نمونے کا انقلاب ایک دفعہ رونما ہو چکا ہے جس کی آخری لہریں بعض ملکوں میں اب تک ہچکولے لے رہی ہیں۔ اگر یہ درست ہے کہ اسلام ہمیشہ انسانیت کے کچلے ہوئے طبقات میں ظاہر ہوا ہے، اور پھر ایسے ہی طبقات میں رہ گیا ہے تو دنیا کو مبارک ہو کہ انقلاب کا خمیر پیدا ہو رہا ہے دنیا کو ایک انقلابِ عظیم کی توقع رکھنی چاہیے جو نہ صرف جامع ہو گا، بلکہ عالمگیر بھی ہو گا اور وہ انقلاب قرآنِ حکیم کے اصول پر ہو گا۔ ممکن ہے کہ امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی کے طریقے کا پاکستانی اور ایشائی افریقی مسلمان بطور پیشرو اس انقلاب میں اچھا خاصہ حصہ لے۔ اب ہمارے ملک کے حاملین قرآن کا فرض ہے کہ

وہ زمانے کی نبض پہچانیں اور امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کو سمجھ کر قرآن حکیم کو اپنائیں جو ہر دور میں، خصوصاً اس دور حکمت میں جامع اور عالمگیر انقلاب برپا کرنے والی دائمی کتاب ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمُ اللّٰهُ فِى الْاَرْضِ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

شیخ بشیر احمد

۲۲۳ این،
سمن آباد لاہور
۱۹۷۷ء
۸ فروری

چیست قرآں؟ خواجہ را پیغامِ مرگ
دستگیرِ بندۂ بے ساز و برگ

اقبالؒ

سُورۂ مُزَّمِّل

larfat.com

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب

از جفائے دِہ خدایاں کشتِ دہقاناں خراب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

شیخِ شہر از رشتۂ تسبیح صد مومن بدام

کافرانِ سادہ دل را برہمن زنّار تاب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

میر و سلطان نرد باز و کعبتینِ شاں دغل

جانِ محکوماں ز تن بردند و محکوماں بخواب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

(اقبال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ مزمل

رفقاءِ انقلاب کی تیاری

پیرایۂ آغاز انقلاب! انقلاب! انقلاب!

انقلاب جو فطرتِ انسانی کے تقاضے — خدا پرستی — سے انکار کرنے والے سرکشوں کی گردن توڑتا ہے۔ انقلاب جو فطرت انسانی کی تکمیل کرنے والی کمزور قوموں کو سربلندی بخشتا ہے۔ انقلاب جو ظالموں سے باز پرس کرتا ہے۔ اور جو اجتماعِ انسانی کو مادی اور روحانی امراض سے پاک کرتا ہے۔ فطرت انسانی کا وہ گوہرِ نایاب ہے، جسے وہ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی!

معاشرۂ انسانی اپنے ابتدائی دور میں ایک خاص طرز پر چل رہا تھا۔ کہ نباضِ فطرتِ انسانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے ترقی یافتہ بنیادوں پر قائم کیا۔ اُن کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام، اُن کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہی اصول پر کام کیا، جن کی طرح انبیاء کے

Marfat.com

جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السّلام ڈال گئے تھے۔

صدیاں گزر گئیں! ابراہیمی انقلاب کے اصول تجربے میں آتے آتے انسانیت میں مسلّم ہو گئے اور ترقی یافتہ نوعِ انسانی نے ان کے مطابقِ فطرت ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

اب انسانی رہنمائی کے لیے آخری اور دائمی ہدایت نامے کی ضرورت تھی، جو حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہُ علیہِ وسلّم قرآنِ حکیم کی شکل میں لائے۔ اس میں وہ تمام اصولِ حیات اور ضوابط جمع کر دیے گئے ہیں جن پر انسانی فطرت قائم ہے۔ اُن کو بروئے کار لانے اور روئے زمین پر مستحکم طور پر قائم کرنے کے لیے جن ابتدائی قاعدوں کی ضرورت ہے، ان میں سے چند سورۂ مزمّل میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان اصول پر پہلے جزیرہ نمائے عرب میں اور پھر اہلِ عرب کی مدد سے دنیا کے باقی حصّوں میں انقلاب برپا ہوا۔

(۱) یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ! [اے مزمّل!]

ایک غلط فہمی کا ازالہ | لفظ مُزَّمِّل کی کئی تشریحات کی گئی ہیں۔ بعض نے اس کے معنے کئے ہیں: المتزمّل فی ثوبہ وذلک علی سبیل الاستعارۃ کنایۃً عن المقصّر والمتہاون بالامر وتعریضاً بہٖ[1] (یعنی کپڑوں میں لپٹا ہوا جو بطور استعارہ ہے اور اس میں کنایہ اس طرف ہے کہ وہ شخص کام کرنے میں قصور کرتا ہے اور سستی سے کام لیتا ہے۔ اور یہ

[1] المفردات القرآن للراغب الاصفہانی (مادہ زمل)

گویا طعن کے طور پر کہا گیا ہے) لیکن اُس شخص کے متعلق جو اپنے فکر اور اپنی قوت کے ساتھ انسانیتِ عامہ کو ترقی دینے، خلق اللہ کی خدمت کرنے اور اُن کا تعلق اللہ سے جوڑنے کے لیے اتنا بے تاب تھا کہ قرآنِ حکیم کو کہنا پڑا کہ

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء: ۳)[۷۹]

(یعنی یہ جو تیرے پیش کردہ لائحۂ حیات کو نہیں مانتے، تو کیا اُن کی خاطر اپنی جان ہلکان کر ڈالے گا؟)

اور جس کا یہ حال تھا کہ اللہ کی مخلوق کو راہ ہدایت دکھانے کا بوجھ اُٹھائے اُس کی کمر دوہری ہوئی جاتی تھی[۱] اور جو لوگوں کو راہ راست پر لانے کے راستے معلوم کرنے کے لیے بے قرار تھا[۲] اس کی نسبت یہ خیال کرنا کہ وہ اپنے کام میں سُست اور کاہل تھا ع

یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں

پس لفظ مُزَّمِّل کے وہ معنی لیے جانے چاہئیں، جو اس سورت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے مناسب ہوں۔

المُزَّمِّل کی پہلی تشریح (۱) مؤطا امام مالک میں ایک روایت آتی ہے کہ

عن ابن شہاب، عن محمد بن جبیر بن مطعم

---

[۱] وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (الانشراح: ۳)[۹۴]
(اور ہم نے تیرا بوجھ اُتار دیا، جس نے تیری کمر کو دہرا کر رکھا تھا)۔ (مرتب)

[۲] وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (۹۳: ۷) [اور اُس نے تجھے تلاش میں گم پایا اور پھر تجھے ہدایت دی] (مرتب)

Marfat.com

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لی خمسۃ اسماء انا محمد، وانا احمد، وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی اقدمی وانا العاقب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔ اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں میں اٹھائے جائیں گے۔ اور میں عاقب ہوں۔

علماء کرام نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیسیوں نام گنوائے ہیں، تو ان پانچ ناموں کی خصوصیت کیا ہے؟ ذرا تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نام ہیں جو قرآن حکیم میں آئے ہیں۔ چنانچہ محمد اور احمد تو صراحتاً مذکور ہیں:-

محمد رسول اللہ والذین معہ (الفتح ۴۸: ۲۹)

یاتی من بعدی اسمہ احمد (۶۱: ۶)

الحاشر کے معنی | الحاشر کی تشریح کرتے ہوئے امام الانقلاب امام ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:- قیل معنی قولہ علی قدمی ان الناس یحشرون یوم الحشر یحتاجون الی شفاعتہ (المسوّی جلد ۲، ص ۲۱۶ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ "میرے قدموں میں اٹھائے جائیں گے" کے یہ معنی ہیں کہ وہ یوم حشر میں ان کے امام ہوں گے۔ اور ان

Marfat.com

کی شفاعت کے محتاج ہوں گے +

اس سے ظاہر ہے کہ الحاشر کے معنی ہیں جمع کرنے والا۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں آیا ہے: وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ (النمل ۲۷: ۱۷) (یعنی سلیمانؑ کے لیے اس کے لشکر جمع کیے گئے)

نیز قرآنِ حکیم میں الحشر نام ایک سورت بھی ہے۔ جس میں یہ الفاظ آئے ہیں: هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ (سورہ حشر ۵۹: ۲)

حضرت امام الائمہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:۔

اوست، آنکہ برآورد آناں را کہ کافر شدند از اہل کتاب، از خانہائے ایشاں در اوّلِ جمع کردنِ لشکر (فتح الرحمٰن) (یعنی وہی ہے، جس نے اہلِ کتاب میں سے کفر کرنے والوں کو پہلی مرتبہ لشکر جمع کرنے کے وقت میں گھر سے نکالا) +

یہاں اوّل الحشر سے مراد نبیِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پہلا جارحانہ حملہ ہے جو آپ نے سنہ ۴ھ میں بنی نضیر پر کیا۔ گویا الحاشر کے معنی ہیں "لوگوں کو جمع کرنے والا"

ہ عیسائی مشنری یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اسلام وحشیانہ مذہب ہے جس میں قتل و خونریزی اور غارت گری کے سوا کچھ نہیں اس قسم کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر مسلمان علما نے انیسویں صدی کے وسط سے یہ نظریہ پیش کرنا شروع کر دیا کہ اسلام کی جنگیں ہمیشہ مدافعانہ رہی ہیں، اس نے کبھی کوئی جارحانہ حملہ نہیں کیا مگر درحقیقت یہ رکیک عذرداری سے بڑھ کر نہیں ہے سوال یہ ہے کہ کسی مذہب میں جنگ جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ جنگ کو جائز قرار دیتا ہے اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام جنگ کو جائز بلکہ ضروری قرار دیتا ہے۔ (باقی صفحہ ۴۷ پر)

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تزمیل رفقاء تیار کریں گے

(ب) اب لفظ اَلْمُزَّمِّل پر ایک اور نقطۂ نگاہ سے نظر ڈالیے:-

اونٹ کے کجاوے میں عموماً دو آدمی سوار ہوا کرتے ہیں ایک ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف تاکہ دونوں طرف بوجھ برابر رہے۔ انہیں ایک دوسرے کے زمیل کہتے ہیں اور مُزَامَلہ کے معنی ہیں ایک دوسرے کا زمیل بننا۔ پس لغوی اعتبار سے مُزَّمِّل کے معنی ہوئے زمیل یعنی رفقاء راہ تیار کرنے والا یعنی جس طرح خود قرآن کو سمجھتے ہیں، دوسروں کو سمجھا کر انسانیت کی خدمت کے لیے تیار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس محنت و مشقت سے وہ خود اپنے نصب العین کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح محنت و مشقت سے آپ کے ساتھی بھی اسے کامیاب بنائیں۔

لفظ مُزَّمِّل میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے جس سے کثرت کے معنی ظاہر ہوتے ہیں یعنی کثرت سے زمیل — رفقاء راہ — تیار کرنے والا۔ جو شخص آپ سے ایک آیت[1] بھی سیکھ لیتا ہے، وہ بھی اسی حد تک آپ کا زمیل بن جاتا ہے۔

(الغنیمۃ سے آگے) تو اس کے بعد یہ امر جنگ کے اختیار تیزی پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ آئے یہ کہ حملہ کرے یا غنیم کے حملے کی مدافعت پر اکتفا کرے ظاہر ہے کہ اس کا قرآن کے فیصلے سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا یہ وقتی حالات پر منحصر ہوتا ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جنگ خیبر مدافعانہ جنگ نہ تھی بلکہ جارحانہ تھی اور اس کا ہونا صلح حدیبیہ کے امن کے لیے ناگزیر تھا۔

[1] ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَۃً (یعنی ایک آیت بھی ہو تو سیکھ جاؤ اور آگے لوگوں کو پہنچاؤ)

Marfat.com

یہ جو تزمیل تیار ہوں گے۔ یہی آگے چل کر آپ کی فوج کے سپاہی بن جائیں گے اور پھر آپ کے بعد آپ کی نیابت کریں گے اور خلافت چلائیں گے اس تزمیل سے اجتماع (الحشر) پیدا ہو گا۔

رُفقاء کی تیاری

انقلاب کے شروع میں رفقاء ہی تیار کیے جاتے ہیں | جب حکومت منظم ہو جاتی ہے، تو آدمی دو قسم کے ہو جاتے ہیں یعنی حکم دینے والے اور حکم ماننے والے۔ لیکن نئی حکومت پیدا کرنے کے لیے جو انقلاب پیدا کیا جاتا ہے، اُس میں شروع شروع میں اِس قسم کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ پہلی منزل میں صرف رفیق تیار کیے جاتے ہیں۔ مثلاً دو آدمی اپنے اپنے گھر سے کسی سمت کو سفر کرنے کے لیے نکلتے ہیں، دونوں راستے مل جاتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کے رفیقِ راہ ہیں۔ ان میں حقیقی معنوں میں کوئی افسری ماتحتی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح انقلاب کی ابتدا میں صرف رُفقاءِ راہ تیار کیے جا سکتے ہیں۔ اس کی صورت یوں ہوتی ہے، کہ سب کے سامنے ایک نصب العین (Ideal) کھلے لفظوں میں پیش کر دیا جاتا ہے، اُسے کامیاب بنانے کے لیے جو راستہ اختیار کرنا ہوتا ہے، وہ سخت خطرناک ہوتا ہے۔ سوسائٹی اُن کے نصب العین کو پسند نہیں کرتی۔ اُن کے عزیز و اقارب تک دشمن ہو جاتے ہیں۔ محلے دار دشمن بن جاتے ہیں۔ گاؤں اور شہر والے مخالف ہو جاتے ہیں۔ پھر سارا ملک مخالفت پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اگر ملک میں کوئی حکومت ہو

تو وہ بھی دشمن بن جاتی ہے۔ ان لوگوں کو اپنے نصب العین کی کامیابی
کے لیے ان سب کی مجموعی دشمنی کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اگر انقلابی
کارکن یہ سب کچھ سمجھ کر محسوس کر لیں کہ ان کا نصب العین انتہائی عظیم
اور بلند ہے کہ وہ اس کے لیے ان سب عداوتوں اور مصیبتوں کو برداشت
کر سکیں گے اور اپنے نصب العین پر اپنا مال، اپنی جان، اپنے بیوی بچے، اپنے
عزیز و اقارب، اپنا تمام مال و متاع ------ غرضیکہ سب کچھ قربان کر دیں گے
تو اُن کا کام آسان ہو جاتا ہے۔

اس راہ میں سب سے بڑا سنگِ گراں حکومت کی مخالفت کا ہوتا ہے
لیکن وہ کیا کر سکتی ہے؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہ جیسا کہ فرعون نے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر جادوگر لائے اور جب وہ حضرت
موسیٰ پر ایمان لے آئے تو انہوں نے کہا تھا لَن نُّؤْثِرَكَ
عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ
إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ...
یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے ان دلائل و براہین ... پر جو ہمارے سامنے آ
چکے ہیں، ترجیح دیں ... اور تجھے اس ذات ... پر ... جس
جس نے ہمیں پیدا کیا۔ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر لے ...
تو کچھ کر نہیں سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ تو ہماری اس چند روزہ دنیاوی
زندگی کے متعلق کچھ کر سکتا ہے ...
غرض ایک انقلابی ...

لیے فیصلہ کرتا ہے اور پھر اُس نصب العین کو لے کر گھر سے نکلتا ہے
تلاش کرتا ہے، تو اُس نصب العین کے شیدائی کئی اور بھی مل جاتے ہیں
یہ اُس کے رُفقاء کار ہیں۔ جب یہ لوگ آپس میں ملتے ہیں، تو ایک
دُوسرے کو ہم خیال پاکر اجتماعی طور پر کام کرنے لگ جاتے ہیں اور اِس
طرح ایک سوسائٹی پیدا ہو جاتی ہے +

رفاقت کی پہلی منزل | اِس مرحلے پر سب سے مشکل چیز کیا ہوتی ہے ؟ وہ یہ
کہ ایک صاف تخیل (Idea) لوگوں کے سامنے پیش کر کے فیصلہ کرانا اور
جب وہ اُسے قبول کر کے چل نکلیں، تو اُن کا ایک دوسرے پر زیادتی
نہ کرنا۔ یہ رفقاء سمجھتے ہیں کہ ہم ایک دُوسرے پر کوئی فوقیت نہیں رکھتے
فِکر کو عمل میں لانے کے جذبے کے لحاظ سے ہم سب برابر ہیں۔ انقلابی
تخیّل صاف ہو، تو یہ بات آسان ہوتی ہے +

رفاقت کی دوسری منزل | اس کے بعد دُوسرا مرحلہ آتا ہے کہ تخیل کو ساتھیوں
کے ذہنوں کی انتہا تک پہنچا دیا جائے اور وہ اچھی طرح سمجھ کر فیصلہ کریں
کہ وہ خود اس پر قربان ہو سکتے اور اپنا سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ
اگر بعد میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ "او ہو! میں دھوکے میں رہا۔ میں تو کچھ
سمجھا اور یہ نکلا کچھ اور" تو سب کیا کرایا برباد ہو جاتا ہے +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اپنے رفقاء کے ساتھ | اس نقطۂ نگاہ سے حضرت محمد رسول اللہ
(صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ)
کی پوزیشن پر غور کیا جائے، تو آپ کی دو حیثیتیں نظر

آتی ہیں[1]۔

(۱) آپ نبی ہیں | آپ صاحبِ فکر ہیں۔ وہ فکر جو خدا کے پیام پر مبنی ہے۔ خدا کا پیغام آپ کو پہنچتا ہے۔ آپ کی ذاتِ مقدسہ جذب کر لیتی ہے۔ ناواقف لوگوں کو محسوس ہوتا ہے کہ آپ اپنی بات فرما رہے ہیں۔ پھر آپؐ وہ فکر دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ آپؐ کی ذاتی حیثیت ہے، جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔ یعنی آپؐ پیام قبول کرنے میں کسی کو شامل نہیں کر سکتے۔ اور نہ کسی کو معاون بنا سکتے ہیں۔ آپؐ کو جو پیام الٰہی پہنچا، وہ حرف بحرف کتابی شکل میں موجود ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اب ہر قوم اپنا پروگرام ان اصولی کتابوں سے لے گی۔ آگے چل کر وہ سب قومیں قرآن کی پوری تشریح میں لگ جائیں گی۔

(۲) آپ معلم شفیق ہیں | آپ کی دوسری حیثیت فکر سکھانے والے کی ہے، جس کا ذکر اس آیت میں ہے یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة ۶۲ : ۲) یعنی انہیں قانون الٰہی اور اس کی حکمت سکھاتا ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (میں تو استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں) معلم کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک چیز جانتا ہے جو وہ دوسروں کو پوری طرح

---

[1] حکیم الامت امام ولی اللہ فرماتے ہیں کہ: فان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجہین: وجہ یاخذ عن اللہ و وجہ الی الخلق (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت تو یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے علم لیتے ہیں اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ آپ وہ علم لوگوں کو دیتے ہیں) التفہیمات الالٰہیہ جلد اول، صہ ۱۲۸

سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس علم کو پہلے سیکھنے اور بعد میں سیکھنے کا
طبعی فرق ہے، وہ تو ہمیشہ رہے گا۔ لیکن علم سے جو روشنی پیدا ہوتی ہے
اور اس سے کام کی جو ہمت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں ان دونوں میں کوئی
فرق نہیں ہوتا۔ جب تک استاد کی تعلیم میں یہ طاقت نہ ہو، اسے صحیح معنوں
میں معلم نہیں کہا جاتا۔

یہ آپ کی شانِ معلمی ہی تھی، جس کی وجہ سے آپ کی محبت آپ
کے صحابہ کے دلوں میں اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ تھی۔ یہ بات کسی
حاکم کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

پس المزمل کے معنی ہیں، زمیلوں کو جمع کرنے والا۔ یعنی قرآن کی انقلابی
تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے انقلابی عناصر کو جمع کرنے والا یا اس تحریک
کے لیے جس قسم کے رفقائے کار کی ضرورت ہے، اس قسم کے رفیق جمع کرنے والا

الحاشر کی تشریح
فلسفۂ ولی اللہی کے مطابق

حجۃ الاسلام، امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی کے
فلسفے میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ انسانی حیات
وجدانی چیز ہے۔ یہ جو دنیاوی زندگی شروع ہوتی ہے، یہی ترقی کرتے کرتے
اخروی زندگی بن جائے گی اور اس زندگی میں انسان کے پہلے اعمال ہی ایک خاص
شکل اختیار کر کے اس کے لیے جنت کی نعمتیں یا دوزخ کے عذاب کی صورتیں

۱؎ الماحی کے لیے دیکھو سورۂ المدثر میں لفظ مدثر کی تشریح اور العاقب کے معنی
حضرت امام الائمہ نے بیان کئے ہیں کہ آپ آخری نبی یعنی الخاتم النبیین ہیں۔

Marfat.com

پیدا کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت امام الائمہ فرماتے ہیں کہ:-

فالتشبحات الحشرية في حقه اتم واوفر ولذلك اخبر النبي صلى الله عليه وسلم ان العذاب [illegible] في قبورهم [illegible] امور متمثلة تتساوى النفوس في مشاهدتها كالهداية [illegible] ببعثة النبي صلى الله عليه وسلم تتشبح حوضا وتتشبح [illegible] الصلاة عليها [illegible] الى غير ذلك وتتشبح النعمة [illegible] ومنظر [illegible] ومنلج [illegible] وملبس رضي ومسكن بهي۔

(حجۃ اللہ البالغۃ جلد اول صفحہ ۳۵)

(یعنی) حشر میں انسان کے اعمال اور اخلاق جو شکلیں اختیار کریں گے وہ اس شخص کے حق میں پوری پوری طرح ظاہر ہوں گی۔ اسی لیے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ [illegible] سے [illegible] اکثر [illegible] قبروں [illegible] ہوتا ہے۔ حشر میں بعض امور کی شکلیں ظاہر ہوں [illegible] وہیں [illegible] کی [illegible] حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] جو فیض [illegible] آپ کے ذریعے سے پہنچی [illegible] وہ ایک [illegible] کی

[illegible] حشر میں ہمارے اعمال ہی [illegible] شکل ہو کر پیش ہوں گے [illegible] کی میری [illegible] ہوتا [illegible] کمزور ہے۔ اس لیے حشر کی تصویر میں زیادہ [illegible] میں کی یہ لوگ تھوڑی سی بات سے بالکل [illegible] ہوں گے۔ (مرتب)

شکل میں ظاہر ہوگی اور ان حضرات کے اعمال ان کے نفسوں میں محفوظ ہیں وہ بصورت تر و تازہ میووں کے اور اچھے کھانوں خوبصورت عورتوں، عمدہ لباسوں اور خوب صورت مکانوں کی شکل میں ظاہر ہوں گے۔

ایک اور جگہ عالمِ مثال کی کیفیت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

ہمارے اعمال و اخلاق ہی ہماری جنت و دوزخ پیدا کریں گے	وسرّ هذه الواقعة تمثل الاعمال والاخلاق السيئة

والحسنة في المثال وتنعم النفس وتوجعها بالحقائق المثالية (البدور البازغة ص۵۴) یعنی اس میں راز یہ ہے کہ اچھے اور برے اعمال اور اچھے اور برے اخلاق عالمِ مثال میں پہنچ کر مثالی صورتیں اختیار کر لیتے ہیں جن سے نفسِ انسانی (Psyche) راحت یا تکلیف محسوس کرتا ہے۔

ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ:

و چوں از ایں موطن در گزرد نشأۂ دیگر پیش آید او را در نسانِ شر یوم المحشر گویند و حقیقت آں موطن آن است کہ دریں نفوس ارضیہ بیا

۱؎ یعنی لوگوں نے دنیا میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فیض حاصل کیا اور آپ کے آگے بڑھانے میں جد و جہد کی، وہ ایک حوض کی شکل میں ظاہر ہوگی جس میں پانی ہوگا۔ یہی حوضِ کوثر ہے، جو حقیقت قرآن حکیم سے استفادے کا مظہر ہے۔ (مرتب)

از احکامِ فردیہ کہ از اختلاطِ عناصر و از جہتِ مادۂ ظلمانیہ پیدا شدہ بود
بہم خوردہ و ایں نفس بمنزلۂ جسم شدہ نہ تا شاید صورتِ نوعیہ نمایاں و
احکامِ صورتِ نوعیہ بطریقِ ظہور و غلبہ پیدا شود چنانکہ در…
نوعیہ در افرادِ انسان تقاضا مے کند کہ بے پر در جانبین و ناخنہا و آذنہا پیدا
شوند لیکن گاہے ناقصے از عوائقِ استعدادِ مادہ ازاں منع کند و بسیار ناقص
الخلقت اکمہ و اقطع و اسکت پیدا شود ایں ہمہ از قبیلِ مادہ است نہ از
قبیلِ صورتِ نوعیہ ہم چناں در امورِ معقولہ صورتِ نوعیہ را مقتضیات
است از عقلِ سلیمہ کہ با وحشت اوہام ملوث نشدہ و استعدادِ قبولِ علوم تام…
از مبدأ فیاض برونیہ آں داشتہ و از خیالِ صحیح کہ شئ را بصورتِ مثالیہ
دو کہ بر طبقِ تمثّلِ عالمِ مثال است متشکّل سازد پس احکامِ فردیت فرو نشینند و
احکامِ نوعیہ غالب آیند ہمہ مقتضیاتِ فردی در تحلّل وجود آید و در دست ہا…
صورتِ فردیت قبولِ ظہورِ احکامِ نوع کنند و باہم در وجوہ محاذات آں ناید
چنانکہ در افرادِ نوع ممکن نشود کہ بہتر از آں احکامِ نوع ظاہر شوند
فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (۵۰ : ۲۲)

پس در یں موطن وقائع چند ظہور کنند از میزان و حساب و تجلی ذات و
حوض و تطائر صحف و اعمال بطرفِ یمین و شمال و شہاداتِ ایدی و ارجل و صراط و
امتیازِ وجوہ مسودادِ آں و شفاعتِ رسل۔

پس میزان عبارت است از ظہورِ صورتِ مقدارِ اعمالِ حسنہ و سیئہ و درجت
تاثیرِ ہر یکے از قبیلین بتشکیلِ عالمِ مثال تقاضا کند از کفتین و ماندن آں…

Marfat.com

عالمِ مثال و عالمِ شہادۃ باں معنی کہ اجسام خارجیہ شکل پذیر قوائی مثالیہ گردد...

عوض صورتِ ہدایت و رُشدے است کہ تجلّیِ اعظم بر نفسِ نفیس حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ریختہ است و از آنجا از راہ قوائی پیغامبر در عالمِ شہادت جاری شدہ و اوانی عوض صورت قدر ہدایاتے کہ افرادِ مسلمین قبولِ آن کردہ اند۔

عطیہ شعر بین آبِ چشمہ تسنیم باشد کہ تمثال لذاتِ عظیمہ است کہ از ادراکِ مجرداتِ حاصل آید (تفہیمات جلد اوّل صفحہ ۵۳-۵۴-۲۵۴ ملخصاً)

واقعاتِ حشر کی تشریح یعنی اس منزل سے گزر جاتا ہے تو وہ ایک اور عالم میں داخل ہوتا ہے جسے شرع کی زبان "حشر کا دن" کہتے ہیں۔ اور اس مقام کی حقیقت یہ ہے کہ ان نفوسِ ارضیہ کی بہت سی انفرادی باتیں جو عنصروں کے باہمی ملاپ اور کثیف مادے سے پیدا ہوگئی تھیں، جاتی رہتی ہیں اور وہ ہر ایک نفس شفاف جسم کی طرح نوعی امور کا عکس پیش کرتا ہے اور اس پر نوعی تقاضے ظاہر ہوکر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں اس کی مثال یوں سمجھو کہ مادی دنیا میں انسان کی صورتِ نوعیہ تقاضا کرتی ہے کہ ایک فرد کے دو دو ہاتھ، پاؤں، آنکھیں اور کان ہوں۔ لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادے میں پورے اعضا پیدا کرنے کی استعداد نہیں ہوتی اُس وقت جو بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ اندھا، لنگڑا لولا، کانڑا یا لُوچیہ ہوتا ہے۔ اس ناقص الخلقت بچے کی پیدائش میں قصور مادے کا ہے نہ کہ صورتِ نوعیہ کا۔ ایسے ہی غیر مادی زندگی کے امور میں صورتِ نوعیہ کے تقاضے ہوتے ہیں مثلاً وہ تقاضا کرتی ہے کہ انسان کے اندر ایسی عقلِ سلیم ہو کہ وہ اوہام کی غلاظت

Marfat.com

سے ناپاک ہوئی ہو۔ اور اس پاکیزگی کے سبب سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صحیح علوم لے سکے اور یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ انسان کی قوتِ متخیلہ صحیح ہو تاکہ وہ چیزوں کو عالمِ مثال کی کیفیت کے مطابق شکل دے سکے۔

غرض اس موطن میں جاکر انفرادیت کے احکام چھوٹ جاتے ہیں اور تمام نوعی تقاضے غالب آجاتے ہیں اور عقل اور خیال کی قوتوں کے لحاظ سے نوعی تقاضے ظاہر ہونے لگتے ہیں اور فردِ انسانی نوعی تقاضوں کو ایسی پوری طرح ظاہر کرتا ہے کہ اس سے زیادہ اس سے ممکن نہیں ہوتا۔ یہ وہ کیفیت ہے جس کے متعلق قرآن حکیم کہتا ہے کہ (فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ) (ہم نے تیرے پردے اتار دیے ہیں۔ اس لیے آج تیری نگاہ تیز ہے) (۵۰: ۲۲)

چنانچہ اس موطن میں نفسِ انسانی کو بعض واقعات پیش آتے ہیں مثلاً میزان۔ حساب۔ تجلی الٰہی۔ حوضِ کوثر۔ اعمال ناموں کا اڑ کر دائیں یا بائیں ہاتھ میں آجانا۔ ہاتھ پاؤں کا انسان کے اعمال کی شہادت دینا۔ پل صراط سے گزرنا چہروں کا سفید یا سیاہ ہو جانا اور رسولوں کا شفاعت کرنا۔

میزان کیا ہے؟ ان میں سے میزان سے مراد یہ ہے کہ عالمِ مثال میں انسان کے اچھے برے اعمال ایک مقدار اختیار کرتے نظر آتے ہیں اور ان کی خاص قسم کی تاثیر ظاہر ہوگی اور یہ مقدار اور تاثیر عالمِ مثال کے مادے کے مناسب حال ہوگی مثلاً ترازو وغیرہ جو عالمِ مثال اور عالمِ مادی کے بین بین ایک قسم کے مادے سے ظاہر ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مادی اجسام مثالی ...

کی شکل میں ظاہر ہوں گے ....

حوضِ کوثر کیا ہے؟ | اور حوض سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مبارک پر تجلیِ اعظم سے جو ہدایت نازل ہوئی اور آپ کے قویٰ کے ذریعے سے دنیا میں پھیلی، وہ وہاں حوضِ کوثر کی مثالی شکل میں ظاہر ہو گی۔

تسنیم کیا ہے؟ | اس عالم میں خدا کے خاص مقرب بندوں کو چشمۂ تسنیم سے پانی پلایا جائے گا۔ یہ پانی کیا ہوگا؟ یہ مجردات ادراک سے حاصل شدہ عقلی لذات ہوں گی، جو پانی کی شکل میں انہیں پلائی جائیں گی۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

والحوض هدايتهٗ صلى اللّٰهُ عليه وسلم تجسدت هنالك ماءً بمشابهةٍ قويةٍ بين العلم والماء وادى ان لكل نبيٍ حوضًا غيران حوض النبى صلى اللّٰهُ عليه وسلم ام الحياض وانهيرالكثير

حوضِ کوثر اور دیگر انبیاء کے حوض | یعنی حوضِ کوثر اصل میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھیلی ہوئی ہدایت ہے، جو عالمِ مثال میں جا کر پانی کی شکل اختیار کرے گی۔ کیونکہ علم کو پانی سے خاص مشابہت ہے۔ میری رائے میں ہر نبی کا جدا جدا حوض ہوگا۔ البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا ہوگا)۔

بیاناتِ مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مل کر یا آپ کی تعلیمات اور نمونے کے مطابق انقلاب برپا کریں گے، وہ مرنے کے بعد کی زندگی میں

Marfat.com

کی امامت میں جمع ہو جائیں گے۔ ایسے ہی جو لوگ دوسرے انبیاء کرام کی معیت میں کام کر چکے ہیں، وہ اپنے اپنے نبی کی معیت حاصل کریں گے چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے کہ:-

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا

(نساء ۶۹) (یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین پر، یہ بہت اچھے رفیق ہیں)۔

اب انقلابِ عمومی حضرت محمد رسول اللہ ہی کے اتباع سے آسکتا ہے

اولوالعزم یعنی انبیاء علیہم السلام مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کوشش کرتے رہے کہ تمام دنیا میں توحید پھیلا کر امامتِ کبریٰ یعنی لااقوامی قیادت، حاصل کریں، لیکن یہ مقامِ محمود حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی حاصل کر سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب انقلابِ عمومی اپنے مختلف ادوار میں آپ کے اتباع سے باہر نہیں جا سکتا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جو انقلاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا خاصہ ہے، وہ ایک دن میں ساری دنیا میں نہیں پھیل سکتا۔ اس انقلاب کا پہلا حصہ وہ تھا، جو خلافتِ راشدہ سے شروع ہو کر عباسی حکومت کے خاتمے تک کامیاب رہا جب قریش میں اس انقلاب

Marfat.com

تو آگے بڑھنے کی طاقت نہ رہی، تو اس انقلاب نے آگے بڑھنے کے لیے ایک اور قوم — ایرانیوں — کو ذریعہ بنایا۔ لیکن قریش کے گرنے اور ایرانیوں کے چڑھنے کا درمیانی وقفہ انقلاب کی "رات" تھی۔ اس میں نئی قوم تیار ہوئی۔ اس کے بعد ترکمانی قوموں نے اس انقلاب کو آگے بڑھایا اور پھر "ہندوستانی" قوم نے اسے اپنایا۔ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر یہ انقلاب ساری دنیا میں کامیابی حاصل کرتا رہا۔ یہ ٹکڑے علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جب تک انسانیت اس زمین پر قائم ہے۔ یہ انقلاب کسی نہ کسی شکل میں آگے بڑھتا رہے گا اور آخر میں ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ تمام قومیں، جو اس انقلاب میں سے گزر چکی ہوں گی، ایک سطح پر آ کر اُس کے نیچے مل جائیں۔ اُس وقت یہ عمومی انقلاب مکمل ہو گا۔

یہاں اَلْمُزَّمِّلُ سے مراد یہ ہے کہ وہ امامت کبریٰ (بڑی امامت) کا مالک ہے۔ جس کے نیچے ساری دنیا کی قومیں جمع ہوں گی۔ یہ گویا الٰہی الٰہی کی دنیاوی شکل ہے۔

المزمل کے دوسرے معنی امام ائمۂ انقلاب	(۲) اِزْمَلَ یا اِزْدَمَلَ کے دُوسرے معنی ہیں حَمَلَ بِمَرَّۃٍ وَاحِدَۃٍ (المنجد) (یعنی اُونٹ کی طرح بوجھ اُٹھا کر ایک ہی جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہُوا)۔

اِزْدَمَلَہٗ: اِحْتَمَلَہٗ ومنہ قولہ تعالیٰ یَآ اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ
یعنی بوجھ اُٹھایا۔ (صراح)

رازی نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے۔ کہ مزمل کے معنی ہیں وہ شخص جس پر بھاری کام ڈال دیا گیا ہو۔ کیونکہ مزمل کے معنی ہیں حمّلہ[1]

یہ بوجھ کیا ہے: قومی اور بین الاقوامی انقلاب

یہ بوجھ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا، قومی اور بین الاقوامی انقلاب کا بوجھ تھا۔ اور تعجب یہ ہے کہ آپ نے پہلے اپنی قوم کو ترقی دے کر بین الاقوامی درجے کے کام کرنے والے کارکن تیار کرنے کا انتظار نہیں کیا۔ گو اگر آپ ایسا کرتے تو بھی کسی عقلمند کو اس پر اعتراض نہ ہوتا لیکن آپ نے بین الاقوامی انقلاب کو پیچھے نہیں ڈالا بلکہ دونوں کام ایک ہی وقت شروع کر دیے یہ نہایت مشکل کام تھا۔ لیکن آپ نے جوانمردی ہمت، جرأت اور استقلال سے کام لیا اور پورے کے پورے بوجھ کو سنبھال کر اٹھا کر کھڑے ہو گئے اور اللہ کے فضل سے بہت جلد اپنا کام پورا کر ہی لیا۔ چنانچہ آپ نے قریش کی ذہنیت ایسی تیار کی، کہ وہ یہاں مدینے کے انصار کے ساتھ مل کر کام کر سکے۔ وہاں بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلمان فارسیؓ وغیرہ غیر عربوں کے ساتھ اور ان کے نیچے بھی کام کر سکے۔

جو شخص سیاسی اجتماعیت میں اس قسم کا بھاری بوجھ اٹھاتا ہے، وہ امامِ انقلاب کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

---

[1] قال عکرمہ یا ایہا الذی زمل امرا عظیما ای حملہ والزمل الحمل وازدملہ احتملہ
(تفسیر کبیر للرازی جلد ہشتم صفحہ ۱۳۵)

وسلم اَلْمُزَّمِّلُ یعنی نہایت ہی بلند درجے کے امامِ آئمۂ انقلاب ہیں مولانا محمد قاسمؒ اس درجے کا نام خَاتَمُ النَّبِیِّیْن رکھتے ہیں اس سے اوپر کوئی درجہ ہی نہیں ہے۔

(۲) قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا (۳) نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا (۴) اَوْ زِدْ عَلَیْهِ

(رات میں سے کچھ وقت کم کر کے کھڑے رہا کرو۔ آدھی رات یا اس سے بھی کم یا اس پر کچھ بڑھا لو)

مثلاً بارہ گھنٹے کی رات ہو، تو چھ گھنٹے یا چار گھنٹے یا آٹھ گھنٹے تک رات کو کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ لیا کرو۔

عمومی انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو تعلیم دے کر انقلاب کے امام تیار کریں، جو آپ کے نائب بن سکیں اور ان کے علاوہ اور انقلابی کارکن تیار کریں، جو آپ سے آگے بڑھائیں۔

انقلاب کے لیڈروں کی تیاری کے لیے خاص تعلیم کی ضرورت ہے جس جس کے لیے وقت بھی خاص چاہیے۔ اور عام لوگوں کی تعلیم کے لیے الگ وقت کی ضرورت ہے۔ وقت کے اس طرح بانٹنے کی اس لیے ضرورت پڑی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قومی اور کل قومی کام دونوں ایک ہی وقت میں کرنا چاہتے ہیں۔

تہجّد کی نماز

تہجّد کی نماز عوام کے لیے نہیں ہے | اس آیت میں تہجّد کی نماز کی طرف اشارہ ہے

جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر پڑھتے رہے یہ عام مسلمانوں پر فرض نہیں۔ حنفی مسلمان عشاء کی نماز کے ساتھ جو تین وتر پڑھتے ہیں، وہ اسی نمازِ تہجد کے قائم مقام سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ صحابہؓ میں فقہ حنفی کے امام حضرت عبداللہ ابنِ مسعود نے اپنے کسی شاگرد سے فرمایا کہ یا اھل القرآن! اوتروا (اے قرآن کی تعلیمات کے حاملو! وتر پڑھا کرو) ایک بدوی نے بھی یہ بات سُن لی اور پوچھا۔ کیا فرمایا آپ نے؟ حضرت ابن مسعود نے فرمایا۔ کہ لَیْسَ لَکَ (تیرے اور تجھ جیسوں کے لیے نہیں) اس سے معلوم ہوا کہ وتر مسلمانوں کی خاص جماعت کے لیے ہیں، عام لوگوں کے لیے نہیں ہیں۔

یہ آیت منسوخ نہیں | اصل بات یہ ہے کہ جو شخص قرآن حکیم سکھائے، اُس کے لیے تہجد ضروری ہے اور یہ اس کے لیے درجۂ اختصاص (Special Qualification) بنتی ہے۔ اس لیے یہ آیت منسوخ نہیں کہی جاسکتی جب کبھی وہی حالت پیدا ہو جائے، جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اس آیت پر پھر عمل کیا جانے لگے گا جیسے آج کل ضرورت ہے۔ تو جو لوگ انقلاب کی پہلی صف میں کام کریں، وہ یہ نماز ضرور پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ گہرا تعلق قائم کریں۔

(ب) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (اور آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر سمجھا

سمجھا کر قرآن پڑھا کر]

ترتیل کے معنی | امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: "وترتیل کن بواضح خواند
(فتح الرحمٰن) (یعنی ایسے پڑھ کر سننے والے اسے خوب سمجھ سکیں) +

(۲) ترتیل: آرمیدہ و پیدا خواندن (صراح) آرام سے ٹھہر ٹھہر
صاف صاف پڑھنا +

(۳) التَّرْتِيْلُ: ارسال كلمةٍ من الفم بسهولةٍ واستقا
(راغب) (یعنی منہ سے آہستہ آہستہ پختگی کے الفاظ نکالنا)

(۴) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا - اى اقرأ على تمهلٍ فا
يكون عونا على فهم القرآن وتدبره وكذلك كان يقرأ
صلوٰت الله وسلامته عليه (ابن کثیر جلد چہارم ص۴۳۵) (یعنی ٹھہر ٹھہر
کر پڑھ۔ کیونکہ اس طرح قرآنِ حکیم کے سمجھنے اور اس پر تدبر کرنے میں مدد ملتی
ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی پڑھا کرتے تھے

(۵) قالت عائشة رضى الله عنها كان يقرأ السورة
فيرتلها حتى تكون اطول من اطول منها (ایضاً)
(ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم قرآنِ حکیم کی سورتوں کو ایسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا
کرتے تھے کہ طویل سے طویل سورت کے پڑھنے سے بھی زیادہ
دیر لگ جایا کرتی تھی) +

(۶) حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:-

Marfat.com

اگر انصاف دہی فائدہ اصلی از نزولِ قرآن اتعاظ است بمواعظِ آن و اہتدا است بہ ہدایتِ آن، نہ صرف تلفظ بآں اگرچہ تلفظ ہم مغتنم است، پس چہ مسلمانی بدست آوردہ است کسے کہ مدلولِ قرآن نفہمد و کدام حلاوت دارد آنکہ مدلولِ کلام اللہ نداند؟ (دیباچہ فتح الرحمن)

(یعنی انصاف سے کام لو، تو معلوم ہو گا کہ قرآنِ حکیم کے نازل ہونے کا اصلی فائدہ تو اسی وقت ہے کہ انسان اس کی نصیحتوں سے عبرت حاصل کرے اور اس کی ہدایت کی باتوں سے سیدھی راہ چلنا سیکھے۔ صرف یہی نہیں کہ اُس کے لفظ زبان سے ادا کرتا رہے، گو یہ بھی غنیمت سہی تو جو شخص قرآن حکیم کے معنی سمجھے بغیر اُسے پڑھتا ہے، وہ بھلا اسلام کس طرح سیکھ سکتا ہے؟ اور جو شخص اس کلامِ الٰہی کا مطلب نہیں سمجھتا، وہ اس کے بے سمجھے پڑھنے سے بھلا کیا مزہ پا سکتا ہے؟)

(۲) حضرت شیخ نظام الحق والدین نظام الدین دہلوی فرماتے ہیں کہ:

وقتِ خواندنِ قرآن باید کہ دلِ خوانندہ را تعلق بحق باشد، اگر آں میسر نشود باید کہ در حالتِ قرآن خواندن جلال و عظمتِ حق بر دل بگذراند۔ یکے از حاضراں سوال کرد ایں معنی حال تعلق بحق است کہ در ابتداء دل فرمودہ اند؟

گفت کہ خیر۔ آں بذاتِ حق بُود ایں بصفاتِ حق است
واگرآں ہم میسّر نشود باید، کہ آنچہ مے خواند معانی آں بر
دل گزراند (فوائد الفواد صلا)

(یعنی قرآنِ حکیم پڑھتے وقت چاہیئے کہ پڑھنے والے کا
دل حق سبحانہٗ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرے اور اگر یہ
حالت حاصل نہ ہوسکے، تو چاہیے کہ قرآن حکیم پڑھتے
وقت حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کا جلال اور عظمت اپنے
دل میں بٹھائے۔

حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! یہ دوسری
بات وہی نہیں ہے جو پہلے فرمائی ہے؟

حضرت نے جواب دیا کہ نہیں، پہلے حق سبحانہٗ تعالیٰ
کی ذات کا ذکر تھا، اب صفات کا بیان ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر یہ دوسری حالت بھی میسّر نہ ہو تو
پڑھنے والے کو چاہیے، کہ جو کچھ پڑھے اس کا مطلب
اپنے دل میں بٹھائے)۔

(۸) خود قرآنِ حکیم فرماتا ہے کہ:۔

(۱) إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (سورہ یوسف: ۲) [۱۲]

یعنی ہم نے (تم عربوں کی خاطر) قرآن عربی زبان میں اتارا ہے
تاکہ تم اُسے پڑھو اور اس سے عقل سیکھو۔

marfat.com

ظاہر ہے، کہ سمجھے بغیر عقل کس طرح سیکھی جا سکتی ہے؟

(ب) پھر ایک جگہ ارشاد ہے کہ:۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا
مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء: ۴۳)

(یعنی مدہوشی کی حالت میں نماز مت پڑھو بلکہ اس وقت پڑھو، جب تم اپنے منہ سے نکلنے والے لفظوں کا مطلب سمجھنے کے قابل ہو جاؤ)۔

بے سمجھے پڑھنے سے روح انقلاب فنا ہو جاتی ہے

سمجھ کر پڑھنے کی اتنی تاکید کے باوجود آج کا مسلمان صرف بے سمجھے پڑھنے کو کافی جانتا ہے۔ معلوم نہیں کس زمانے میں مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کر دیا گیا، کہ قرآن کا مطلب سمجھے بغیر صرف تلفظ درست کر کے پڑھنے کا نام ترتیل ہے اور صرف یہی کافی ہے۔ چنانچہ آج کروڑوں مسلمان اس پر جمے بیٹھے ہیں۔ خصوصاً لڑکیوں کی تعلیم تو اسی پر ختم ہو جاتی ہے کہ انہیں قرآن ناظرہ پڑھا دیا جائے باوجودیکہ ہر ایک مسلمان کو قرآنِ حکیم سے اتنی محبت ہے، کہ وہ اپنی جان تک دینے کو تیار ہے۔ مگر ہمارے غافل اُستادوں نے ہماری ذہنیت کو تباہ کر دیا ہے۔ آج کلامِ الٰہی کو بے سمجھے پڑھنے کا مادہ جتنا مسلمانوں میں ہے کسی میں نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اس استعداد والی قوم کیوں برباد ہو رہی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے، کہ اس میں سے انقلابی روح فنا ہو رہی ہے۔

انقلاب کے لیے رفقاء کو سمجھانا ضروری ہے ۔

اصل بات یہ ہے کہ کوئی انقلابی تحریک اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی، جب تک اُس کے ممبر اُس تحریک کے اصول کو اچھی طرح سمجھ کر اپنا نہ لیں ۔ اور پھر اپنا سب کچھ اُن پر قربان نہ کر سکیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ۔

(۵) اِنَّا سَنُلْقِىْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا [ہم تجھ پر ایک وزنی بات ڈالنے والے ہیں] ۔

قولِ ثقیل کے معنی

قرآن حکیم کی تعلیم دے کر انقلاب کے لیے تیار کرنا قولِ ثقیل" — وزنی بات — ہے ۔

انقلاب کسریٰ و قیصر کے خلاف

جس زمانے میں قرآن حکیم نازل ہوا قیصر روم اور کسریٰ ایران متمدن دنیا کے بیشتر حصے پر قابض تھے ۔ دنیا کی تاریخیں ان دونوں سلطنتوں کی عیاشیوں اور ظلموں سے بھری پڑی ہیں ۔ یہ بادشاہ اور اُن کے امراء خود تو عیش کرتے تھے، مگر اُنھوں نے اپنے ماتحت عام لوگوں میں بہت بڑا فساد برپا کر رکھا تھا ۔ ٹیکسوں کی وہ بھرمار تھی کہ عوام میں سے کوئی شخص کھانے پینے اور ٹیکس ادا کرنے کے واسطے کمانے کے سوا اور کسی بات پر غور کرنے کے لیے ایک گھنٹہ بھی نہیں نکال سکتا تھا قرآن حکیم ان دونوں بڑی شہنشاہتوں کے خلاف انقلاب برپا کرنا چاہتا تھا ۔ یہ آسان چیز نہ تھی ۔

عرب کی حالت

اس مسئلے کا یہ پہلو بھی سوچنے کے قابل ہے کہ علم اور

Marfat.com

صنعت و حرفت ان دونوں طاقتوں میں بند ہو کر رہ گئے تھے، اس لیے خود
ان طاقتوں کے واسطے سے یہ انقلاب کس طرح لایا جا سکتا تھا؟ عرب
کی علمی اور طبعی ترقی ابھی نہ تھی کہ ان میں سے قیصر و کسریٰ کے مقابلے
کے لیے لشکر پیدا ہو سکتے۔ اور عرب کو منظم کرنے کی قابلیت صرف قریش میں
تھی۔ اگر قریش حنیفیت کو جو حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہے، قائم
کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں تو ان کے ذہنوں کے بہت نزدیک تھی
تو انقلاب آسان ہو جاتا۔ لیکن قریش کا اونچا طبقہ اور دوسرے امرا [illegible]
پر قیصر و کسریٰ کی طرف مائل تھا اور انہی کے رنگ میں رنگا ہوا تھا کیونکہ
ان ملکوں کے ساتھ ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ ایک ایسی [illegible]
کی جماعت تیار کریں جو قریش کے عشرت پسندوں اور ان کے ایجنٹوں پر
غالب آ جائے۔ قرآن حکیم نے اسی پارٹی کا ذکر سورہ صف میں کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ
اللَّهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ
فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ (۱۴:۶۱)

(اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بنو، جیسے عیسیٰ ابن مریم نے
حواریوں سے کہا: کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے گا؟
حواری بولے ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں

سے ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا۔ ہم نے ایمان لانے والوں کو اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد دی چنانچہ وہ اپنے اعدا پر غالب آگئے۔

اور پھر عرب کے انقلابیوں کو ساتھ ملا کر قیصر و کسریٰ کے ملکوں میں انقلاب کی لہر دوڑائیں اور ان ملکوں کے انقلاب پسندوں کی مدد سے قیصریت اور کسرویت کا خاتمہ کر دیں۔ یہی قرآن کا اصلی مقصد تھا۔ لیکن قریش کو ارتجاعی ذہنی اکیٹنسی، عناصر سے پاک کر کے عرب کے بکھرے ہوئے قبیلوں کو انقلاب پر جمع کرنا اور اُن کے ذریعے سے قیصر و کسریٰ کے ملکوں میں انقلاب برپا کرنا آسان کام نہ تھا۔ یہ ہے وہ قولِ ثقیل جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس کی تفصیل کسی اور جگہ اس آیت میں بیان کی گئی ہے کہ :-

هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف ٩:٦١)

(یعنی خدا تعالیٰ ہی وہ ذات ہے، جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب رکھے۔ خواہ مشرک اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں)۔

(٦) اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ؕ

(رات کا اُٹھنا یقیناً بہت روندتا ہے اور بات سیدھی نکلتی ہے) (مولانا محمود حسن شیخ الہندؒ)

Marfat.com

حضرت امام الائمہ شاہ ولی اللہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں :-

ہر آئینہ قیام شب زیادہ تر است در موافقتِ زبان با دِل و درست تر است در تلفظِ الفاظ (فتح الرحمٰن)

(یعنی رات کا قیام دل اور زبان میں موافقت پیدا کرنے کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہے اور الفاظ منہ سے نکالنے کے لیے بہت بہتر ہے) :-

خاص جماعت کے لیے رات کا وقت کیوں؟

رات کا وقت خاص جماعت کی تیاری کے لیے مقرر کیا گیا ہے، کیونکہ دن بھر کی مشقت کے بعد محنت کش اور نفس کش لوگ ہی خصوصیت سے جمع ہو سکتے ہیں، جو شخص رات کو قرآنِ حکیم سننے آئے گا، اُسے اس کی طرف خاص رغبت ہوگی اور اجتماع اور فکر سے روکنے والے امور پر غالب آنے پر قادر ہوگا تبھی آئے گا اور ظاہر ہے، کہ جس شخص میں اتنی نفس کشی پیدا ہو جائے گی وہ قرآن حکیم کا درس پوری ذمہ داری سے کرے گا +

آدمی رات کو جاگ سکتا ہو اور نیند پر قابو رکھتا ہو، تو رات کو جب بازار کی لین دین اور گھر کی ضرورتوں اور تشویشوں سے نسبتاً فارغ ہوتا ہے، اچھی طرح سوچ سکتا ہے اور اچھی طرح سوچتا ہے، تو اچھی طرح بات بھی کر سکتا ہے :-

رات کو قرآنِ حکیم کے پڑھنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شور و شغب کم ہونے کی وجہ سے بات خوب سمجھی سمجھائی جا سکتی ہے :-

یہ تو ہوئی رات کی بات، دن کا ذکر آگے آتا ہے:۔

(۷) اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا (البتہ تیرے لیے دن میں لمبا شغل ہے)۔

عوام سے ربط ـــ دن میں

انقلابِ عمومی کے لیے صرف رات کی نمازِ جماعت کی تعلیم کافی نہیں ہے، بلکہ عوام تک پہنچنا بھی اشد ضروری ہے۔ عوام سے تعلق پیدا کرنے کے لیے دن ہی کا وقت ہو سکتا ہے۔ جب اُن سے واسطہ پڑتا ہے۔

Marfat.com

اِنقلاب کے بُنیادی اُصول

(۸) (ل) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ (اور اپنے رب کا نام یاد کر)

اسم سے مراد تجلی الٰہی امام ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت میں اسمِ الٰہی سے مراد تجلی الٰہی ہوتی ہے۔ اسمِ الٰہی کے یاد رکھنے سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلی کے ساتھ اپنا تعلق پھر سے قائم کرو۔ اسے اقتراب بھی کہتے ہیں۔

انسان کا تعلق تجلی الٰہی سے کیوں ضروری ہے؟ قرآنی تحریک کو حقیقی معنوں میں جامع اور وسیع معنوں میں انقلابی بنانے کے لئے اور اسے نوعِ انسانی کی معاشی اور عقلی (یا دوسرے لفظوں میں مادی) علمی ضرورتوں کو پورا کرنے والی بنانے کے لیے اس تحریک کا تعلق تجلی الٰہی سے قائم کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان اپنی بناوٹ سے بہیمیت (حیوانیت) اور ملکیت (عقلیت) کا مجموعہ ہے اور ملکیت کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ جب یہ تجلی الٰہی انسانی ذہن میں جم جائے گی تو ہر دم اس کی یاد رہے گی اور وہ زبانی ذکر بھی کرے گا۔ یہ زبانی ذکر حقیقت میں اس اندرونی یاد کا اظہار ہوگا۔

قرآن کا نظام نو قرآن حکیم جو نیا نظام پیدا کرنا چاہتا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ وہ یہ بات انسانوں کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہے کہ انسانوں پر

حکومت صرف اللہ کی ہو سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ قیصریت اور کسرویت یعنی شہنشاہیت اور چند افراد کی حکومت (Oligarchy) کو توڑ کر ان کی جگہ ایسی حکومت اپنانا چاہتا ہے، جس کا مرکز اور محور قرآن ہو۔ کا قانون ہو اور اس کے سوا وہ کسی اور قانون کے مانے جانے کو برداشت نہیں کرتا۔ کیونکہ ایک شخص کے لیے، ایک خاندان کے لیے یا ایک بڑے قبیلے کے لیے یہاں تک کہ ایک قوم کے لیے قانون تو شاید عقلمند انسان بنا سکیں لیکن کُل قومی قانون خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا؛ کیونکہ وہی تمام قوموں کی ضرورتوں اور ذہنیتوں کو جانتا ہے، جن کا جاننا کسی ایک انسان کے بس میں نہیں ہے اور نہ کوئی جماعت یہ کام کر سکتی ہے۔ پس اس بین الاقوامی قانون کا نوعِ انسانی میں چلنا ضروری ہے، تاکہ نوعِ انسانی اپنی طبعی رفتار پر ترقی کرتی رہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تجلّیِ الٰہی سے تعلق قائم کرنا ہر ایک انسان کی طبعی اور ذاتی ضرورت ہے۔ اور کوئی انسانی اجتماع، جس میں اس ضرورت کو سامنے نہ رکھا گیا ہو، افراد کو ترقی کی راہ پر نہیں لگا سکتا۔

(ب) وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (اور سب سے پوری طرح کٹ کر صرف اسی کا ہو جا)۔

کام کرنے کے دو اصول: دنیا میں کام کرنے کے دو اصول اب تک چلے آتے ہیں:

(۱) مادی اسباب کے بھروسے پر کام کرنا۔

(۲) مادی اسباب سے کام لینا، لیکن یہ ماننا کہ یہ اسباب کامیابی دینے

Marfat.com

کا آخری ذریعہ نہیں ہیں، یعنی اُن کو صرف آلات کی حیثیت میں ماننا ہوگا، کامیابی نہیں دیتے۔ لیکن کام کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

قرآنِ حکیم کی انقلابی تعلیم کی خصوصیت

قرآنِ حکیم کی انقلابی تحریک میں کسی دوسری تحریک کے مقابلے میں یہ خاص بات ہے، کہ یہ مادی اسباب سے کام لینا ضروری قرار دیتی ہے، لیکن ان اسباب کو کامیابی کا مستقل بالذات ذریعہ نہیں مانتی۔

مادّے کا ترقی یافتہ حصہ

اصل بات یہ ہے، کہ کائنات صرف مادّے اور اس کی خاصیات کے مجموعے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس میں ایسی قوتیں بھی موجود ہیں، جو مادّے سے مختلف ہیں۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کائنات میں ایسی چیزیں بھی ہیں، جو غیر مادی معلوم ہوتی ہیں، مگر اس عالم مادی سے علیحدہ بھی نہیں ہیں۔ یہ مثالی قوتیں ہیں۔ حقیقت میں مادی قوتیں ترقی کر کے مثالی اور روحانی قوتیں بن گئی ہیں۔ یہ غیر مادی چیزیں اصل میں ان مادی چیزوں کی بنیاد ہیں نئے سائنس کا رُخ بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ یورپ کا ایک بڑا حکیم سر جیمز جینز (James Jeans) کہتا ہے:-

"میں اس تخیلی نظریے کی طرف مائل ہوں کہ ذہنی شعور بنیادی چیز ہے اور مادی کائنات اس ذہنی شعور ہی سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہ شعور مادّے سے پیدا ہوا ہو۔"

ایک جرمن حکیم میکس پلانک (Max Planck) کہتا ہے، کہ:-

"میں ذہنی شعور کو اصلی اور بنیادی چیز مانتا ہوں اور مادّے کو اُس سے نکلا سمجھتا ہوں"۔

عالمِ مثال غرض امام ولی اللہ رحمہ اللہ اور اُن کے پیروان قونوں کو جو مادے کی بعض صفات سے خالی ہیں اس مادی دنیا کی اصل مانتے ہیں اور انہیں عالمِ مثال کی اصطلاح سے ظاہر کرتے ہیں۔ اس لیے قرآن حکیم کی انقلابی تحریک کے کارکن مادے کی ہستی اور اس کی خاصیتوں کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں ایک غیر مادی اصل سے نکلا ہوا مان کر اس غیر مادّی اصل کی اصل — خداوند تعالےٰ — پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جو اس مادّی اور غیر مادّی عالم سے پرے ہے اور جو ان دونوں کی اصل ہے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ مادّی اسباب کو اپنا کفیل اور ساز گار نہ سمجھو، بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک کو اس ساری مادّی اور غیر مادّی کائنات کا خالق اور مالک مان کر اُس پر اور صرف اُسی پر بھروسہ کرو۔

قرآنی اصولِ انقلاب کے عملی فائدے اس کا عملی نتیجہ یہ نکلے گا کہ:۔

(۱) قرآنی انقلاب کے کارکن اپنے لیے مادی نفع جمع نہ کریں گے۔ یعنی یہ انقلاب پیدا کر کے وہ اپنی ذات کے لیے کوئی مادی فائدے حاصل نہیں کریں گے بلکہ اُن سے بہت اوپر رہ کر صرف عوام کے فائدے کے لیے کام کریں گے اور اپنے کام کا اجر خدا تعالیٰ ہی سے طلب کریں گے۔

(۲) وہ مادّی اسباب سے کام لیں گے، جو انہیں حاصل ہوں۔ لیکن اُن پر بھروسہ نہ کریں گے یعنی اپنے آپ کو اُن مادی اسباب کے ساتھ اس

عزم باندھ نہیں گے کہ جب تک مکمل اسباب حاصل نہ ہوں، وہ کوئی کام ہی نہ کریں، بلکہ خدا پر بھروسہ رکھ کر اپنے موجود اسباب کے ساتھ کام شروع کر دیں گے اور یقین رکھیں گے، کہ جُوں جُوں ضرورت پڑتی جائے گی، خدا تعالیٰ اُن کے لیے ہر قسم کے اسباب مہیا کرتا رہے گا۔

قرآن کے انقلابی نظریے کی ضرورت

انقلاب کے اس جدید نظریے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کا سبب یہ ہے کہ ان سببوں کی دنیا کی وہ ساری قوتیں، جن کے بل بوتے پر انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے، اُن انقلابیوں کے پاس نہیں ہیں، بلکہ وہ سب اُن کے دشمنوں (قیصر و کسریٰ اور عرب کے لیڈروں) کے قبضے میں ہیں۔ اگر وہ اپنی کامیابی اُن ظاہری اسباب سے باندھ لیں، تو وہ کبھی حرکت نہیں کر سکتے؛ اس لیے ان بے بس اور بے کس لوگوں کو سکھایا گیا کہ دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے اسباب صرف مادیات ہی کی سرحد پر ختم نہیں ہو جاتے، بلکہ عمل اور اثر پیدا کرنے والے اسباب مادی سرحدوں سے پرے واقع ہیں۔

(اگر دنیا میں کامیابی کا آخری سہارا محض اور صرف مادی اسباب ہی پر ہوتا، تو جن قوموں کو یہ مادی اسباب پورے طور پر حاصل ہیں وہ کبھی نہ گرتیں اور محکوم اور غلام قومیں جن کے پاس یہ اسباب نہیں ہیں وہ کبھی ترقی نہ کر سکتیں، مگر چڑھی ہوئی قوموں کا گرنا اور گری ہوئی قوموں کا اُٹھنا ظاہر کرتا ہے، کہ مادی اسباب کے علاوہ بعض غیر مادی اسباب بھی ہیں، جو قوموں کو گرانے اور اٹھانے میں اثر رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم بنی اسرائیل کی

Marfat.com

گری ہوئی قوم کے متعلق کہتا ہے:۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ (القصص ۲۸: ۴-۶)

(یقیناً فرعون نے ملک میں بہت سرکشی کی اور اہلِ ملک میں نفاق ڈال کر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر وہ اُن میں سے ایک ایک گروہ کو کمزور کرنے لگا۔ چنانچہ وہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں کو جیتی رکھتا تھا۔ یقیناً وہ بڑے مفسدین میں سے تھا اور ہم چاہتے تھے کہ اُن لوگوں پر احسان کریں، جنہیں ملک میں کمزور بنا دیا گیا تھا اور انہیں لیڈر بنا دیں اور ملک کے وارث بنا دیں اور ملک (مصر) میں اُن کے پاؤں مضبوطی سے گاڑ دیں)۔

پس مادّی اسباب سے کام لیتے ہوئے بھی خدا ہی پر بھروسہ کرنا ضروری ہے جو اُن مادّی اسباب کا پیدا کرنے والا ہے اور عوام سے کسی قسم کی مادّی اُجرت مانگنے کے خیال سے نظر ہٹا کر صرف خدا کی خاطر کام کرنا اس قرآنی تحریک کا خاص وصف ہے۔

Marfat.com

اس تعلیم کو سامنے رکھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو سکھایا کہ اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے، تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگو۔ یعنی تمام اسباب کو مان کر اور استعمال کر کے بھی اُن سے الگ تھلگ رہو اور کامیابی کے لیے بھروسہ اُن مادی ذرائع کی بجائے ان کی اصل یعنی خدا پر رکھو۔ قرآن مادے کا انکار نہیں کرتا، بلکہ نظر بلند کر کے ان اسماءِ حسنیٰ تک پہنچاتا ہے، جو مادے کی اصل ہیں۔

گری ہوئی قوموں، بے بس جماعتوں اور اسباب سے محروم لوگوں کو اٹھانے کے لیے اس اونچے فکر سے بہتر اور کیا حوصلہ دینے والی تعلیم ہو سکتی ہے؟ ع

دارو ئے ضعیفوں کا لَا غَالِبَ اِلَّا ھُوْ

اب بتایا جائے گا کہ یہ انقلابی تحریک زمین کے کس حصے میں کامیابی کے ساتھ چل سکتی ہے۔

(۹) (۱) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِب۔ [وہ مشرق اور مغرب کا پروردگار ہے]

انقلاب کی جولانگاہ | اس انقلابی تحریک کے پھیلنے کا علاقہ اصل میں عرب نہیں ہے۔ وہ قریش کے خلاف دشمنی اور جنگ کی تحریک نہیں ہے۔ بلکہ یہ انقلاب اصل میں اس علاقے کے لیے ہے، جو عرب کے مشرق اور مغرب میں واقع ہے۔ یعنی دراصل کسریٰ ایران (مشرق) اور قیصر روم (مغرب) کو قرآن کے قانون کے ماتحت لا کر اس تحریک کو تمام دنیا میں پھیلانا ہے۔ کیونکہ قیصر اور کسریٰ کے نظام انسانیت کو برباد کرنے والے ہیں۔ ان نظاموں

Marfat.com

نے متمدن انسانیت کے ایک بہت بڑے حصّے کو ایسی اقتصادی اور ذہنی غلا
میں مبتلا کر رکھا ہے، کہ کسی انسان کو اپنی اصلی انسانی ضرورتوں پہ غور کرنے
وقت ہی نہیں ملتا مشرق اور مغرب کے ان علاقوں میں انقلاب برپا کر کے ان
کو آزاد کرنا ضروری ہے۔ جس کے لیے عرب کو ذریعہ بنایا جائے گا۔

انقلابی ذہنیت | یہ تحریک ایک خاص ذہنیت بھی چاہتی ہے، جو نہایت
سرد علاقے میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ انقلابی تحریکیں اور مستقل اور پائدار تہذ
کرۂ زمین کے انتہائی شمالی اور انتہائی جنوبی علاقوں میں پیدا نہیں ہو سکت
اور نہ وہاں اُن کے پنپنے کا سامان ہے، بلکہ اس قسم کی تحریکیں ہمیشہ اُس
منطقے میں پیدا ہوتی رہی ہیں اور پیدا ہوتی رہیں گی، جو مشرق سے مغرب
کو پھیلا ہوا ہے۔ شمالی علاقے کے تمدن غیر طبعی ہیں، اس لیے پائدار نہیں ج

(ب) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا: [اُس کے سوا
کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے اُسی کو اپنا کارساز مان]

اس علاقے میں نہ کسریٰ کی حکومت رہنی چاہیے۔ نہ قیصر کی خدائی
اُن کی جگہ خدا کا قانون جاری ہونا چاہیے۔ کیونکہ ساری کائنات کو ایک نا
مجموعۂ قوانین کے مطابق ترقی دینے والا وہی ہے۔ یہی وہ چیز ہے، جسے
مسیح علیہ السلام ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ:-

Thy will be done on earth as in Heaven.

(Math. 6:10)

(خدا کی مرضی اس زمین پہ اسی طرح کامل طور پر پوری ہوتی ہے جیسے ...)

جس طرح زمین کے باہر کی، ساری کائنات میں پوری ہو رہی ہے) +

قرآن کا منشا: مصنوعی "خداؤں" کا خاتمہ

پس جس طرح خدا کا قانون تمام کائنات میں جاری ہے اور اُس کے چلانے میں کوئی اُس میں شریک نہیں ہے، ایسے ہی اُس کا قانون — قرآنِ حکیم — انسانی سوسائٹی (معاشرے) میں جاری کیا جائے اور تمام مصنوعی "خداؤں" کی "خدائی" ختم کر دی جائے اور بندگی صرف ایک خدا کی کی جائے یعنی انسان جو کچھ کرے اور جو کچھ سوچے اُس سب میں یہ سمجھے کہ مجھے خدا کے سامنے جواب دینا ہے۔ اس میں لوگوں کے دکھاوے یا کسی حاکم کے فیصلے کو کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ فیصلہ ہر ایک انسان کو خود اپنے دل کے اندر کرنا ہوگا۔

جب تک انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے، کہ میرا یہ کام خدا کے سامنے پیش ہو تو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا، اُس وقت تک وہ اس کام کو اچھا نہ سمجھے یہ ہے خدا کی بندگی۔ اس طرح خود بندہ سمجھنے کا یہ فائدہ ہوگا، کہ وہ اپنی ساری نوع کی یکساں خدمت کر سکے گا۔ کیونکہ وہ اصل میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی تجلی کے حوالے کر دیتا ہے؛ جو انسانیت کے قلب پہ پڑتی ہے اور اُس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا، تو اُسے نوعِ انسانی کی خدمت اور خدمت کرنی ہوگی۔ اس صورت میں قرآن کے انقلاب کا یہ مقصد بتایا گیا ہے، کہ ایسا انقلاب برپا کیا جائے، جو کسی خاص خطے یا قوم کی ضرورتیں ہی پوری نہ کرے، بلکہ سب انسانوں کی انسانی ضرورتیں پوری کرے۔

جس جگہ انسان کے کاموں کے فیصلے ہوتے ہیں، اُسے "حظیرۃ القدس" کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اس مقدس مقام میں تمام نبی اور

Marfat.com

اعلیٰ طاقتیں جمع ہوتی ہیں۔ ہر ایک چیز کا فیصلہ کرنے والی طاقت وہاں صرف تجلّیِ الٰہی ہے۔ انسانیت کا نصب العین یہ ہے کہ اس مقدس مقام میں اپنے لیے جگہ حاصل کرے یہ انبیاء کی انقلابی تحریک ہی کے نتیجے کے طور پر انسان کو مل سکتی

(۱۰) وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا

(جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں، اُس پر صبر کر اور اُن سے خوبصورتی کے ساتھ الگ ہو جا] +

مخالفوں کی مخالفت پر صبر کرو

قریش جو پہلے قومی عربی انقلاب کا اور پھر بعد میں عمومی کُل قومی انقلاب کا ذریعہ بنیں گے وہ اَن پڑھ ہیں۔ وہ قرآنی انقلاب کا مقصد اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ اُنہیں سمجھانے کے تمام طریقے ابھی استعمال کرنے ضروری ہیں۔ سب کو سمجھانے کا ایک ہی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہر شخص کو اُس کی ذہنیت کے مطابق سمجھاؤ۔ ابھی اُن سے لڑنے بھڑنے کا وقت نہیں آیا اور نہ تم اس کے لیے ابھی تیار ہو۔ اس لیے ابھی مخالفت کرنے والوں کی باتوں پر صبر کرو اور ایسی حالت پیدا نہ ہونے دو کہ وہ ہاتھا پائی پر اُتر آئیں

تیاری سے پہلے اقدام مضر ہوتا ہے

اگر تیاری سے پہلے اقدام کر دیا جائے، تو انقلاب ناکام رہتا ہے۔ چنانچہ ابتداءِ نبوت سے تین سال تک تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح رہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی جسے اپنے مطلب کا دیکھتے، اس سے بات چیت کر لیتے اور جو چند لوگ ہم فکر ہوتے، وہ رات کو کسی جگہ جمع ہو جاتے۔ اس طرح دعوت اور تیاری جاری رہتی +

اب بھی جس ملک میں قرآن حکیم کے اصول پر انقلاب پیدا کیا جائیگا
سے پہلے اسی منزل سے شروع کرنا پڑے گا۔ یعنی ذہنی تیاری کی منزل میں
ے، جس میں لڑائی کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ اس تیاری ہی کی برکت تھی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفا
ے بعد قرآنی انقلاب کی تحریک کئی ارتجاعوں (Reactions) میں
ے گزرنے کے باوجود اب تک زندہ ہے۔

سرمایہ پرستوں سے جواب طلبی

(۱) وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا

[مجھے اور ان جھٹلانے والے فارغ البال لوگوں کو چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے]۔

مکذبین کسریٰ و قیصر ہیں

الْمُكَذِّبِينَ (جھٹلانے والوں) سے مراد کُل قومی حلقے میں کسریٰ و قیصر ہیں اور قومی حلقے میں مجازاً قریش کے وہ سردار جو اُن کی راہ چلتے تھے اور جو اُن ہی کی طرح انقلاب کو برداشت نہ کرتے تھے۔ یہ لوگ اس انقلاب کے پروگرام کو نہیں مانتے۔

سرمایہ پرستوں سے جواب طلبی ہوگی

اُولِي النَّعْمَةِ (فارغ البال) وہ لوگ ہیں، جن کے پاس اُن کی ضرورت سے بھی زیادہ کھانے پینے پہننے وغیرہ کا بہت سا سامان موجود ہے۔

اس قسم کے سرمایہ پرست مخالفین سے چند دنوں کے لیے الگ رہو

ور لڑائی نہ کرو۔ یہاں تک کہ تمہاری تیاری مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد اُن سے
جواب طلبی کی جائے گی۔ اس زندگی میں دو جماعت اُن سے باز پرس ہوسے گی
جو قرآنی اصول پر خدا کے حکم کے مطابق انقلاب برپا کرے گی۔ یہ دنیا میں
خدا کی نائب یعنی قائم مقام ہے دوسری زندگی میں، خداوند تعالیٰ براہ راست
اُن سے جواب طلبی کرے گا۔

حضرت مسیح کا ارشاد سرمایہ پرستوں کے بارے میں	یہ جواب طلبی تمام مذہبوں کا مانا ہوا اصول ہے۔ چنانچہ متی کی انجیل باب ۲۵، آیات ۳۱ تا ۴۶ میں ہے کہ:

"جب ابن آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئیں گے، تو اس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا سب قومیں اُس کے سامنے جمع کی جائیں گی اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا، جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے اور بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو بائیں کھڑا کرے گا اُس وقت بادشاہ اپنے داہنی طرف والوں سے کہے گا کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو! جو بادشاہت بنائے عالم کے وقت سے تمہارے لیے بنائی گئی ہے، اُسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا، تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا، تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا، تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا، ننگا تھا، تم نے مجھے کپڑا پہنایا بیمار تھا، تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا، تم میرے پاس آئے تب راستباز جواب میں اس سے کہیں گے اے خداوند! ہم نے

کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھلایا یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اُتارا، یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا؟ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں اُن سے کہے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، چونکہ تم نے میرے اُن سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا، اس لیے میرے ساتھ کیا۔

پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو! میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ، جو ابلیس اور اُس کے ساتھیوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا، تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا، پیاسا تھا، تم نے مجھے پانی نہ پلایا، پردیسی تھا، تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا، ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا، بیمار اور قیدی تھا تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ جواب میں کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا پیاسا، یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی؟ اُس وقت وہ ان سے کہیگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، چونکہ تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ نہ کیا اس لیے میرے ساتھ نہ کیا۔ اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے، مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: انہی معنوں میں ایک روایت مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے:-

Marfat.com

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان الله تعالیٰ یقولُ یوم القیامة: یا ابن آدم! مرضتُ فلم
تَعُدنی" قال "یا رب کیف اعودك وانت رب العٰلمین" قال:
"اَمَا علمت ان عبدی فلانًا مَرِضَ فلم تعدهُ، اما علمت انك
لو عدته لوجدتنی عندہ، یا ابن آدم! استطعمتك فلم
تطعمنی" قال "یا رب! کیف اُطعمك وانت رب العٰلمین"
قال: "اما علمت انه استطعمك عبدی فلان فلم تطعمه
اما علمت انك لو اطعمته لوجدت ذلك عندی، یا ابن آدم
استسقیتك فلم تسقنی" قال: "یا رب! کیف اسقیك وانت رب
العٰلمین" قال: "استسقاك عبدی فلانٌ فلم تسقه - اما انك
لو سقیته وجدت ذلك عندی"؟

(یعنی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار
ہو گیا، لیکن تو نے میری خبر تک نہ لی۔ انسان کہے گا اے میرے پروردگار!
تو تو ساری انواع کا رب ہے، تیری خبر گیری میں کس طرح کرتا؟
اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تجھے خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار
ہوا، لیکن تو نے اس کی عیادت نہ کی، اگر تو اس کی عیادت
کرتا، تو تو مجھے اس کے پاس پاتا!
اے ابن آدم! میں نے بھوک میں تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو

Marfat.com

نے مجھے کھانے کو کچھ نہ دیا۔ انسان کہے گا یا اللہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے، تجھے کھانا کس طرح دیتا؟ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تجھے خبر نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا، مگر تو نے نہ دیا؟ اگر تو اسے کھانا دیتا، تو اسے میرے پاس پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے پیاسا ہو کر تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ انسان کہے گا کہ یا اللہ تو تمام اقوام عالم کا پروردگار ہے۔ تجھے پانی کس طرح دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا، تو تو نے اسے دیا نہیں۔ تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اُسے پانی دے دیتا، تو اُسے میرے پاس پاتا

غرض قیامت کے دن قوموں کے فیصلے میں اس مسئلے کو خاص اہمیت حاصل ہوگی کہ مسکینوں اور بیکسوں کو کھانا اور کپڑا اللہ دیا یا نہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ تو مال داروں کے مال میں مسکینوں محروموں کا حق تسلیم کیا گیا ہے[1]۔

باز پرس کیوں ہوگی؟ امام ولی اللہ نے اپنے ایک رسالے "سطعات" میں اس امر کی تشریح کی ہے کہ خداوند تعالےٰ کی تجلیات میں سے ایک تجلی "تجلی اعظم" کہلاتی ہے، جو ساری کائنات پہ اثر ڈال رہی ہے اُس کا ایک عکس یا نازل تجلی عرش کہلاتی ہے، جس کے نیچے ہر ایک نوع حیوانی کا ایک نمونہ موجود ہے۔ ان میں ایک نمونہ نوعِ انسانی کا بھی ہے۔ اسے امام نوعِ انسانی یا انسان کبیر

---

[1] قرآن حکیم (۱۹:۵۱)

Marfat.com

کہا جاتا ہے۔ اس انسانِ کبیر کے نمونے ہی پر تمام انسان اس دنیا میں پیدا ہوتے ہیں اور انسانِ صغیر کہلاتے ہیں اُس انسانِ کبیر کی جو روح ہے، وہ تمام انسانوں کی روح ہے۔ اس انسانِ کبیر کے قلب پر عرش کی تجلی کا عکس پڑتا ہے۔ یہ گویا تجلیٔ اعظم کا تیسرے درجے کا نازل عکس ہے یا یوں کہو کہ ذاتِ خداوندی کی ایک نازل تجلی ہے۔ یہ تجلی حشر میں ہر ایک فردِ انسانی سے مخاطب ہوگی۔ تو گویا اس میں انسانیت ہر ایک فرد سے مخاطب ہو کر اُن سے جواب طلبی کرے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز انسان اور انسانی جماعت کے عملوں کا فیصلہ ساری انسانیت کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر ہوگا۔ جو انسان انسانیت کے طبعی تقاضوں کو جتنا زیادہ پورا کرنے والا ہوگا اُتنا ہی نیک یا صالح قرار دیا جائے گا۔

افرادِ انسانی اور انسانِ کبیر کا تعلق

اس کی مثال ایسی ہے جیسے انسان کے جسم کے خلیات[1] (Cells) کہ ان سے جسم بنتے ہیں۔ صالح خلیہ وہ ہے جو سارے بدنِ انسانی کے طبعی تقاضوں کو پورا کرنے میں زیادہ سے زیادہ حصہ دیتا ہے اور دوسرے خلیات کے ساتھ مل کر پوری صحت و صفائی سے ساتھ کام کرتا ہے۔ جو خلیہ اس طرح کام نہیں کرتا، وہ بیمار یا غیر صالح ہے۔ وہ خلیہ انسان کے جسم کی خدمت کرنے سے گویا "منکر" ہے یعنی کافر ہے۔ اس خلیے سے باز پرس ہوگی اور اس کی اصلاح کے لیے اس کا علاج کیا جائے گا۔

---

[1] انسانی جسم ــ بلکہ ہر ایک جاندار جسم ... چھوٹے چھوٹے خانوں یعنی خلیات

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰ پر)

Marfat.com

اسی طرح ہر انسان کی صلاحیت کا امتحان اس نقطۂ نگاہ سے ہو گا
اُس نے دوسرے انسانوں کے ساتھ مل کر کہاں تک کام کیا، جو انسانیت
کبیر کی صحت کے لیے ضروری ہے۔ اگر کسی فرد کے بدن میں کچھ اجزا خراب یا
ناقص ہو گئے تو اُن کی اصلاح کے لیے اسے جہنم کے "شفا خانے" میں جانا ہو گا۔
اب فرض کیجیے کہ ایک انسان کے پاس خوراک کا ذخیرہ اُس کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹)
(Cells) سے مرکب ہے، جن میں سے ایک کی شکل یہ ہے:۔

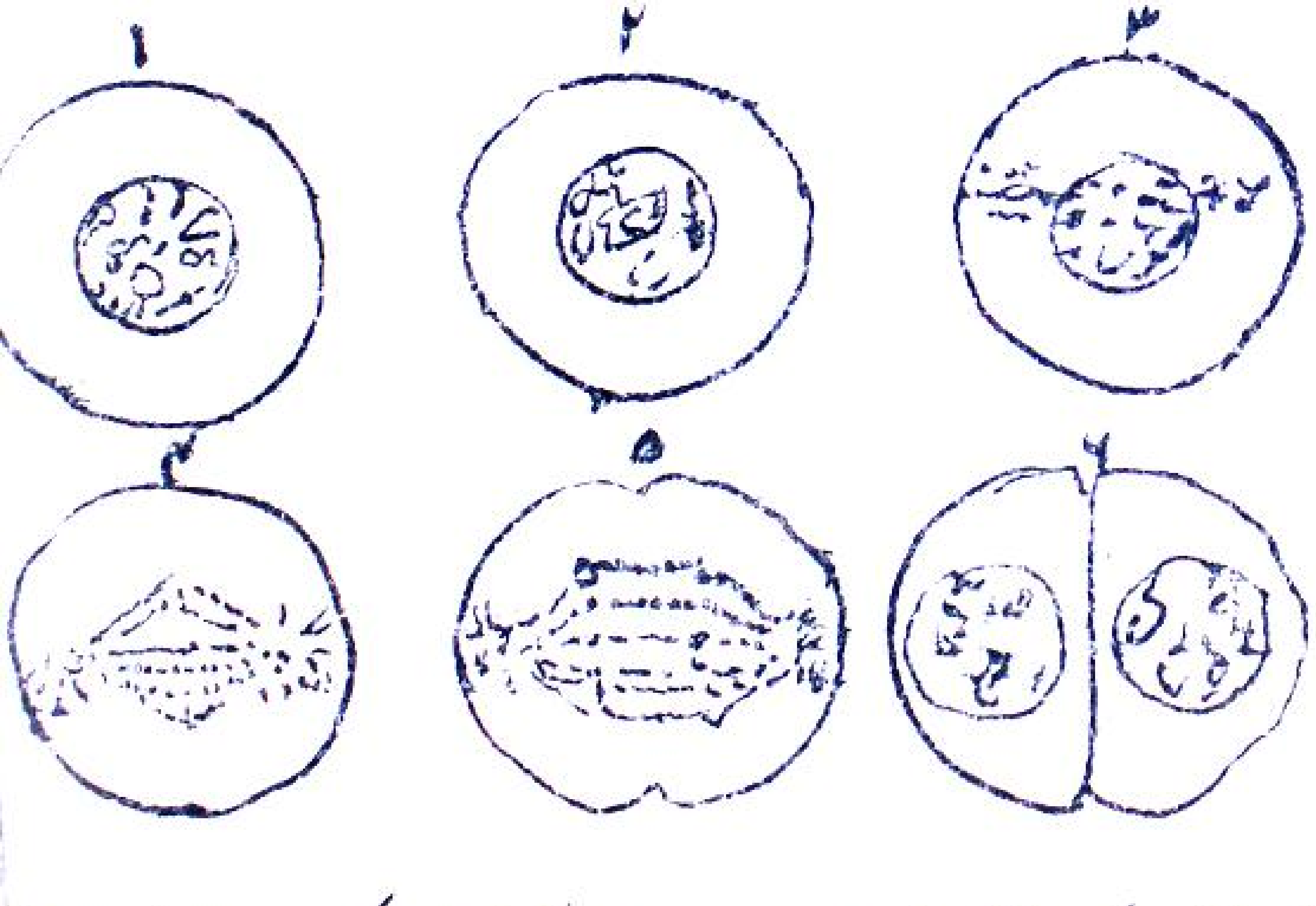

خلیہ یا خانہ ایک انچ کا $\frac{1}{300}$ حصہ ہوتا ہے اس کے بیچ میں مرکزہ (Nucleus)
ہوتا ہے اور اس کے گرد مادۂ حیات (Protoplasm) بھرا ہوتا ہے۔ یہ سب
کچھ ایک چار دیواری (Cell-wall) میں بند ہوتا ہے۔ یہ پھٹ کر بڑھتا ہے۔

ضرورتوں سے زیادہ ہے، تو اس کی مثال ایسی ہے، جیسے بدنِ انسانی کے خلیے میں خون زیادہ آگیا ہے۔ اگر وہ فردِ انسانی اس ذخیرۂ خوراک میں سے اپنی ضرورت کے بقدر لے کر دیگر افرادِ انسانی کو بھی اُن کی ضرورت کے مطابق پہنچا دیتا ہے، تو اُس کی مثال ایسی ہوگی، جیسے تندرست خلیہ خون کو دوسرے خلیات کی طرف منتقل کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کا کام ہے۔ اگر وہ انسان خوراک جمع کر رکھے، تو یہ ایسا ہی ہے جیسے خلیے میں خون "جمع" ہو جائے تو جیسے اس صورت میں کہا جائے گا کہ خلیہ بیمار ہے مثلاً اسے سوجن ہو گئی ہے۔ ایسے ہی ذخیرہ اندوزی کو بھی غیر صالح — ناتندرست، اخلاقی بیمار — قرار دیا جائے گا اور انسانیت (یا نوعِ انسان) کے قلب پر جو تجلّی الٰہی پڑتی ہے، وہ اس سے باز پرس کرے گی۔

صالحیت کا معیار مساکین کی خدمت ہے

غرض اس دنیا کی زندگی میں ایک انسان کی صالحیت موقوف ہے اس بات پر کہ اُس نے دوسرے کمزور اور مسکین انسانوں کی کھانے پینے اور کپڑے لتے سے کتنی مدد کی۔ اس دنیا کی زندگی میں انقلابی جماعت اس کی طرف سے جو انسانِ کبیر یا انسانیتِ عامہ کی نمائندگی کرتی ہے اور اُس دنیا میں انسانِ کبیر کے قلب پر پڑنے والی تجلّی الٰہی کی طرف سے گویا براہِ راست خداوند تعالیٰ کی طرف سے باز پرس ہوگی۔ یہ انقلابی جماعت اُس انسانیت کو مٹا دینے والے انسانوں سے اس وقت جواب طلبی کرے گی، جب وہ اپنی مرکزی طاقت مضبوط کر لے گی۔

(۱۲) إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا (۱۳) وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا (۱۴) يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا

مسحوبلاؤ، بے شک ہمارے پاس بیڑیاں، تیز آگ، گلے میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔ جب زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ پھسلتی ریت کے ٹیلے بن کر رہ جائیں گے۔

ان آیات میں آنے والے بہت بڑے خوفناک واقعے کا ذکر ہے اور اس میں "مُکَذِّبِیْن" کے لیے جن کا اوپر ذکر آیا ہے، ایک بہت بڑا ڈراوا ہے۔

انقلاب اور قیامت | امام ولی اللہ کی حکمت کے مطابق ان آیات میں آنے والی بڑی قیامت کے علاوہ چھوٹی دنیاوی قیامت — عمومی انقلاب — کی طرف بھی اشارہ ہے۔

قرآن دراصل آنے والے انقلاب سے ڈرانا چاہتا ہے۔ اس کے لیے وہ بڑی قیامت کے واقعات کو جو سب قوموں میں جانے بوجھے ہیں عنوان بناتا ہے۔ اگر قرآنِ حکیم صرف عربوں کے لیے نازل ہوا ہوتا، تو وہ عرب کی پچھلی تاریخ کے واقعات۔ مثلاً عاد و ثمود کی تاریخ کی طرف اشارہ کرنا کافی سمجھتا۔ مگر یہ عالمگیر صداقتیں لے کر آیا ہے۔ اس لیے ان عالمگیر صداقتوں کے نہ ماننے والوں کی عبرت کے لیے مسلمہ عالمگیر حادثات ہی کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ اس لیے قرآنِ حکیم نے عمومی انقلاب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے قیامت کے عالمگیر حادثے کو ذریعہ بنایا ہے۔

کھانے پینے کے نظام کی حقیقت | اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی اصلاح کے پروگرام میں کھانے پینے کے انتظام کو پوری اہمیت دینی چاہیے۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ کوئی شخص اس کے اوس پڑوس میں

Marfat.com

بھوکا نہ سوئے۔ جب اس اصول پر اصلاح شروع کی جائے گی، تو اُسے اپنے زمین و آسمان بدلے ہوئے نظر آئیں گے۔ وہ اس گھر میں آرام سے نہ رہ سکے گا۔ جس میں انسانیت پر ظلم ہو رہا ہو۔

فارغ البال ظالم لوگوں کی سزا | جب کسی قانون کا کوئی باغی پکڑا ہوا آتا ہے، تو اُسے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر قید خانے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اسے وہاں بدترین غذا ملتی ہے اور وہ تمام راحتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانیت کے دشمن کو بیڑیوں میں کس کر پہلے دنیاوی قید خانے میں ڈالا جائے گا۔ اور یہاں سے مر کر نکلتے ہی وہ جہنم کے قید خانے میں ڈال دیا جائے گا۔ چونکہ وہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتا تھا، اس لیے اسے دنیاوی جیل میں اور اس کے بعد آخروی جیل (جہنم) میں ایسا کھانا دیا جائے گا۔ جسے وہ کھا نہ سکے گا اور جس طرح مساکین اسے دیکھ دیکھ کر ترستے تھے، اب وہ خود کھانے کو ترسے گا۔ البتہ دنیاوی عذاب کا قاعدہ اتنا عام اور ہمہ گیر نہیں، جتنا مرنے کے بعد کی زندگی کے عذاب کا ہے۔ کیونکہ جو شخص انقلابی جماعت کی کامیابی سے پہلے مر گیا، وہ اُس کے ہاتھوں سزا پانے سے بچ رہا۔ جو لوگ اِن ایّامِ انقلاب کی پوری سزا سے بچ گئے، اُن کے لیے آخری باز پرس کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ اُس روز سب کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔ اُس روز خدا انسانی لوگوں کے ساتھ انصاف کرنے کے سوا اور کچھ نہ کیا جائے گا۔[۱]

پس کھاتے پیتے لوگ جو انسانیت کی خدمت کے اصول سے انکار کرتے ہیں — مُکَذِّبِیْن — وہ اس بڑے یومِ انقلاب — قیامت — کا انکار کرتے

۱۔ اگلے صفحے پر دیکھیے

Marfat.com

— اور اس آنے والے انقلاب — چھوٹی قیامت — سے ڈریں اور اُن کے پاس اللہ کی جو نعمت ہے، اُس میں سے انہیں بھی ضرورت کے برابر دیں، جو اُس سے محروم ہیں +

فائدہ: ایک شخص غلطی کرتا ہے، اس پر گرفت کا موقعہ آچکا ہے، مگر اس نے دوسری جماعت میں مل کر ایک اچھا کام بھی کیا ہے اب یہ اچھا جماعتی کام اگر اس غلطی کی سزا کو معاف نہیں کرا سکتا، تو اُسے پیچھے ضرور ڈال دے گا۔ اس اصول پر انسانوں کا فیصلہ آگے پیچھے ہو سکتا ہے، مگر کوئی جرم بغیر بدلے کے نہیں رہ سکتا۔ اور جب اس جرم کی سزا پوری ہو جائے گی، تو اُسی وقت سے وہ نجات پا جائے گا +

ہ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (۵۵-۳۱-۳۲)
اے دونو جماعتو (مومنین اور کافرین)، ہم عنقریب تم دونوں کے لیے فارغ ہو جائیں گے۔ تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کی تکذیب کروگے؟

انقلاب کی پہلی منزل

قومی انقلاب

قومی انقلاب کی دعوت (۱۵) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلاً شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً: [ہم نے تم عربوں کی طرف اسی طرح نگرانی کرنے والا رسول بھیجا ہے۔ جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا]

کُل قومی انقلاب کے چند اصول بیان کرنے کے بعد ان کو قومی انقلاب میں استعمال کرنے کی توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہ قومی انقلاب آگے چل کر کل قومی انقلاب بن جائے گا اور قومی انقلاب لانے والی جماعت ہی اس بین الاقوامی انقلاب کی مجلسِ عاملہ (Working Committee) بن جانے گی۔

Marfat.com

حضرت امام الائمہ، امام ولی اللہ دہلویؒ | **نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں**

کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ عرب کے لیے قومی نبی ہیں، تاکہ اہل عرب کے اخلاق و عادات کی اصلاح کریں اور ان میں قانون الٰہی جاری کریں۔ دوسری یہ کہ آپ تمام دنیا کی قوموں کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام فرماتے ہیں کہ:۔

وھذا الامام الذی یجمع الامم علی ملۃ واحدۃ یحتاج الی اصول اُخری غیر الاصول المذکورۃ فیما سبق، منھا ان یدعو قومًا الی السنۃ الراشدۃ ویزکیھم ویصلح شأنھم ثم یتخذھم بمنزلۃ جوارحہ فیجاھد اھل الارض ویفرقھم فی الآفاق وقولہ تعالیٰ: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وذلک لان ھذا الامام نفسہ لا یتأتی منہ مجاھدۃ امم غیر محصورۃ واذا کان کذلک وجب أن تکون مادۃ شریعتہ ما ھو بمنزلۃ المذھب الطبیعی لاھل الاقالیم الصالحۃ، عربھم وعجمھم، ثم ما عند قومہ من العلم والارتفاقات یراعی فیہ حالھم اکثر من غیرھم

(حجۃ اللہ البالغہ، جلد اول ص۱۱۹)

(اس کُل قومی دعوت دینے والے نبی کی کامیابی کے اصول ان اصول

سے مختلف ہوں گے، جو ایک امام صرف اپنی قوم کے اندر دعوت کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ان میں سے ایک اصل یہ ہے کہ یہ بین الاقوامی امام اپنی قوم کو صحیح سنت کی دعوت دے گا اور انہیں پاک کرے گا اور اُن کی حالت درست کر کے انہیں اپنا آلۂ کار بنائے گا وہ ان کی مدد سے باقی اقوام عالم سے لڑے گا۔ اور انہیں چاروں طرف اپنی دعوت کا پیام دے کر بھیج دے گا چنانچہ قرآن حکیم کی آیت ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم امت عربیہ کا بہترین طبقہ ہو، جو تمام دنیا کے لوگوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو) اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ امام تنہا بنفس نفیس لاتعداد اقوام کے ساتھ لڑ بھڑ نہیں سکتا۔ چونکہ صورتِ حال یہ بن جاتی ہے اس لیے ضروری ہے، کہ اس کے قانون شریعت کا جوہر، تمام اقوام کے لیے خواہ وہ عرب ہوں یا غیر عرب، جو انجمی آب و ہوا کے خطوں میں بستی ہیں، بمنزلہ مذہب طبیعی ہو۔ بایں ہمہ اس امام کی قوم کے علوم و ارتفاقات کا دیگر اقوام کی بہ نسبت اس تعلیم میں زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

پس کُل قومی دعوت دینے والا امام اپنا کام بین الاقوامی نمونہ سے شروع نہیں کرے گا۔ بلکہ سب سے پہلے اپنی قوم کے صالح عناصر کو جمع

Marfat.com

کر کے قومی انقلاب برپا کرے گا اور پھر اس قومی انقلاب کی مجلس عاملہ (جو اد جماعت) دوسری قوموں میں کام کرے گی اور ان کے اندر انقلاب بر... کرے گی۔

حضرت موسیٰؑ کی مثال | حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شاندار بین الاقوامی کامیابی اسی اصول طبعی کی رہین منّت ہے۔ یہ اصول اس سے پہلے بھی برتنے کی کوشش کی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی بین الاقوامی مرکزیت کو توڑنے کے لیے اسی حربے سے کام لیا۔ جب خداوند تع... نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دعوت حنیفی کی سرداری سپرد کی (جو بین الاقوامی دعوت ہے) تو انھیں اور اُن کے ساتھی، حضرت ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۚ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنَٰكَ بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَٱلسَّلَٰمُ عَلَىٰ مَنِ ٱتَّبَعَ ٱلْهُدَىٰٓ (طٰهٰ: ۴۷)

(یعنی دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیامبر ہیں۔ اس لیے بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور انھیں عذاب مت دے۔ ہم تیرے پاس تیرے ربّ کی کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے ہیں۔ اب جو ہدایت کی پیروی کرے گا، وہی سلامت رہ سکتا ہے)

چنانچہ خدا کے دونوں پیامبر فرعون کے پاس جاتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ (الاعراف، ۱۰۵) (میں یقیناً تمہارے رب کی طرف کھلی کھلی نشانیاں لے کر آگیا ہوں۔ اس لیے اب بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کر دو)۔

بالکل ایسے ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے قریش اور عرب میں بین الاقوامی کام قومی رنگ میں کرنا شروع کیا اور ان مظالم سے پاک کرنے کی کوشش کی، جو وہ انسانیت پر کر رہے تھے اور انہیں اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے کا وہ سبق یاد دلایا، جو وہ بھول چکے تھے۔

(۱۶) فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَأَخَذْنٰهُ أَخْذًا وَّبِيْلًا :- [فرعون نے اس پیامبر کا کہنا نہ مانا، تو، ہم نے اسے (فرعون کو) دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا]

فرعونی ملوکیت کا خاتمہ

فرعون کی ملوکیت بنی اسرائیل اور سب مصریوں سے ناجائز انتفاع (Exploitation) کر رہی تھی اس نے انہیں غلامی کی انتہائی ذلت میں پھانس رکھا تھا۔ ان سے اتنی محنت و مشقت لی جاتی تھی، کہ انہیں بیلوں اور گدھوں کی طرح تمام گھریلو کاموں کے لیے استعمال کیا جانے لگا تھا۔ اہرام مصر (Pyramids) جیسی عظیم الشان عمارتیں جن کی تعمیر میں لاکھوں من پتھر کی سلیں لگی ہیں، سب مصریوں کے ہاتھوں بنوائی گئیں۔

جب حکمران طبقہ اپنی قوم کو یوں ذلیل بنائے، تو اسے کیوں زندہ رہنا چاہیے؟ وہ تو اپنی قوم کو انسان ہی نہیں مانتے۔ بنی اسرائیل کی ان کے ہاں

Marfat.com

کیا قیمت ہوسکتی ہے؟ چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ جانے دینے سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو آزادی کے پروگرام پر منظم کر لیا اور انہیں مصر سے نکال لے گئے۔ اب خداوند تعالیٰ نے بھی بنی اسرائیل کی خاص مدد فرمائی اور اُن کے دشمنوں کو اُن کی آنکھوں کے سامنے برباد کر دیا۔

چھٹی صدی عیسوی کے فرعون! کسریٰ اور قیصر

اسی طرح چھٹی صدی عیسوی کے فرعون — کسریٰ ایران اور قیصر روم — کے لیے ایک نبی اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) آیا، جس نے انھیں دعوت دی کہ وہ اسلام کا قانون — قرآن حکیم — قبول کرکے اسے رائج کریں۔ اگر وہ اس قانون کو نہ چلائیں گے، تو کسانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں، ان کے وہ ذمہ دار ہوں گے۔ چنانچہ قیصر روم کو جو خط لکھا گیا، اس کے الفاظ یہ ہیں:-

انی ادعوك بداعیة الاسلام اسلم تسلم یوتیك اللہ اجرك مرتین فان تولیت فان علیك اثم الیریسیین

(الصحیح البخاری باب کیف بدء الوحی)

— (میں تم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اگر اسے مان لوگے تو دنیا میں بھی بچ رہوگے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا دُگنا اجر بھی دے گا اگر تم نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تو تمہارے کسانوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں اور وہ اپنی جہالت کے باعث جو غلطیاں کر رہے ہیں، اُن کے تم ذمہ دار ہوگے)۔

Marfat.com

اس خط سے ظاہر ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انسان دوستی شروع ہی سے ملوکیت پرستوں کے جوتے تلے دبے ہوئے لوگوں، خاص کر کسانوں کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ان ملکوں کی غالب آبادی ان کسانوں وغیرہ ہی پر مشتمل تھی۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ (جلد اوّل صـ۱۵۱) میں اس طبقے کے بُرے حال کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ نہایت عبرتناک ہے۔

کسریٰ و قیصر نے یہ دعوت قبول نہ کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح فرعون کو دنیا میں سزا دی گئی، اسی طرح یہ دونوں سلطنتیں ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں۔

چنانچہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ وھلک قیصر فلا قیصر بعدہ تو کسریٰ و قیصر ہلاک کر دئے جائیں گے اور اُن کے بعد اُن کا کوئی جانشین نہیں ہوگا۔

یہ تھا وہ بین الاقوامی انقلاب جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے ذریعے سے پیدا کیا۔

(۱۷) فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا (۱۸) السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ: تم کس طرح بچ سکو گے اگر تم نے اُس دن کا انکار کیا، جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور جس سے آسمان پھٹ جائے گا۔

وہ یوم انقلاب آنے والا ہے اور جس طرح قیامت کا عذاب ایسا خوفناک ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور آسمان پھٹ جائیں گے اسی طرح چھوٹے پیمانے پر ان آنے والے انقلاب کے دنوں میں تمام مخالفین کو سخت

Marfat.com

سزا دی جائے گی۔ اس انقلاب کے دن کے لانے کے لیے خدا تعالیٰ جو آسما
اور زمین میں ہر طرح کی طاقت کا مالک ہے تدابیر کر رہا ہے۔ اگر اُسے قریب
لانے کے لیے آسمانی قوتوں کا پھاڑنا (یا بقول حضرت مسیح "ہلانا") پڑے تو
تو اللہ تعالیٰ یہ بھی کر ڈالے گا۔

انقلاب کے لیے تدبیرِ الٰہی کے طریقے

تدبیرِ الٰہی کے انہی اصولِ کار کی تشریح کرتے ہوئے امام ولی
فرماتے ہیں کہ:-

واذا تهيأت اسباب هذا الشر اقتضت رحمة الله بعباده ولطفه بهم وعموم قدرته على الكل وشمول علمه بالكل ان يتصرف في تلك القوى والامور الحاملة لها بالقبض والبسط والاحالة والالهام حتى تفضي تلك الجملة الى الامر المطلوب۔

یعنی جب عارضی قباحت کے اسباب جمع ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مہربانی تقاضا کرتی ہے کہ اس عارضی قباحت کو دور کر کے مصلحتِ عامہ کے مطابق حالت پیدا کر دی جائے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے مشکل نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ ہر چیز پر براہِ راست قادر ہے اور کائنات کے ذرّے ذرّے کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے (اس غرض کے لیے وہ ان قوتوں میں اور ان قوتوں کو بروئے کار لانے والے امور میں تصرف کرتا ہے۔ اس کے تمام تصرفات چار قسموں

Marfat.com

میں منقسم ہو جاتے ہیں:۔

(۱) قبض (یعنی جو قوتیں مصلحت کلیہ کے خلاف ہوں ان کی قوت عاملہ روک دی جاتی ہے)۔

(۲) بسط (یعنی جو قوتیں مصلحت کلیہ کے لیے مفید مگر کمزور ہوں، اُن کو قویٰ مثالیہ سے مدد پہنچا کر طاقتور بنا دینا ہے)۔

(۳) احالہ (یعنی مصلحت کلیہ کے قیام کی غرض سے اگر ضرورت پڑے تو ایک عنصر کو دوسرے عنصر میں تبدیل کر دیا جاتا ہے)۔

(۴) الہام (یعنی مصلحت کلیہ کے قیام کے اصولوں کی تحسین یا اُن کی مخالف قوتوں کی نفرت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے اور وہ اُن کے حق میں اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں)۔ حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱

کسریٰ وقیصر اور اُن کے ساتھ قریش کو ڈراوا

غرض ان تدابیر کے ذریعہ سے قرآنی انقلاب لایا جائے گا اور کوئی قوت اُسے روک نہ سکے گی۔

اب اگر فرعون موسیٰؑ کی تحریکِ انقلاب کی مخالفت کر کے بچ نہ سکا، تو قیصر وکسریٰ اور ان کے بکّی اور حجازی پیرو اس انقلاب سے، جو قرآن حکیم لانے والا ہے، کس طرح بچ سکتے ہیں۔

اس پیشگوئی کی تصدیق

تاریخ گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف صحیح نکلی اور اس اعلان کے تیرہ سال کے بعد بدر کی جنگ میں ابوجہل اور اُس کے ساتھی اور چند سال کے بعد ایرانی اور رومی جنگوں میں کسریٰ ایران اور قیصر روم ہلاک ہو گئے۔

Marfat.com

(ب) كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا: (اس کا وعدہ ہو کر رہنا ہے)
یہ انقلاب ہو کر رہے گا اور کوئی طاقت اسے روک نہ سکے گی!
یہ اعلانِ جنگ بدر سے تیرہ سال پہلے کیا گیا تھا اور بدر عین اس کے مطابق ہو کر رہا۔

انقلاب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت

ہمارے اکثر مفسرین نے اپنی تفسیریں اُس زمانے میں لکھیں، جب قرآنی انقلاب دنیا کے اکثر حصے پر چھا چکا تھا اور قرآنی نظام کے مطابق مسلمانوں کی زندگی کی تنظیم ہو چکی تھی اس لیے مفسرین انقلاب کی وہ کیفیت سمجھنے سے قاصر رہے، جو شروع اسلام میں پیش آئی اور جس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے سچ مچ زندگی بسر کی۔ اس لیے یہ مفسرین اکثر واقعات کو جو انقلاب کے زمانے میں پیش آیا کرتے ہیں اور جو واقعی قیامت کا نمونہ ہوتے ہیں، اُن کو قیامت ہی پر لگا کر چکے ہو گئے۔ اس انقلاب کی حقیقت کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں، جنھوں نے اس قسم کا انقلاب دیکھا ہو۔ ہم خود برعظیم ہند میں ۵۷ء کے انقلاب کے بعد پیدا ہوئے، جو یورپین طاقت کے چھا جانے سے پیدا ہوا، مگر ہم ایک واسطے سے اُس انقلاب کے حالات جانتے ہیں جب وہ حالات سنتے ہیں تو بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

لے راقم الحروف مرتب کے اُستاد مولانا مفتی عبدالحمید صاحب لودیانوی نے اپنے شہر (لودیانہ) میں پیش آنے والے واقعات راقم الحروف کو سنائے۔ اُنہیں سن کر دل دہل جاتا تھا۔ راقم الحروف نے اپنے خاندانوں کے بزرگوں سے شورش مذکور کے جو حالات سنے وہ زبان قلم ادا کرنے سے عاجز ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

اس قسم کے انقلاب کی سب سے قریبی مثال روسی انقلاب کی ہے روس میں زار کے خاندان اور دوسرے روسی امیروں کے خاندانوں پر جو بیتی، وہ کچھ وہی خوب جانتے ہیں، جو ان خوفناک حالات میں سے گزرے ہیں۔ جو لوگ بعد میں پیدا ہوئے، وہ اُن کی حقیقت سے کس طرح واقف ہو سکتے ہیں؟

کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا؟

اور تاریخ کے صفحے اُن خونی نظاروں کا حال کس طرح دکھا سکتے جو آنکھوں نے ، اور یہی کچھ ۔ اس سے تھوڑا سا فرق کر کے عثمانی خلافت میں جو انقلاب آیا اور ترکی شاہی خاندان جس طرح بھیک مانگنے اور بری طرح افلاس بھگتنے پر مجبور ہوا مسلمانوں کا کھاتا پیتا طبقہ وہ مسلمانوں کے سامنے نہیں آنے دیتا۔ ورنہ مسلمانوں کے سامنے روس کے انقلاب کی کوئی اہمیت نہ رہے اور جتنی سزا عثمانیوں کو دی گئی ، وہ ہمارے عوام سُن لیں تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں!

غرض قرآن حکیم بڑی قیامت کے جس چھوٹے سے نمونے ۔۔ انقلاب ۔۔ کی خبر دے رہا ہے، وہ واقع ہو کر رہے گا اور کوئی زمینی یا آسمانی طاقت اسے روک نہ سکے گی۔

(۱۹) (ا) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ : (یہ ایک یاد دہانی ہے)۔

قرآن متنبہ کرتا ہے | جو لوگ قرآن سوچتے ہیں، قرآن حکیم اُن کی صحیح رہنمائی کرتا ہے، اور جو لوگ اس کے خلاف ارتجاع (Reaction) سوچتے ہیں، انہیں خبردار کرتا ہے۔

(ب) فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا : (اب جس کا جی چاہے

وہ اپنے ربّ تک پہنچنے کا راستہ پکڑ لے) +

اب کون بچے گا؟ اس انقلاب نے اللہ کے ساتھ تعلق جوڑنے کا راستہ کھول دیا ہے جو شخص چاہے، یہ راستہ پکڑ لے اور قرآنی تعلیم کو اپنا پروگرام بنا کر دنیا اور آ... کے عذاب سے بچ جائے +

رسولؐ کا فرض یہ ہوگا کہ بھولے بھٹکے لوگوں کو یاد دہانی کراتے رہیں آپ... کے بعد قرآنِ حکیم کی تعلیم سے صحیح طور پر سوچنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے +

سچی بات یہ ہے کہ انقلاب وہی کامیاب ہوتا ہے، جس کے کارکن انق... کے اصول سمجھ کر اپنا لیں اور پھر اپنی ذمّہ داری پر کام کریں۔ جب تک کوئی شخص اپنے فیصلے سے انقلابی نہیں بنتا، انقلاب میں وہ کوئی قیمت نہیں پاتا۔ جو لوگ اچھی طرح سمجھ کر شامل نہ ہوں وہ پھر ارتجاعی (ری ایکشنری) بن جایا کرتے ہیں۔ اس لیے قرآن کے اصول سمجھ کر انقلابی بننا ضروری ہے +

نظر باز گشت | اس رکوع میں مندرجہ ذیل مضامین آگئے ہیں :-

(۱) قرآنِ حکیم کی تحریک عام اور خاص لوگوں، دونوں میں جاری کی جائے تاکہ یہ اپنے انقلابی نتائج پیدا کرے +

(۲) اس تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے صرف خدا پر بھروسہ کرکے کام کرنا ضروری ہے +

(۳) اس تحریک کا ابتدائی مقابلہ کُل قومی میدان میں سرمایہ پرستانہ نظاموں سے پیش آئے گا (جن کی مثال اُس زمانے میں کسریٰ و قیصر کے نظام تھے) اور قومی میدان میں اُن لوگوں سے جن کی ذہنیت سرمایہ پرستانہ ہے +

Marfat.com

(۴) شروع شروع میں انقلابی جماعت لڑانے سے باز رہے گی اور صبر کے ساتھ تمام مصیبتیں سہتی ہوئی تیاری کرے گی +

(۵) قرآنی انقلاب کی بنیاد مسکینوں کی خدمت پر ہوگی۔ اور اس مسئلے کو قوموں کے فیصلے کرنے میں پوری پوری اہمیت دی جائے گی +

(۶) عالمگیر انقلاب برپا کرنے سے پہلے اس کے پیشرو تیار کرنے کے لیے قومی انقلاب پیدا کیا جائے گا +

Marfat.com

انقلاب کی دوسری منزل

کُل قومی انقلاب

تمہید انقلاب کی حقیقت ذہن نشین ہو گئی۔ اب انقلاب کے یہ ماہر لوگ اپنے اپنے گھروں پر لوگوں کو تیار کریں گے۔ اس لیے رات کو جاگنے کی پابندی جو ایک سال پہلے لگائی گئی تھی، کہ ایک تہائی، نصف یا دو تہائی رات تک کھڑے رہا کریں، غیر ضروری قرار دے دی گئی مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسے قیامت تک کے لیے منسوخ کر دیا گیا اس "بوجھل بات" پر عمل کرنے کی تیاری کے لیے ضرور کم سے کم ایک سال تک وسیع مطالعے اور گہرے غور و فکر کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد بھی جب انہی اصول پر انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہو گی، یہ آئین زیرِ عمل آ جائے گی۔ یہ قیام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ

larfat.com

وسلم کے لیے ساری عمر ضروری رہا۔ مگر عام لوگوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

(۲۰) (۱) اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ [بیشک تیرا پروردگار جانتا ہے کہ تو اور تیرے ساتھیوں میں سے ایک چھوٹی سی جماعت دو تہائی سے کچھ کم یا آدھی رات یا ایک تہائی رات تک کھڑی رہتی ہے اور اللہ رات اور دن کی مقدار معین کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ تم (ہمیشہ) اس حکم کی پیروی نہ کر سکو گے اس لیے اس نے تمہیں اس حکم کی تعمیل سے بری کر دیا۔ اب تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکو۔]

مولانا موسیٰ جار اللہ روسی (تنازانی) فرماتے ہیں:-

"قرآن حکیم کے نظام میں صدی سے مراد ایک ہزار ماہ (الف شھر) ہوتے ہیں یعنی انسان سال کے بارہ ماہ میں سے دس ماہ محنت کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ہر ایک رات میں سے بہ قلیل کم کر دیا جائے قرآن حکیم کی اصطلاح میں "قلیل" سے مراد چھٹا حصہ ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ:- اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ - یہ

Marfat.com

آیت کریمہ تیسری آیت نِصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا کی تشریح کرتی ہے
چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اغلب حالات میں نصف پر چھٹا حصہ
بڑھا کر دو تہائی رات تک قیام فرماتے اور کبھی کبھی نصف میں سے چھٹا حصہ
کم کرکے تہائی رات تک قیام فرماتے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپ کے ساتھیوں کا اسی پر عمل رہا۔ پس اگر سال میں سے چھٹا
حصہ کم کر دیا جائے تو دس ماہ رہ جاتے ہیں[1]۔ یہ ہے انسان کی محنت کشی
کے لیے اسلام کا اقتصادی نظام جو قرآن حکیم نے تجویز کیا ہے۔ اس لیے
صدی میں سے چھٹا حصہ نکال دیں تو ایک ہزار ماہ رہ جاتے ہیں[2]

رات کو عبادت کرنے کا حکم دائمی نہ تھا	یہ حکم تمام دنیا کے لیے اور ہر زمانے کے مسلمانوں کے لیے دائمی حکم نہ تھا کہ وہ ایک تہائی یا نصف

یا دو تہائی رات تہجد میں گزاریں، جس میں وہ قرآنِ حکیم پڑھیں اور اس پر
غور کریں کیونکہ زمین کے بعض حصوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں، جیسے ناروے کے شمال
میں ایک ماہ کی رات ہوتی ہے، اگر اتنی لمبی رات کا آدھا یا تہائی بھی
کھڑا رہنا پڑے، تو عملی طور پر ناقابل عمل ہوگا۔ ایسی تعلیم جس میں اس قسم
کے حکم ہوں عالمگیر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے خداوند تعالیٰ نے انسان کی طبعی
ضرورت کے مطابق قرآنِ حکیم کے اتنے مطالعے کا حکم دیا، جس پر عمل ہمیشہ ممکن ہے۔

---

[1] $\frac{2}{3} = \frac{4}{6} = \frac{1+3}{6} = \frac{1}{6} + \frac{1}{2}$

$\frac{1}{3} = \frac{2}{6} = \frac{1+3}{6} = \frac{1}{6} - \frac{1}{2}$

[2] ایک صدی = ۱۰۰ سال = ۱۲۰۰ ماہ

$1200 - \frac{1200}{6} = 1200 - 200 = 1000$ ماہ

ترمیم حکم کے دوسرے اسباب (۱) مرض (۲) سفر (۳) قتال	اس حکم کے بدلنے میں رات دن کی کمی بیشی کے علاوہ اور بھی کئی اسباب ہیں۔ مثلاً :۔

(ب) عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنَ مِنْکُمْ مَّرْضٰی : (وہ جانتا ہے کہ تم میں عنقریب بعض لوگ بیمار بھی ہو جائیں گے) ۔

(۱) جو لوگ بیمار ہوں گے، وہ اس طویل شبانہ تعلیمی عبادت کے متحمل نہ ہو سکیں گے

(ج) وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ : (اور دوسرے لوگ زمین پر اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کریں گے ۔)

(۲) بعض لوگ انقلابی ضرورتوں کے لیے سرمایہ جمع کرنے کی خاطر خواہ وہ اپنی ذات کے لیے ہو یا جماعت کے لیے، راتوں کو سفر کریں گے۔

(د) وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ : (اور دوسرے لوگ اللہ کی راہ میں قتال کریں گے) ۔

(۳) بعض لوگ اس انقلابی پروگرام کو زمین میں قائم کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے ۔

یہ لوگ راتوں کو اتنی دیر تک کھڑے نہیں رہ سکتے اور نہ اتنا مطالعہ کر سکتے ہیں ۔

(ہ) فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ : (اس لیے اتنا پڑھ لو، جتنا آسانی سے پڑھا جا سکے) ۔

یہ دائمی قاعدہ ہے کہ حسب ضرورت جتنا سہولت سے پڑھ سکو، پڑھ لیا کرو ۔

﴿مملکت کی تنظیم علم ہی سے نہیں ہوتی، بلکہ تجارت اور مملکت کی
کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ پس ہر شخص کو کوئی نہ کوئی کام اختیار کرنا چا
جو سوسائٹی کے لیے مفید ہو اور جس کی قانون اجازت دے﴾ انقلاب کا نت
یہ ہوتا ہے کہ انقلاب منظم کر کے عوام کو ارتقائی راستے پر لگا دیا جاتا ہے۔ اُس
وقت ہر شخص کو کوئی نہ کوئی کام کرنا ہوگا تاکہ سوسائٹی کی پیداوار بڑھے
اس پیداوار کی تنظیم بھی انقلاب کا ایک فریضہ ہے۔ اسی کے بل بوتے پر انقلا
جماعت اپنے انقلاب کو آگے بڑھا سکتی ہے اگر ملک کی پیداوار منظم نہ ہوگی
تو مخالف طاقتوں کے حملوں کو برداشت نہ کیا جا سکے گا اور اندرونی ارتجاعی جماعتیں
فتور مچا دیں گی۔ ہر شخص کو کوئی نہ کوئی کام کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ لیکن
یہ افراد کے اختیار میں ہوگا کہ کون سا مفید پیشہ اختیار کریں۔ جو لوگ اُ
پیشوں کو اختیار کریں گے، وہ نماز تہجد بطریق مذکور رات کو مقررہ طو
گھڑیوں میں نہ پڑھ سکیں گے۔ اس لیے قانون میں قدرے ترمیم کر دی گئی
غرض اب اپنی سہولت کے مطابق قرآن حکیم پر تدبر جاری رکھو اور دیکھو
کہ اس کے مطابق حکومت کس طرح چلائی جائے گی۔ اس قرآن خوانی کی عم
شکل کیا ہوگی؟ اس کا ذکر آگے آتا ہے۔

وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ایک اہم نکتہ: قرآن کی تعلیم کے انقلابی ہونے کا ثبوت

یہ آیت نہایت اہم تاریخی چیز ہے۔ یہ نبی اکر
صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی مقرر ہونے کے دوسر
سال میں نازل ہوئی۔ اس میں آنے والی جنگوں کی طرف نہایت صاف و

اور ناقابلِ تاویل الفاظ میں اشارہ موجود ہے۔ اس سے قرآنی فکر کے انقلابی ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ملتا ہے۔

انقلاب اگر سوچے سمجھے ہوئے پائیدار اصول پر برپا کیا جائے، تو اس کے بنیادی فکر میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اگر قرآنِ حکیم انقلابی تحریک پیدا کرنی چاہتا ہے تو ضرور اس میں لڑنے کا فکر شروع ہی سے موجود ہونا چاہیے۔ گو لڑنا نہ لڑنا وقتی مصلحت کے مطابق ہوگا۔ یہ آیت اس فکر کی پوری پوری تائید کرتی ہے اور قرآنِ حکیم کی تعلیم کو ناقابلِ تردید طور پر انقلابی ثابت کرتی ہے۔ اس آیت میں قتال کا جو فکر پیش کیا گیا ہے، وہ پہلا جرثومہ (Germ) ہے جس نے آگے چل کر "انفال" اور "توبہ" کی ترکیب اور جامعیت حاصل کر لی۔

عدم تشدد طبعی اصول نہیں | عدم تشدد (Non-Violence) انقلاب کی تیاری کے لیے بہترین ذریعہ ہے، لیکن اسے قرآنی سیاست کا لازم اور دائمی جزء قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ انسانی سیاست کی قطعی غیر طبعی ترجمانی ہے۔ قرآنِ حکیم اور اس کے بہترین ترجمان حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ اس سے قطعاً انکار کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ چونکہ انسان بہیمیت (Anima) اور ملکیت (Persona) سے مرکب ہے یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ انسان اجتماعی حیثیت سے اپنی ارتقائی زندگی کے کسی دور میں بھی بہیمیت سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اس لیے جنگ اور قتال — جہاد — جس کے ذریعے سے ملکیت یا عقلیت بہیمیت پر غالب آتی رہے گی، انسانی معاشرے کا لازم جزو رہے گا۔ انسانیت صرف عدم تشدد یا

لہ انفال اور توبہ قرآنِ حکیم کی دو سورتیں ہیں جن میں جنگ کا قانون تفصیل سے دیا گیا ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

مصالحت (Compromise) سے کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ بلکہ ہمیشہ انقلاب (Revolution) سے آگے بڑھتی ہے جس کے لیے تشدد اور عدم تشدد دونوں ضروری ہیں +

فائدہ: ہماری شرعی اصطلاح میں جہاد کے لیے امیر، لشکر اور سامانِ جنگ کی ضرورت ہے۔ یہ اجتماع سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر اجتماع ٹوٹ چکا ہو اور جہاد کا سامان پیدا نہ ہو سکتا ہو تو پھر ہمارے فقہا ایسی صورت تجویز کرتے ہیں، جس میں ہر مرد اور ہر عورت کو انفرادی طور پر کام کرنا ہوتا ہے، یہ ہے انقلاب۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ یہ بات انہیں حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ نے سمجھائی تھی +

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی و ایک شبہ کا ازالہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی کا ایک ہی مقصد تھا — انقلاب — جس کے لیے قتال لازم ہے لیکن یورپ کے پراپیگنڈہ کرنے والے ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں کہ آپؐ مکہ میں مسکینی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ مگر مدینہ پہنچنے ہی حالات کچھ سازگار ہوئے تو نعوذ باللہ، کُھل کھیلے اور قافلے لوٹنے شروع کر دیے۔ اور رفتہ رفتہ ایک ریاست کے مالک بن بیٹھے چنانچہ مشہور اہلِ قلم پروفیسر جوزف ہل (Joseph Hell) اپنے مقالے "الثقافۃ العربیۃ" (Die Kultur de Arabes) مترجمہ جناب صلاح الدین خدا بخش صاحب ایم۔ اے، بی۔ سی۔ ایل، بیرسٹرایٹ لاء پٹنہ کے ص ۲۲-۲۳

پھر لکھتے ہیں کہ:-

The man who just left Mekka and the man who now entered Medina seem to be two different men. The former man, an ideal preacher of a perfect religion who, for his conviction, cheerfully endured scorn and persecutions and he sought no other distinction than that of being acknowledged a messenger of God. There is no trace of love of power in him—nothing to indicate that he was striving to set up a state organisation at the head of which he wishes to preside. Of social reform the one thing that he sought to achieve in Mekka — supported by the doctrine of unity of God and the day of Judgment re-inforced by the joys and horrors of Heaven and Hell— was the widening of the circle of duties beyond the tribe, to all faithfuls alike and to mankind at large in the event of their accepting the true faith.

He left Mekka as a prophet but entered Medina as the Chief of a community. The "fugitives" constituted a tribe by themselves and as a corporate body were described under the name and style of Muhajirin. This change of position created fresh problems, set new tasks but Mohammad was quite equal to the occasion. The prophet now retires into the background the diplomatist now comes forward. The prophetship is now only an ornament of the ruler, an effective weapon for [illegible]

(یعنی جس شخص نے ابھی ابھی مکّے سے ہجرت اختیار کی اور اس کے بعد مدینے میں داخل ہؤا، ایک نہیں دو جداگانہ اشخاص معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا ایک کامل اور مکمل مذہب، کا صرف مبلّغ تھا اس نے اپنی اُن باتوں کی خاطر جن کا اُسے پورا پورا یقین تھا، اپنے مخالفوں کی طرف سے ہر قسم کا نفرت آمیز سلوک اور طرح طرح کی مصیبتیں سہیں۔ وہ خدا کا پیامبر مانے جانے کے سوا اور کسی قسم کا امتیاز نہیں چاہتا تھا۔ قوت حاصل کرنے کا خواب تک نہ آیا تھا۔ اور یہ ہرگز نظر نہیں آتا، کہ وہ کوئی نظام حکومت پیدا کرنا چاہتا ہے، جس کا وہ خود رئیس بن جائے گا۔ وہ اہلِ مکّہ سے صرف اتنی اصلاح چاہتا ہے کہ وہ اپنے قبائلی فرائض کے حلقے کو زیادہ وسیع کرکے تمام مسلمانوں کو اس میں شامل کرلیں، اور تمام دنیا کے مسلمان اسلام لے آئیں، تو ان سب کو اس حلقے میں لے لیں۔ وہ صرف اس غرض سے اہلِ مکّہ کو توحید کا سبق دیتا ہے۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی کے عذاب سے ڈراتا ہے اور ثواب کی توقع دلاتا ہے +

غرض اُس نے مکّہ چھوڑا تو وہ محض ایک نبی تھا اور جب مدینے میں داخل ہؤا۔ تو وہ ایک گروہ کا لیڈر تھا۔ جو لوگ ہجرت

کر کے اس کے ساتھ آئے تھے، اُن کا مہاجرین کے نام سے ایک الگ فرقہ ہو گیا۔ اس تبدیلی نے نئے مسائل اور نئے نئے کام پیدا کر دیے۔ مگر (حضرت) محمد (صلعم) ہر ایک مسئلے کو حل کرنے اور ہر کام کو سرانجام دینے کے اہل تھے۔ اب نبی پس منظر میں چلا جاتا ہے اور اُس کی جگہ سیاستدان آگے آجاتا ہے اب نبوت حکمران نے زیور کے سوا اور کچھ نہیں، جسے وہ اپنی ریاست قائم کر کے اسے توسیع دینے اور قائم رکھنے میں استعمال کرتا ہے) +

دراصل مشنری لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی میں اس قسم کی تفریق کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مدینے تشریف لے جانے کے بعد آپ کا فکر بدل گیا تھا۔ جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم انقلابی نہیں ہے، اس لیے کہ اُن کے خیال میں وہ تعلیم انقلاب کے حصول کے مطابق نہیں تھی، بلکہ حالات کے تابع تبدیل ہوتی رہتی تھی، حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ جس کا ثبوت آیتِ زیر بحث سے مل جاتا ہے۔ مکی زندگی میں قرآنی جماعت کو بتا دیا گیا تھا، کہ آگے چل کر قتال ہوگا۔ چنانچہ اس کے چند سال بعد بدر سے جنگوں کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دنوں تک برابر جاری رہا۔ اور اُن کا تتمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں پیش آیا۔ جب قیصر و کسریٰ کے ممالک پر قبضہ کیا گیا۔ اس کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

تعلیم انقلابی تعلیم ہے، جس کا فکر مکہ مکرمہ میں پیدا ہوا اور وہیں تکمیل تک
مدینہ منورہ کی زندگی درحقیقت اسی فکر کی توسیع تھی۔ چنانچہ حضرت امام
"فیوض الحرمین (ص۶۲) میں خلافتِ باطنہ اور خلافتِ ظاہرہ کی
تشریح کرتے ہیں، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ ظاہرہ سے م
سلطنت ہے اور خلافتِ باطنہ سے مراد وہ پارٹی ہے، جو سلطنت پیدا کر
ہے۔ یہ خلافت باطنہ مکہ مکرمہ ہی میں پیدا ہو چکی تھی۔ اسی کو قرآن حز
اللہ قرار دیتا ہے[۱]۔

(۷) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ (اور نماز قائم کرو اور زکوٰ

نماز اور زکوٰۃ کا دائمی قانون | تہجد کی معافی کے ساتھ عام نماز معاف نہیں ہو
اسے ضرور قائم رکھو۔ یہ تجلی الٰہی کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کا ذریعہ ہے اس
لازمی نتیجہ ہے مساکین کی خدمت۔ جس کے لیے زکوٰۃ کا ادارہ قائم کیا گیا۔
مساکین کی خدمت کے لیے اپنی آمدنی میں سے اتنا حصہ نکالتے رہو۔

---

[۱] امام ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں کہ ہو الخلافۃ ظاہرۃ وباطنۃ فالخلافۃ الظاہرۃ اقامۃ ا
والقضاء والحدود وجبایۃ العشور والخراج وقسمتہا فی مستحقیہا وقد حملہا اعاظم الم
من ملوک الاسلام والخلافۃ الباطنۃ تعلیم الکتاب والحکمۃ وتزکیتہم (تفہیمات الٰہ
(خلافت دو قسم کی ہے۔ خلافتِ ظاہرہ اور خلافت باطنہ۔ خلافت ظاہرہ کا کام ہے
کرنا قضاء کے محکمے قائم کرنا شرعی سزائیں چلانا، مختلف ٹیکس وصول کرکے انہیں مستحقوں پر خرچ
اس کے حامل اسلام کے عادل بادشاہ ہوتے ہیں۔
خلافت باطنہ کا کام ہے کتاب اللہ کی تعلیم اور اس کی حکمت کی تعلیم دینا اور لوگوں کا تز

اُن کا پیٹ بھر جائے۔ یہ انقلاب کا لازم جزء ہے۔ ورنہ غیر انقلابی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے یعنی جو لوگ مساکین کی روٹی اور دیگر انسانی ضرورتوں کا مسئلہ حل نہیں کریں گے، وہ سزا کے مستوجب ہوں گے۔ حکومت قائم ہو جائے، تو مساکین کے کھانے پینے وغیرہ کا منظم انتظام اسی کا فرض اوّلین ہوگا۔ وہ عام مسلمانوں سے بقدر ضرورت ٹیکس وصول کر کے مساکین پر خرچ کریگی ؎ لیکن ٹیکس وصول کرنے کا یہ اختیار اُس حکومت کو ہے، جو اپنا حساب قوم کے سامنے پیش کرے۔ اگر وہ دارالشوریٰ میں اپنا حساب پیش نہیں کرتی اور عام لوگوں پر اُن کی مرضی کے مطابق خرچ نہیں کرتی تو اُسے ٹیکس وصول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ جتنا لیتی ہے ظلم سے لیتی ہے +

(۷) وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا: (اللہ کو اُدھار دو بطریق احسن)

سرمایہ محدود کرنے کا قانون | زکوٰۃ کے علاوہ یہ قرضہ بھی قرآن کا قانون چلانے والی حکومت کو دیا جائے گا، اور اس سے اس پر سود نہ لیا جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہو گی کہ ہر ایک شخص کو اپنا فالتو روپیہ سرکاری بیت المال میں جمع کرانا ہوگا۔ جہاں سے وہ جب چاہے، واپس لے سکتا ہے اور حکومت اپنی مرضی سے جس قدر چاہے نفع دے سکتی ہے، جس کی شرح وغیرہ پہلے سے طے نہ ہوگی۔ یہ نفع دینا نہ دینا اور کس شرح سے دینا یہ سب باتیں حکومت کے اختیارِ تمیزی پر چھوڑنا ہوگا +

آج کل بینکوں کا نظام سود پر چلتا ہے۔ قرآنی نظام کے ماتحت بینک

؎ اگر کھاتے پیتے لوگ معاشی توازن برقرار رکھنے میں معاون نہ بنیں، تو ان سے "موقر اثر" کی شکل میں جبری ٹیکس وصول کیا جائے گا (محلی بن حزم ج ۶ ص ۱۵۶-۱۵۸) (مرتب)

ایسے نہیں ہوں گے۔ وہ امدادی بنکوں کے اصول پر ہوں گے، جن میں بدکا سود بھی نہیں لیا جائے گا۔ ان کے چلانے کے لیے سوسائٹی اپنا علیحدہ انتظام کرے گی۔

(ز) وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ

(تم اپنی جو نیکی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پالو گے) +

انفرادی اور اجتماعی مفاد کا تلازم | تم اپنے اجتماعی فائدے کے لیے جو کام بھی ان اصول پر کرو گے، وہ ضائع نہیں جا سکتے۔ اگر ان سے براہِ راست تمہاری ذات کو فائدہ نہ پہنچا، تو تمہاری اولاد کو یا دوسرے عزیزوں کو یا اجتماعِ انسانی کے کسی فرد کو فائدہ پہنچ جائے گا۔ اور دنیا میں قومی کاموں سے بڑھ کر بلند تر درجے پر کام کرنے کا حوصلہ دلائے گا اور اس کا جو اثر تمہارے نفس پر مرتب ہو گا وہ آئندہ زندگی میں بھی بالآخر تمہارے لیے مفید ثابت ہو گا +

(ح) هُوَ خَيْرًا وَّأَعْظَمَ أَجْرًا: (وہ اجر کے لحاظ سے بہت اچھا اور بہت بڑا ہے) +

کُل قومی کام زیادہ شاندار کام ہے | بیشک تم آج قومی درجے پر کام کر رہے ہو اور یہ کوئی بلند درجے کا کام نہیں ہے۔ لیکن آگے چل کر تم اسی قومی کام کے نتیجے کے طور پر کُل قومی کام کرنے کے قابل ہو جاؤ گے، جس کا اجر تمہیں اس سے بہت زیادہ اور نہایت شاندار شکل میں ملے گا۔ پس اُونچے درجے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو +

(ط) وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ: اور

اللہ سے معافی مانگتے رہو۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے) ۰

قیام ضبط کی ضرورت اس قومی اور بین الاقوامی کام میں کبھی کبھار غلطی ہو جایا کرے، تو اُسے اصول بنا کر نہ بیٹھ جاؤ، بلکہ اصول وہی ہیں، جو قرآن حکیم میں بیان کر دیئے گئے ہیں، غلطی ہو جائے، تو اُسے غلطی سمجھ کر اس سے باز آجاؤ۔ از سرِ نو قرآن کے اصول پر قائم ہو جاؤ اور اس طرح اپنی جماعت کا ضبط نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رکھو۔ اس طرح کرتے رہوگے، تو غلطیوں کے نتیجوں سے بچے رہوگے۔ جو شخص قصور مان کر بلند درجہ حاصل کرنے کی کوشش میں چل پڑا، وہ ایسا ہی ہوگا، جیسے اس سے کوئی قصور نہیں ہوا اور اُسے وہی اجر ملے گا، جو اس کے بھائیوں کو ملے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس قسم کی لغزشیں معاف کر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (یعنی اگر تم ان چیزوں سے بچتے رہو، جو گناہوں میں بڑی ہیں، تو ہم تمہاری معمولی لغزشیں معاف کر دیں گے۔ اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے (۴: ۳۱) ۰

خلاصۂ کلام

اس سورۃ (مزمّل) میں نیچے لکھی ہوئی باتیں آئی ہیں :۔

(۱) قرآن حکیم کی تعلیم انقلابی ہے ۔ اس لیے اسے خاص اور عام دونوں میں ایک ہی وقت میں پھیلایا جائے ۔ (آیات ۲-۷)

(۲) اس انقلابی تحریک میں کام کرنے والے صرف خدا پر بھروسہ رکھ کر کام کریں غیر قرآنی نظام والوں سے کسی رعایت و مدد کی امید نہ رکھیں (۸-۹)

(۳) اس تحریک کا مقابلہ قومی اور کُل قومی حلقوں میں سرمایہ پرست اور ملوکیت پرست لوگوں سے ہوگا ۔ (۱) ۔

(۴) انقلابی جماعت شروع شروع میں تشدد اور جنگ سے بچتی رہیگی البتہ تیاری کے بعد وہ ضرورت کے مطابق لڑ سکتی ہے (۱۰-۱۱) ۔

(۵) انقلابی جماعت اُن خوشحال لوگوں سے جواب طلب کرے گی ، جو مسکینوں وغیرہ کی خدمت میں اپنا مال صرف کرنے سے جی چرائیں ۔ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی اسی قاعدے پر ہر فرد سے جواب طلبی ہوگی (۱۱ تا ۱۴) ۔

(۶) عوامی انقلاب سے پہلے قومی انقلاب لانا ضروری ہے ۔ (۱۵) ۔

larfat.com

(۷) ابتدائی کارکنوں کو قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ کرنا ضروری ہے ۔ گو بعد میں اس قاعدے میں نرمی کی جا سکتی ہے ۔ (آیات ۲ تا ۴ مع آیت ۲۰)

(۸) اس انقلاب کی بنیاد اللہ کے ساتھ تعلق اور مسکینوں کی تنظیم پر ہوگی (۲۰)

(۹) یہ انقلابی تحریک اپنے اصول کے لحاظ سے سرمایہ پرستی کی مخالف ہوگی اس لیے سود کو جائز نہ رکھے گی ۔ (۲۰)

(۱۰) اس تحریک میں کام کرنے والے ہمیشہ اپنے کام کو جانچتے رہیں ۔ اور غلطیوں کی درستی کرتے رہیں ۔ اور اسی طرح جماعت کا ڈسپلن (نظم) قائم رکھیں ۔ (۲۱) ۔

سُوْرَۂ مُدَّثِّر

سورۃ مدثر
کل قومی انقلاب کے اصول

سورۃ مزمل کے ساتھ ربط | سورۃ مزمل میں قومی انقلاب کی منزل میں شخصی انقلاب کا ذکر تھا اور انفرادی فکر کی درستی کی گئی تھی۔ اس میں صاف صاف کہا گیا تھا کہ:۔

(۱) قُمِ الَّيْلَ .... وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

(۲) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

(۳) وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا

اس تعلیم کے مطابق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے انفرادی طور پر ملتے رہے۔ اور انہیں قرآنی انقلاب کی پہچان کراتے رہے۔ اتنے ہی لوگ اس انقلاب کو قبول کرکے آپ کے ساتھ ہو گئے۔ وہ بھی اسی طرح کام

Marfat.com

کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا کہ اس انفرادی انقلاب کو اجتماع میں لائیں۔ چنانچہ سورۂ مدثر میں حکم دیا گیا ہے کہ:۔

(۱) قُمْ فَأَنذِرْ۔ (اٹھ اور لوگوں کو اس آنے والے انقلاب سے ڈرا)

(۲) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ (خدا کی بزرگی کا اعلان کر) اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآنی انقلاب اجتماع انسانی میں آجائے گا۔

(۳) إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ۔ یہ انقلاب انسانی تاریخ کے بہت بڑے واقعات میں سے ہے اور یہ ساری نوع انسانی کے لیے ڈراوا ہے۔

اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ اس ڈراوے کو عام لوگوں تک پہنچانا ہے چنانچہ اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلم کھلا تبلیغ شروع کر دی اور آپ عام لوگوں کو نہایت تیزی کے ساتھ قرآنی انقلاب کی دعوت دینے لگے۔

سورۂ مدثر کا مضمون قرآنی انقلاب انسانیت کی سب ضرورتوں کو سمیٹنے والا انقلاب ہے۔ یعنی عام انسانیت کے تمام تقاضے پورے کرنے والا انقلاب ہے اس لیے اس کی بنیاد حسن اخلاق پر ہے اُن کی طرف شروع کی آیتوں (۱ تا ۷) میں اشارہ کرنے کے بعد اس انقلاب کے مخالفین کی ذہنیت کا تجزیہ نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔ (آیات ۸ تا ۲۵) اور پھر دکھایا گیا ہے کہ دنیا میں یہ ذہنیت پیدا ہو جائے، تو دوسری زندگی میں اس کا ظہور کس شکل میں ہوگا۔ (آیات ۲۶ تا ۳۱)۔

اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ قرآن کا عالمگیر انقلاب قومی اور کلی قومی منزلوں میں سے گزرے گا، تو اس کی کامیابی کے اسباب کیا ہوں گے (آیات ۳۲ تا ۴۷)

Marfat.com

اور جو لوگ اسے مان لیں گے، ان کی ذہنیت کیسی ہوگی - اور جو نہ مانیں گے ان کی ذہنیت کیسی ہوگی - (آیات ۵۶-۱۱)

غرض اس سورت میں قرآنی انقلاب کے اخلاق اور ابتدائی اصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - اور مخالفین کی ذہنیت کی تشریح کی گئی ہے - اور اس انقلاب کی انتہائی کامیابی کی پیشینگوئی کی گئی ہے۔

(۱) یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (اے مُدَّثِّر!)۔

مُدَّثِّر کے معنی: لفظ مُزَّمِّل کی تشریح کرتے ہوئے بتایا جا چکا ہے کہ مؤطا امام مالکؒ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام اَلْمَاحِیْ بھی ہے، جس کے معنی خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں کہ یَمْحُوا اللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ (یعنی میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا)۔ چنانچہ لغوی طور پر دَثَّرَ کے معنی ہیں، اَهْلَكَ[1] (ہلاک کرنا)، جو بالکل اَلْمَاحِیْ کے معنی ہیں پس مُدَّثِّر کے معنی ہیں انسانیت میں سے ہر قسم کا ظلم مٹانے والا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام ملّتِ حنیفیہ یعنی حضرت ابراہیمؑ کے اصولِ حیات کے دوبارہ زندہ کرنے سے کریں گے۔ جس کے نمائندے قریش ہیں۔

نبی اکرم صلعم کی سیرت پر ایک نظر: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ملّتِ حنیفیہ ابراہیمیہ کے قائم کرنے کے لیے طبعاً بے تاب تھے۔ آپ کی تربیت بھی قریش کے اونچے گھرانے میں ہوئی جن

---

[1] المنجد اور اقرب الموارد۔

Marfat.com

میں اس ملت کی اچھی اچھی باتیں باقی تھیں[1] پھر وہ انقلاب کا زمانہ تھا۔ فارس اور روم آپس میں لڑ رہے تھے اور چاہتے تھے کہ دنیا کی قوموں کو اپنے قبضے میں لائیں۔ ان سیاسی اور جنگی حالات کا اثر قریش پر بھی پڑ رہا تھا کیونکہ ان کے تجارتی تعلقات ان دونوں ملکوں کے ساتھ تھے اور ان ملکوں میں ان کی کافی آمد و رفت تھی۔ چنانچہ قریش کا سمجھدار طبقہ سیاسی جھکاؤ کے لحاظ سے تین طبقوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

(۱) ایک طبقہ قیصر کی طرف مائل تھا۔

(۲) دوسرا طبقہ کسریٰ ایران کی طرف مائل تھا۔

(۳) تیسرا طبقہ ان دونوں سے الگ تھا اور حنیفیت پر قائم تھا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طبعاً اس تیسرے گروہ کے سرگرم رکن تھے۔ یہ گروہ اگرچہ گنتی میں کم تھا، لیکن عرب پر قریش کی سرداری قائم کر کے آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قسم کی لیڈری کی خدا کی دی ہوئی قابلیت بھی موجود تھی۔ آپ کو اس انقلاب میں کامیابی کے لیے جس ہدایت کی ضرورت تھی اور جس کے لیے آپ سرگرداں تھے۔ (وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ)[2] (۹۳: ۷) وہ خداوند تعالیٰ نے دے دی۔

---

[1] یہ خیال غلط ہے کہ قریش اور اہلِ عرب آسٹریلیا کے وحشیوں کی طرح بالکل وحشی لوگ تھے۔ جن میں کوئی انسانی خوبی باقی نہ رہی تھی۔ بات یہ ہے کہ قریش اور اکثر اہلِ عرب میں ملتِ حنیفیہ کا اچھا خاصہ حصہ باقی تھا۔ جیسے آج کل مسلمانوں کی تباہی کے باوجود ان میں اپنے بزرگوں کی بہت سی اچھی باتیں موجود ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں حجۃ اللہ البالغہ، جلد اوّل صفحہ ۱۲۲

[2] خداوند تعالیٰ نے تجھے سرگرداں پایا تو پھر ہدایت دی

Marfat.com

آپ قرآنِ حکیم کے ذریعے سے دنیائے انسانیت میں جو انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانی معاشرے (سوسائٹی) میں سے ہر قسم کا ظلم خواہ وہ خدا اور بندوں کے تعلقات میں ہو یا بندوں کے باہمی تعلقات میں، یعنی روحانی ہو یا اقتصادی، سب مٹا دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ خدا کے ساتھ صحیح طریق پر تعلقات قائم کیے جائیں گے اور انسانیت میں معاشیات، معاشرت اور اقتصادیات کا نیا نظام پیدا کیا جائے گا۔ اس انقلاب میں کسی خاص قوم یا ملک کی خصوصیت نہ ہوگی، بلکہ بہت وسیع معنوں میں ساری دنیا کو اور اس کی ساری ضرورتوں کو اپنے اندر لے لے گا۔

اسلام کا جامع انقلاب

دنیا میں اب تک جو انقلابات ہوئے، وہ سب کے سب جزوی انقلابات تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا انقلاب نہ تھا جو ساری انسانیت کو اپنا لینے کی کوشش کرتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ امام انقلاب ہیں، جن کی دعوت کل انسانیت کے انقلاب کے لیے ہے۔ اور آپ نے اس کا سب سے اچھا نمونہ عام زندگی میں کر کے دکھا دیا۔ جسے دنیا اب تک اسی حیثیت سے جانتی اور مانتی ہے۔ آپ کے انقلاب میں اس وقت کی مہذب قوموں کا بڑا حصہ آیا اور سب نے انسانیت کی خدمت ایک نقطہ پر جمع کر کے ان کے تعلقات کو اور تمدن کو ایک ساتھ درست کر دیا۔ بلکہ ان کے آپس کے تعلقات بھی ٹھیک کر دیے۔ اب جب بھی کوئی جماعت کل قومی انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہے تو اسے آپ ہی کے نقشِ قدم پر چلنا پڑے گا۔ جو جماعت اس پروگرام کے خلاف کوئی اور پروگرام لے کر اٹھے گی وہ یا تو سرے سے ناکام رہے گی یا صرف جزوی طور پر کامیاب ہوگی

Marfat.com

چنانچہ فرانس، جرمنی، ٹرکی اور روس کے انقلابات اس اصول کی ظاہر مثالیں ہیں۔ یہ انقلاب سب انسانی ضرورتوں کو اپنے اندر نہیں لیتے، جس طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کیے ہوئے انقلاب نے لے لیا ہے۔

غرض ہمارے نزدیک اَلْمُدَّثِّرُ معنی ہیں المهلك الكفر یعنی انسانیت میں سے ہر قسم کا کفر (انکار) نکال دینے والا وہ انکار خواہ خدا کے حقوق کے متعلق ہو یا انسانوں کے حقوق کے متعلق، یہ انقلاب اسے انسانیت میں سے نکال باہر کرے گا۔

اس لفظ میں جو مبالغہ پایا جاتا ہے، وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طبعی اور فطرتی ارادہ و استقلال ظاہر کرتا ہے، جو اس کفر کے خلاف انقلاب برپا کرنے کے بارے میں اُن کے دل میں پوشیدہ ہے۔

(۲) قُمْ (اٹھ)

انقلاب میں اشاعت کی ضرورت یعنی اے وہ کہ تو دنیائے انسانیت سے ہر قسم کا ظلم اور کفر مٹانے کا پکا ارادہ کیے ہوئے ہے۔ ہم سے ہدایت لے اور ہمت سے کام کر اور جن لوگوں تک تیری آواز پہنچ سکتی ہے، انہیں انسانی انقلاب کا یہ پیام سنا دے اور ایسے لوگ تیار کر جو انقلابی تعلیم دوسرے لوگوں تک پہنچا دیں ایسے خاص لوگوں کی مرکزی قوت راتوں کو کھڑے ہو کر قرآن کی تعلیم پر غور کرنے ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ جس کا ذکر سورۂ مزمل میں آچکا ہے۔ چنانچہ تجربے نے ثابت کر دیا کہ رات کی تعلیم نے وہ لوگ پیدا کر دیے۔ جنہوں نے اس انقلاب کو فارس اور روم تک پہنچا دیا اور پھر آگے وہ لوگ پیدا ہوئے، جنہوں نے اسے حبشیوں، ترکوں

اور ہندیوں تک پہنچا دیا۔ اب پھر یہ انقلاب کروٹ لے رہا ہے۔ اور اللہ نے چاہا، تو اس کی دعوت برعظیم پاک و ہند سے یورپ کی قوموں تک پہنچے گی۔

فَاَنْذِرْ (اور ڈرا)

ہر قسم کے ظلموں کی وجہ سے انسانیت جس تباہی کی طرف جا رہی ہے، اُس سے لوگوں کو خبردار کر دے۔ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نہ جاگے، تو وہ اپنے ظلموں کا آپ ہی شکار ہو جائیں گے۔

(۳) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (اور اپنے پروردگار کی بڑائی بول)

انسانی قانون سے بغاوت

انقلاب کا اصولِ اوّلین: کوئی شخص اپنے گھر میں یا خاندان میں بڑا ہوتا ہے کوئی اپنے شہر میں بڑا ہے۔ کوئی اپنی قوم یا شاید بہت سی قوموں میں بڑا مانا جاتا ہے۔ لیکن تو اُن میں سے کسی کو بڑا نہ مان —— بلکہ صرف خداوند تعالیٰ کو بڑا مان۔ گھر میں، خاندان میں، قوم میں اور تمام قوموں میں اُس کے سوا کسی کو بڑا نہ مان۔ ہر جگہ اُسی کی بادشاہی مان۔ کوئی ایسا راج مت مان، جو ایسے قانون کے نیچے نہ ہو، جو تمام انسانیت کے لیے برابر ہو۔ خدا کی بڑائی کا اعلان ان معنوں میں کر کہ اُس کے سوا کائنات کا کوئی مالک اور خالق نہیں۔ اُسی کا قانون تمام کائناتوں میں جاری ہے اُسی کا قانون نوعِ انسانی میں جاری ہو گا۔ جب تو لوگوں کے سامنے خدا کی بادشاہی کا اعلان کرے، تو کسی سے مت ڈر۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنے اوپر حاکم مانتے ہیں —— مثلاً خاندان کا کوئی بزرگ، سوسائٹی پیر، اُستاد، حاکم، بادشاہ —— اُنھیں خبردار کر دے کہ اُن کا یہ فعل عام انسانیت کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ صحیح پوزیشن یہ ہے، کہ جو شخص خاندان،

Marfat.com

شہر، قوم یا قوموں میں بڑا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا ہی کا نائب سمجھے اور صرف اسی حیثیت سے کام کرے۔ یہ وہ روح ہے، جو حنیفیت انسانی سوسائٹی میں پیدا کرنی چاہتی ہے۔ یعنی وہ چاہتی ہے کہ انسانی معاشرے (سوسائٹی) میں سے انسانی ملوکیت اور علمی سرمایہ داری کا قطعی خاتمہ کر دیا جائے اور ہر شخص کا خدا کے ساتھ براہِ راست تعلق پیدا کر کے اسے انسانیت کا خادم بنا دے۔

قرآنی سیاست کی تشریح: قرآنِ حکیم نے اپنا قانون چلانے کے لیے جو سوسائٹی پیدا کی اس کا نام السابقون الاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان (۹: ۱۰۰) رکھا ہے۔ یعنی مہاجرین اور انصار میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے لوگ اور وہ لوگ جنہوں نے اُن کی خوبی کے ساتھ پیروی کی۔ یہ جماعت اپنے کاموں کا انتظام کرنے کے لیے اپنے میں سے ایک شخص کو بڑا مان لیتی ہے اور اُسے اپنا امیر قرار دے لیتی ہے۔ یہ امیر اُن میں اللہ کے قانون کے مطابق انتظام کرتا ہے۔ لیکن انتظام کی تمام طاقت اصل میں خود اس جماعت کے پاس رہتی ہے۔ یہ ہے، وہ سیاست، جو قرآنِ حکیم نے پیدا کی۔ چنانچہ حج کے موقع پر آج تک مسلمان یہ الفاظ کہتے ہیں کہ الحمد والنعمۃ لک الملک لک لا شریک لک (سب تعریف تیرے ہی لیے ہے اور سب نعمت کا تو ہی مالک ہے۔ فیصلے کا پورا پورا اختیار تجھے ہی حاصل ہے اور اس میں تیرا کوئی ساجھی نہیں ہے) قرآنی سیاست کے مطابق رہنمائی کا حق زیادہ تر ان لوگوں کو حاصل ہے، جو قرآن سب سے زیادہ جانتے ہیں اور سابقین اولین کی پیروی کرتے ہیں۔

Marfat.com

نبی اکرم صلعم کے لیے مشورہ واجب تھا

امیر اُن کے مشورے ہی سے کام لیتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (آل عمران ۳: ۱۵۹) (اور ان سے تمام معاملات میں مشورہ لیا کرو اور جب تو پختہ ارادہ کرلے تو پھر اللہ پر بھروسہ کر) علامہ جصاص الرازی الحنفی اپنی تصنیف احکام القرآن (ج ۲، ص ۴۰) اس آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہ مشاورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اختیاری نہ تھی بلکہ واجب تھی۔

حضرت علیؓ کا نظریہ

عن علیؓ قال: سُئِلَ رسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عن العزم فقال مشاورة اهل الرأی ثم اتباعهم (ابن کثیر بحوالہ ابن مردویہ) یعنی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیتِ قرآنی فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ میں "عزم" سے کیا مراد ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رائے دینے کے اہل ہیں، اُن سے مشورہ کرنا اور پھر اس مشورے کا پابند ہونا ہی عزم ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (سورۂ شوریٰ ۴۲: ۳۸) (یعنی مسلمان اپنے تمام اجتماعی معاملات میں باہمی مشورے سے کام کرتے ہیں)

حضرت عمرؓ کا نظریہ

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں لَا خِلَافَةَ إِلَّا عَنْ مَشُورَةٍ (کنز العمال) یعنی خلافت بغیر مشورے کے خلافت نہیں ہوتی۔

غرض وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ کے معنی یہ ہیں کہ انسان کسی دوسرے انسان کو اپنے اوپر حاکم نہ مانے، خواہ وہ کوئی ہو۔ یہ حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (جس بات میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اس

ہیں کسی کی اطاعت انسان پر واجب نہیں ہے۔ اس لیے تمام حاکم اُس اصلی حاکم کے نائب بن کر اُس کا حکم چلا سکتے ہیں اور بس +

۳- جو جماعت اب حقیقی مالک کے سوا کسی دوسرے کی غلامی میں مبتلا ہو گئی ہو، اُس کی حالت تبدیل کرنے کے لیے سب سے پہلا اصول کار یہ ہے کہ اُس کے ذہن میں بٹھایا جائے کہ تمام کائنات اور تمام انسانیت کو قانون دینے والا صرف وہ ایک کارساز حقیقی ہے کیونکہ وہی ایسے قانون دے سکتا ہے جن میں شخصوں، جماعتوں اور قوموں بلکہ ساری نوعِ انسانی کے فائدے اور فطرت کا خیال رکھا گیا ہو۔ وہ جماعت ہر ایسی طاقت کو ماننے سے انکار کر دے، جو قانون کے اس منبع کے نیچے رہ کر ضمنی قاعدے (Bye-Laws) نہیں بناتی۔

پس انقلاب کا پہلا مثبت نظریہ یہ ہے کہ غیر صالح نظام کی جگہ صالح نظام قائم کیا جائے، جس کی پہلی اینٹ یہ ہو کہ خدا تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور کائنات اور نوعِ انسانی کے لیے قانون بنانے والا ہے۔

خضوع یا اخبات الی اللہ | حکمتِ ولی اللّٰہی میں اس خصلت کو خضوع یا اخبات کہتے ہیں اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ انسان اپنے باپ دادا، پیروں، اُستادوں اور اچھے حاکموں کی تعظیم کرتا ہے اور جب اُن کے سامنے جاتا ہے، تو اپنے دل میں ایک قسم کی عاجزی اور محبت اور اُن کے لیے عزت کے جذبات پاتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ بزرگ مجھے کوئی حکم دے تو میں فوراً اس پر عمل کرکے اُسے خوش کروں۔ اس احساس کا نام اخبات ہے۔

اس جذبے کا نفسیاتی تجزیہ | اگر انسان کائنات کی بناوٹ پر غور کرے اور اس کے عجائبات پر سوچ بچار کرے، تو وہ خدا تعالیٰ کے لیے اپنے دل میں خضوع کا جذبہ محسوس کرتا ہے، جس میں وہ کسی کو شریک کرنا نہیں چاہتا اب وہ اپنے باپ دادا، پیر، اُستاد اور نیک حاکم کی فرمانبرداری کو بھی اس خضوع کے نیچے لے آتا ہے۔ مثلاً وہ دیکھتا ہے کہ میرے ان بزرگوں کا حکم خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے، تو اُسے مانتا ہے اور اگر اُسے خدا تعالیٰ

Marfat.com

کے حکم کے خلاف پاتا ہے نہیں مانتا۔ ایسے ہی وہ اپنے حاکموں کے حکموں کو جانچتا ہے۔ ان کی فرمانبرداری اُسی حدتک کرتا ہے۔ جس حدتک وہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے خلاف نہ ہوں وہ اپنے بزرگوں اور حاکموں کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بناتا ہے۔

یہ اِخبات الی اللہ انسانیت کا ایک طبعی جذبہ ہے اور انسانیت کا ایک بنیادی خُلق ہے۔

وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ (اور اپنا لباس پاک رکھ)

لباس کی پاکیزگی | اس انقلاب کے لیے کسی خاص وضع وقطع کے لباس یا وردی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کُل قومی انقلاب ہے، جو ہر قوم میں جاری ہوگا البتہ ایک شرط ہے، وہ یہ کہ لباس پاک ہو اور اخلاق کی پاکیزگی میں مدد دینے والا ہو۔

اس کا نتیجہ | لباس کی پاکیزگی بدن اور اردگرد کی پاکیزگی کو چاہتی ہے انسانی بدن بعض چیزوں کو طبعًا نجاست میں تبدیل کرکے خارج کرتا ہے۔ ان غلاظتوں سے نفرت کرنا بھی انسان کا طبعی خاصہ ہے۔ انسان ان نجاستوں سے پاک ہوکر ایک قسم کی راحت، وہ انبساط اپنے اندر پاتا ہے۔ اس احساس کا نام طہارت ہے، جو حکمتِ ولی اللّٰہی میں انسانیت کا ایک بنیادی خُلق ہے۔

نفسانی نجاستوں سے بچاؤ | اسی طرح انسان نفسیاتی غلاظتوں یعنی غصے، بھوک، پیاس اور دوسری بُری خواہشوں سے طبیعت کو پاک کرلے، تو بھی ایک قسم کا سکون اور آرام پاتا ہے جو ان حالتوں کی موجودگی میں نہیں پاتا۔ ایسے ہی بُری سوچ، بُری بات اور بُرے کام سے صحت مند انسان کو طبعی نفرت ہوتی ہے۔

اس کا نتیجہ | انسان خلق طہارت میں کمال پیدا کرلے، تو وہ عالم مثال کی قوتوں سے تعلق قائم کرلیتا ہے اور اپنے نفس میں دیر تک رہنے والی خوشی پاتا ہے۔ اس سے اخبات الی اللہ کی خصلت پکی ہوجاتی ہے۔

صالح انقلاب کی دوسری مد | لباس کا پاک رکھنا بدن اور اردگرد کی پاکیزگی کو ضروری قرار دیتا ہے۔ پس جو جماعت انقلاب قائم کرے، وہ ان تین قسم کی پاکیزگی کو لازم جانے

تمام ترقی کرنے والی جماعتیں پاک صاف رہتی ہیں اور جب وہ طہارت کے بلند مقام
گرجاتی ہیں، تو ہی ایکتی زار تجاع ملت مبتلا ہو جاتی ہیں۔

جب کوئی قوم سب کی سب پاک صاف رہنے لگے، تو سمجھنا چاہیے کہ سا
قوم کا مزاج اچھا ہے۔

(۵) وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (اور گندگی سے دُور رہ)

اندر کی پاکیزگی | ظاہری پاکیزگی کے ساتھ اندر کی پاکیزگی کا بھی خیال رکھ۔ اس ناپاکی سے
بھی نفرت کر۔

امام ولی اللہ کے نزدیک برائی - اثم - کا معیار شخصی نہیں، بلکہ نوعی تقاضہ
برائی وہ ہے جسے عام تندرست انسانیت قبول کرنے سے انکار کر دے۔ چنانچہ امام
ولی اللہ سعادت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

"واضح رہے کہ انسان میں دو قسم کے کمالات ہو سکتے ہیں۔ ایک تو وہ
جو اس کی صورتِ نوعیہ کے تقاضے سے پیدا ہو۔ دوسرے وہ
جس کا اس کی جنس قریب (یعنی حیوانیت) اور جنس بعید (یعنی
جمادیت) تقاضا کرتی ہے۔ لیکن سعادۃ جس کی عدم موجودگی سے
انسان کو نقصان پہنچتا ہے اور جسے ہر عقلمند حاصل کرنے کی پوری
پوری کوشش کرتا ہے۔ تو وہ ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا
ہے یعنی نوعی تقاضے کے مطابق (الحجۃ اللہ البالغہ، جلد اول ص۳۰)

پس بدبختی اور برائی وہ ہوگی، جو انسان کے نوعی تقاضے کے خلاف ہو
اُسے قرآنِ حکیم کی اصطلاح میں مُنکَر قرار دیا گیا ہے۔ وہ چیز جسے قبول کرنے
سے فطرتِ انسانی انکار کرتی ہے۔ انسانیت کے اندر یہ برائی خواہ
شہنشاہیت (Imperialism) کے ذریعے سے آئی ہو، یا سرمایہ داری کے

ذریعہ سے یا کسی اور راستے سے، اُسے قبول کرنے سے بالکل انکار کر دینا انقلاب برپا کرنے والی جماعت کے لیے ضروری ہے۔

صالح انقلاب کی تیسری بنا: انقلاب برپا کرنے والی پارٹی کے پروگرام کی تیسری مد یہ ہے کہ وہ غیر صالح نظام کی روح کو بھی قبول نہ کرے۔

حکمتِ ولی اللہی کی اصطلاح میں اسے سماحت کہتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

اصل ایں ہمہ تصنیف یعنی شعبہ ہائے سماحت کہ ذکر کردہ شد (ناقل)
یک چیز است و آں غالب بودن رائے کلی بر دواعی خسیسہ بہیمیہ و
از جملہ ثمرات انشراح و تشعب ایں خصال الخ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱)
(یعنی سماحت کے تمام شعبوں کا جڑ ایک چیز ہے اور وہ یہ کہ بہیمیت
اور اس کی تمام شعبوں پر انسان کے نوعی تقاضے اور رائے کلی غالب ہو جائیں)

(۲) وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ زیادہ چاہے۔

ناجائز فائدہ اٹھانے کی روک: جب تو کسی پر احسان کرے تو اپنے فعل سے زیادہ بدلہ نہ مانگ۔ یہ عدالت کے خلق کے خلاف ہے۔ مثلاً یہ جائز نہیں کہ تو [illegible] اُس کا اجر مانگے اور اپنے لیے وہی دولت اکٹھا کرے۔ کسی مزدور کو [illegible] آنہ دے اور اُس سے دس آنہ کا کام لینا انسانیت سے گری ہوئی بات ہے۔ آج کل سرمایہ دار طبقہ اپنی آمدنی میں محتاجوں کا حق سمجھتا ہی نہیں بلکہ وہ مزدوروں کی راہ میں [illegible] چاہتا ہے کہ انہیں کام پر لگا رکھا جائے اور [illegible] مزدوروں [illegible] بچاتا ہے [illegible] وہ مزدوروں کو صرف اتنی خوراک دیتا ہے [illegible] تاکہ وہ مریں نہیں اور سرمایہ پرست کے سرمائے میں اضافہ کرنے کے لیے زندہ رہیں۔ کوئی انقلابی جماعت اس قسم کے ظلم کو برداشت ہونے نہیں دے سکتی۔ اس لیے دوسرے لوگوں کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھانا

Marfat.com

اور قدر زائد (Surplus Value) پیدا کرنا تو ایک طرف رہا۔ ایسا احسان کرنے کو بھی روک دیا جس کا بدلہ زیادہ لینے کی خواہش ہو +

انقلاب کی جڑ | صالح انقلاب کی جڑ یہ ہے کہ انسانیت کو ہر قسم کے ظلم سے بچا کر اُس میں عام لوگوں کو فائدہ پہنچانے والے ادارے قائم کیے جائیں نہ کہ اپنے لیے انتفاع (Exploitation) کا صیغہ کھول لیا جائے اگر باپ اپنے بیٹے سے یا استاد اپنے شاگرد سے حد سے زیادہ کام لینے لگ جائے گا، تو وہ بیٹا یا شاگرد نافرمان ہو جائے گا۔ ایسے ہی اگر حکومت رعایا سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا شروع کر دے گی، تو سلطنت درہم برہم ہو جائے گی

سرمایہ پرستانہ نظام کی بربادی کے اسباب: امام ولی اللہ کے نظریات | کسی حکومت کے نظام کی بربادی کے عموماً دو ہی سبب ہوا کرتے ہیں۔ یعنی حکام کی عیاشی اور کام سے گریز اور ٹیکسوں کی بھرمار۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:۔

وغالب سبب خراب البلدان فی هذا الزمان شیئان: احدهما تضییقهم علی بیت المال بأن یعتادوا التکسب بالأخذ منه علی انهم من الغزاة او من العلماء الذین لهم حق فیه او من الذین جرت عادة الملوك بصلتهم كالزهاد والشعراء او بوجه من وجوه التكدی یکون العمدة عندهم هو التكسب دون القیام بالمصلحة فیدخل قوم علی قوم فیتخصمون علیهم ویصیرون كلاً علی المدینة، والثانی ضرب الضرائب الثقیلة علی الزراع والتجار والمحترفة والتشدید علیهم حتی یفضی الی اجحاف المطاوعین واستئصالهم والی تمنع اولی باس شدید ولغیهم، وانما تصلح المدینة بالجبایة الیسیرة واقامة الحفظة

بقدر الضرورة فلیتنبه اهل الزمان لهذه النکتة والله اعلم (حجۃ اللہ البالغہ جلد اوّل ص۴۵)

یعنی آج کل جو شہر برباد ہو رہے ہیں، تو اس کے دو بڑے سبب ہیں :-

(۱) ناحق مال بٹورنا | لوگ سرکاری بیت المال پر پل پڑتے ہیں اور مختلف بہانوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ مثلاً کوئی تو کہتا ہے کہ ہم سپاہی ہیں، ہمیں پنشن ملنی چاہیے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ ہم علماء دین سے ہیں، ہمیں کوئی جاگیر وغیرہ ملنی چاہیئے یا وہ لوگ زاہد اور شاعر ہو کر آتے ہیں، جنہیں انعام دینا بادشاہوں کی عادت میں داخل ہے۔ یا اسی قسم کے اور بہانے بناتے ہیں۔ اور اس طرح وہ بیت المال میں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں لیکن اس کے بدلے میں کام کوئی نہیں کرتے۔ رفتہ رفتہ اس قسم کے لوگوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور پھر وہ ایک دوسرے کے لیے تنگی کا سبب بنتے ہیں اور شہر برباد ہو جاتے ہیں۔

(۲) بھاری ٹیکس | شہروں کے برباد ہونے کا دوسرا سبب یہ ہوتا ہے۔ کہ حاکم کاشتکاروں، تاجروں اور پیشہ وروں پر بھاری بھاری ٹیکس لگاتے ہیں۔ اور ان کی وصولی کے لیے اُنہیں بہت تنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ جو لوگ بغیر جبر کے ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ان کا تو ستیاناس کر ڈالتے ہیں اور جو لوگ سخت ہوتے ہیں، وہ ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور حکومت کے خلاف ہونے لگتے ہیں۔

مگر اصل یہ ہے کہ شہر آسان ٹیکسوں اور ضرورت کے مطابق کارکن مقرر کرنے ہی سے اچھا رہ سکتا ہے۔ ہمارے زمانے کے لوگ اس نکتے سے تنبیہ حاصل کریں۔

ایک اور جگہ رومی اور ایرانی ملوکیتوں کی حالت قلبند فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

ایرانیوں اور رومیوں کی عیاشی | جب ایرانیوں اور رومیوں کو حکومت کرتے صدیاں گزر گئیں اور انہوں نے دنیوی عیش کو اپنی زندگی بنا لیا اور آخرت کو بھلا بیٹھے اور ان پر شیطنت غالب آگئی، تو اب ان کی زندگی کا حاصل یہ بن گیا کہ وہ عیش پسندی میں غرق ہو جائیں

چنانچہ ان میں سے ہر شخص خوب عیش کرنے لگ گیا اور اس پر اترانے لگا۔ یہ دیکھ کر دنیا کے ہر گوشے سے عالم لوگ اور سائنسدان ان کے ارد گرد جمع ہونے لگ گئے، جو ان کے لیے عیش کے سامان مہیا کرنے کے لیے عجیب عجیب باریکیاں نکالنے لگ گئے اور اس سلسلے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ جانے کی کوشش اور ان ایجادوں پر فخر کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان امیروں اور سرمایہ داروں کا یہ حال ہو گیا کہ جس کسی کے پاس ایک لاکھ درہم سے کم مالیت کا ٹپکا یا ٹوپی ہوتی، اُسے بخیلی کی شرم دلائی جاتی تھی۔ ایسے ہی ان دوں یہ عالی شان اُونچے اُونچے محل آبزن اور حمام، بے نظیر پائیں باغ، سواری کے نمائشی جانور، خوبصورت غلام اور حسین باندیاں اپنی زندگی کے لیے لازم قرار دے لیں اور زندگی کی اصلی ضرورت اسے سمجھ لیا کہ صبح و شام عیش و نشاط کی محفلیں ہوں۔ جن میں طرح طرح کے کھانے لمبے چوڑے دستر خوانوں پر چنے ہوں اور خود بہت اعلیٰ درجے کا لباس پہنے ہوئے ہوں +

اٹھارہویں صدی کی دِلّی کی حالت

غرض ان ایران و روم کے ان بادشاہوں کی داستان کہاں تک بیان کی جائے۔ تم اپنے زمانے کے بادشاہان دہلی کی جو حالت دیکھتے ہو، وہی ان بادشاہوں کی حالت سمجھنے کے لیے بالکل کافی ہے +

ان بادشاہوں اور امیروں کی زندگی کے یہ طور طریقے رفتہ رفتہ عام لوگوں کی زندگی کی جڑ بنیاد بن گئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ سوسائٹی میں سے ان خرابیوں کو نکال ڈالنا ناممکن ہو گیا۔ اس کی یہی

Marfat.com

ایک صورت باقی رہ گئی کہ ہو سکے، تو یہ چیزیں کھرچ کھرچ کر لوگوں
کے دلوں میں سے نکال ڈالی جائیں۔ بادشاہوں اور امیروں کے یوں
عیاشی کی زندگی بسر کرنے سے بہت سی خطرناک بیماریاں پیدا ہو گئیں
جو سوسائٹی کی زندگی کے ہر شعبے میں داخل ہو گئیں اور یہ حالت ایسی
ہمہ گیر ہو گئی کہ وبا کی طرح ساری مملکت میں پھیل گئی اور اس سے
نہ بازاری بچا نہ دیہاتی، نہ امیر محفوظ رہا نہ غریب۔ یہاں تک
کہ ہر شخص اس کی خرابیاں دیکھ کر مگر علاج نہ پا کر عاجز آگیا اور سخت
مالی مصیبتوں میں پھنس گیا۔

ٹیکسوں کی بھرمار | اس مالی مصیبت کا جس میں سب پھنس گئے تھے سبب یہ
تھا کہ یہ عیش کا سامان بہت دھن دولت صرف کیے بنا مل نہ
سکتا تھا اور اتنا دھن کاشتکاروں اور تاجروں وغیرہ پر نئے
ٹیکس لگانے اور پہلے کے لگے ہوئے ٹیکس بڑھانے کے سوا حاصل
نہ ہو سکتا تھا۔ پھر ان لوگوں کو طرح طرح سے تنگ کر کے ٹیکس
وصول کیے جاتے تھے۔ اور وہ اگر ٹیکس دینے سے انکار کرتے،
تو ان کے خلاف فوجی کارروائی کی جاتی اور انہیں پکڑ کر طرح طرح
سے عذاب دیا جاتا تھا۔ اور اگر وہ نرمی کے ساتھ ٹیکس ادا کرتے
تو ان سے ٹیکس وصول کرتے کرتے ان کو گدھوں اور بیلوں کے درجے پر پہنچا دیا جاتا
جیسے آبپاشی، فصل کاٹنے اور گاہنے کا کام لیا جاتا ہے اور جن
کو صرف اس لیے زندہ رکھا جاتا ہے کہ ان سے کام لیا جاتا ہے

عوام کی حالت | اس تنگ حالی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عوام ٹیکس ادا کرنے اور
اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کمانے [illegible]

Marfat.com

اور کوئی کام کر ہی نہیں سکتے اور نہ مرنے کے بعد کی زندگی کی بھلائی کے متعلق کچھ سوچ سکتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان باتوں کو سوچنے کا مادہ ہی فنا ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مُلک کے مُلک میں ایک شخص بھی ایسا نہیں رہتا کہ وہ دھن دولت حاصل کرنے کے خیال کو چھوڑ کر یہ بھی سوچ سکے کہ مرنے کے بعد کی زندگی اچھی طرح گزارنے کے لیے کس طرح کام کرنا چاہیے۔

انسانی سوسائٹی پر خطرناک اثر اس غلط معاشی نظام میں عیاشی کا سامان جہاں بہت سی دھن دولت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے، وہاں اُس کے حاصل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کو ان عیاشیوں کے لیے طرح طرح کے کھانے اور عیاشی میں مدد دینے والی دوائیں تیار کرنے اور شاندار لباس بنانے اور عالیشان محلات تیار کرنے کے پیشے اختیار کریں، جن کی وجہ سے وہ پیشے رہ جاتے ہیں، جن پر انسانی سوسائٹی موقوف ہے۔

یہ مصیبت صرف بادشاہوں اور امیروں کے طبقے ہی میں بند نہیں رہ جاتی، بلکہ رفتہ رفتہ عوام، . . . .

. . . . جن کا واسطہ ان امیروں سے پڑتا ہے، اپنے امیر آقاؤں کی ریس کرنے لگ جاتے ہیں نہیں تو اُنہیں ان آقاؤں کی نگاہوں میں عزت حاصل نہیں ہوتی، اور نہ ان کے درباروں میں قدر ہوتی ہے۔

بیکاری کی مصیبت اس طرح رفتہ رفتہ امیر و غریب سب لوگوں کا بوجھ بادشاہ پر

آ پڑتا ہے اور وہ اس سے روز کا کھانا طلب کرتے ہیں مثلاً ایک طبقہ تو جہاد کیے بنا مجاہد باپ دادا کے نام سے وظیفہ خوری کرتا ہے۔ دوسرا طبقہ مملکت کا انتظام کرنے کے نام سے پل رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ خود اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کرتے صرف باپ دادا کے نام کو کھاتے ہیں ایک گروہ بادشاہ اور امیروں کی تعریفیں کرکے ان کے دسترخوان سے روٹی کھاتا ہے۔ کوئی صوفی اور فقیر بن کر دعا گوئی کے بہانے مال بٹورتا ہے۔ پھر ان لوگوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ سب ایک دوسرے کے لیئے معاشی تنگی کا سبب بن جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ روٹی حاصل کرنے کے اچھے اور فائدہ مند ذریعہ کی جگہ ان لوگوں کا ذریعہ امیروں کی محفلوں میں بیٹھنا اور چرب زبانی اور چاپلوسی کرنا بن جاتا ہے اور اب سوچنے والوں کی سوچ بچار ان ہی "فنونِ لطیفہ" کی باریکیاں نکالنے میں لگ جاتی اور ان ہی میں اپنا قیمتی وقت برباد کرنے لگ جاتے ہیں۔" (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۰۵-۱۰۶)

جب ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے، تو دنیا میں انقلاب آتا ہے اور یہی ایسے حالات تھے، جب قرآن نے انقلاب کی دعوت دی ۔

۷۔ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ (اور اپنے رب پر صبر کر)

استقامت کی ضرورت طاقتور لوگ جن کے فائدوں کو اس "انسانی پروگرام" سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا، وہ انتہائی کوشش کریں گے کہ تمہیں اس پروگرام سے ہٹا دیں لیکن تم قرآن کے اس کل قومی پروگرام پر ڈٹے رہو۔ ہر بیت کا پورے زور کے ساتھ مقابلہ کرو۔ اور کسی لالچ یا دھمکی میں نہ آؤ اگر مخالفین تمہیں انقلاب کی تعلیم سے باز رکھنے کے لیے کسی شرط کے ساتھ حاکم بھی بنانے کے لیئے تیار ہو جائیں، تو بھی یہ عزت نہ لو اور اگر تمہیں دھمکیاں دیں: تو خدا پر بھروسہ رکھ کر کام جاری رکھو اور اس کوشش میں لگے رہو کہ تمہارے رب کا قانون دنیا میں چلے ۔

خلاصہ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیا گیا تھا کہ قُمْ فَاَنْذِرْ (اٹھ کر ان لوگوں کو ڈراؤ) اس کی تفصیل ختم ہو گئی اور ڈراوے کا مقصد واضح کر دیا گیا۔ یعنی

(۱) خداوند تعالےٰ ہی کو تمام طاقتوں سے اوپر مانا جائے۔

(۲) ہر قسم کی ظاہری پاکیزگی اختیار کی جائے۔

(۳) اخلاق و اعمال اور خیالات کی پاکیزگی اختیار کی جائے۔

(۴) ناجائز نفع اندوزی سے باز رہا جائے۔

(۵) اللہ اور صرف اللہ پر بھروسہ کیا جائے۔

اس ڈراوے کے معنی یہ ہیں کہ چار اخلاق۔ اِخْبات، طہارت، سماحت اور عدالت سے اختیار کیے جائیں۔ ورنہ تباہی پیش آئے گی۔ جو لوگ اس انقلاب کی مخالفت کریں گے، وہ بچ نہیں سکتے۔

قرآن کے انذار کا نتیجہ۔ اس ڈراوے کے اعلان کے بعد دو قسم کے لوگ ہو جائیں گے:۔

(۱) انکار کرنے والے (۲) ماننے والے۔

اب پہلے نہ ماننے والوں کا حال بیان کیا جائے گا اس کے بعد ماننے والوں کی کامیابی کی کیفیت بیان کی جائے گی۔

جو لوگ اس ڈراوے کی مخالفت کرتے ہیں، وہ کئی درجوں کے ہوں گے:۔

(۱) ایک آدمی اُسے سن تو لیتا ہے، لیکن وہ اُسے سمجھتا نہیں اگر اُسے سمجھایا جائے تو مخالفت ترک کر دے گا۔

(۲) دوسرا شخص اُسے سمجھتا ہے مگر دیکھتا ہے کہ اگر میں نے یہ راستہ پکڑا، تو مجھے نقصان پہنچے گا۔ اس لیے وہ پوری کوشش کے ساتھ اس انقلاب کی مخالفت کرتا ہے۔ قرآن اسے کافر قرار دیتا ہے۔ اگلی آیتوں میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔

(۸) فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ (جب بجایا جائے ناقور (کھوکھلی چیز)

(۹) فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ (تو وہ بڑا مشکل دن ہے)

Marfat.com

(۱۰) عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ (منکروں کے لیے آسان نہیں)

قیامت اور انقلاب | مفسرین کرام ان آیات کو قیامت پر لگا کر خاموش ہو گئے ہیں مگر جیسے "المزمل" کی تفسیر میں دکھایا جا چکا ہے، قیامت سے پہلے دنیا میں چھوٹی قیامت آئے گی اور وہ انقلاب کا دن ہوگا چنانچہ حجاز میں وہ دن آیا، تو وہ اُس انقلاب کے مخالفوں کے لیے آسان نہ تھا۔ جب اُن کے لیے موت کا صُور پھونکا گیا۔ تو ابو جہل اور اُس کی جماعت کا جو حال ہوا اُس کا اندازہ بدر کی جنگ سے لگایا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی خندق کی جنگ میں مخالفین میں جس طرح بھاگڑ پڑی اور وہ جس ذلت سے پسپا ہوئے اُس کا اندازہ کچھ وہی لوگ لگا سکتے ہیں، جو اس مصیبت میں مبتلا ہوئے (خدا مسلمانوں کو اس مصیبت سے بچائے)

غرض انقلاب کا وہ دن آنے والا ہے۔ جب تک وہ آئے خدا تعالےٰ پر بھروسہ کر کے پکے ارادے کے ساتھ اپنے اصول پر قائم رہ کر کام کیے جاؤ۔ اور لڑنے بھڑنے کی طرح مت ڈالو۔ کیونکہ تیاری کے دنوں میں لڑنا اس تحریک کے لیے مضر ہوگا +

ان آیتوں کے بین السطور میں یہ صاف نظر آتا ہے کہ وہ دن آنے والا ہے۔ جب اس تحریک کے مخالفین برباد ہو جائیں گے اور ظاہر ہے کہ اُس دن یہ مخالفین مسلمانوں کے ہاتھوں برباد کرائے جائیں گے۔ اسی لیے اس سورت میں پہلے ہی دن سے دبی زبان اور گول مول لفظوں میں آنے والی جنگوں کا ہلکا سا چربہ دکھایا گیا ہے۔ اس فکر کو صاف طور پر اگلے سال نازل ہونے والی سورت — "اَلْمُزَّمِّلُ" — میں بیان کر دیا گیا اور کہہ دیا گیا۔ کہ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (علاوہ بریں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں مصروف قتال ہوں گے)، جنگ اور قتال کے اس فکر کے صاف طور پر بیان کرنے کے لیے آگے چل کر سورۂ انفال اور سورۂ توبہ نازل ہوئیں جن میں جنگ کا کُل قومی قانون کھول کر بیان کر دیا گیا ہے +

کُل قومی پروگرام کے مخالفین

سرمایہ پرستانہ ذہنیت کی چھان بین | قرآن حکیم کا یہ عام طریق بیان ہے، کہ وہ رجعت پسند (Reactionary) مخالفین کی ذہنی کیفیت بیان کرنے کے لیے ایک نمونے کا شخص لے لیتا ہے اور پھر اُس کی ذہنیت کی چھان بین کرتا ہے۔ اگلی آیتوں میں قرآنی انقلاب کی تحریک کے مخالف کی اسی طرح نفسیاتی چھان بین (Psychological Analysis) کرکے دکھائی گئی ہے۔ تاکہ سمجھدار لوگ انقلاب کی حقیقت کو سمجھ جائیں۔ کیونکہ صحیح اور غلط ذہنیت پاس پاس لانے سے انقلاب کی اصل حقیقت اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے۔

(۱۱) ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا (مجھے اور اُسے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا چھوڑ دے)

قرآن کی تحریک کا ایک مخالف ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے ورثے میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ لیاقت میں بھی وہ تنہا ہے۔ وہ اپنے گھرانے میں امیرانہ ٹھاٹھ سے پرورش پاتا ہے، وہ جس قسم کی ذہنیت پیدا کرے گا وہ آگے بیان کی جائے گی، تم اُس کی فی الحال پروا نہ کرو۔ اُسے مجھ پر چھوڑ دو۔

(۱۲) وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا (اور میں نے اُسے پھیلا کر مال دیا)

وہ جوان ہوتا ہے، تو تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت کے کارخانوں کا مالک ہوتا ہے۔ وہ مادی ترقی میں لیاقت سے کام کرتا ہے، تو اُسے خوب مال و دولت حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

(۱۳) وَبَنِينَ شُهُودًا (اور بیٹے جو آنکھوں کے سامنے موجود رہتے ہیں)

اُس کی اولاد اُس کے سامنے رہتی ہے۔ اُس کے کچھ کیرے کھیتوں میں کام کرتے ہیں اور کچھ کارخانوں میں لہو پسینہ ایک کر رہے ہیں۔ یہ چوپال یا کلب روم میں دوستوں کی محفل میں بیٹھا اِدھر اُدھر کی گپوں میں وقت گزارتا ہے +

(۱۴) وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا (اس کے لیے بڑی فراخی پیدا کردی)

اُسے اپنے سرمایے کی بڑھوتری پر اطمینان ہے۔ اگر کسی موقعے پر فصل میں غلہ کم ہوتا ہے، تو کارخانے سے خوب نفع ہوجاتا ہے۔ اس طرح ایک مد کی کمی دوسری مد سے پوری ہوجاتی ہے اور اس کا نفع بڑھتا رہتا ہے +

ایک شخص ہے، جو اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے اور اکیلا وارث ہے دھن دولت والا ہے۔ اولاد والا ہے۔ اُسے بہت سی جگہوں سے آمدنی ہوتی ہے ایسے شخص کی ذہنیت سرمایہ پرستانہ ہوجائے، تو تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ ایسا ہی شخص اپنے قبیلے کا سردار یا برادری کا چودھری بھی بن جایا کرتا ہے +

(۱۵) ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ (پھر وہ لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں)

باوجود اتنے دھن دولت کے وہ ننانوے کے پھیر میں ہے۔ مال و دولت کی اتنی محبت ہے کہ وہ ہر وقت چاہتا ہے، کہ اُس کے سرمایے میں اضافہ ہو اور اُس کا عہدہ بڑھتا رہے۔ یہ اُس کی سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا پورا نقشہ ہے۔ وہ صرف اپنے سرمایے در حقیقت ہی ترقی چاہتا ہے۔ مزدوروں اور کمیروں کی بھلائی کا نام تک نہیں لیتا اور غریب طبقے کو ترقی دینے والی تعلیم کی مخالفت کرتا ہے +

(۱۶) كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا (ہرگز نہیں، وہ تو ہماری آیتوں کا مخالف ہے) +

لیکن ایسے مخالف سرمایہ پرست کو ہرگز بڑھنے نہیں دیا جائے گا، کیونکہ وہ انقلابی پروگرام کا دشمن ہے۔ بلکہ اپنی ارتجاعی جماعت کا لیڈر بن کر اس کل قومی انقلا

Marfat.com

کی تحریک کی مخالفت میں زور لگائے گا۔ لیکن کیا وہ اس انقلاب کے مقابلے میں کامیاب ہوگا، کَلَّا (ہرگز نہیں) کیونکہ یہ اپنے اور اپنی اولاد کے سوا کسی کو لیڈر دیکھ ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ انسانیت کا بھلا اس میں ہے، کہ جو بہتر ہو، وہ انقلاب کا لیڈر رہنے پر۔ یہ انقلاب کس طرح لائے گا؟ یہ تو اپنے ہی دھن دولت کے بڑھانے کی فکر میں ہے۔ انسانیت کی بہتری کے لیے کچھ صرف کرنا جانتا ہی نہیں۔ یہ تو کُل قومی انقلاب (World Revolution) سے مُنہ موڑے ہوئے ہے، جس کے نشانات صاف نظر آرہے ہیں۔

(۱۷) سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (اُسے چڑھواؤں گا سخت چڑھائی)

سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا انجام | ایسا شخص صالح انقلاب کے رہنما (حضرت محمد رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے مقابلے میں کیسے بڑھ سکتا ہے؟ اُس کی ہر ایک ترقی اُلٹی ہے۔ یہ اپنی ارتجاعی پارٹی کے بل بوتے پر نوعِ انسانی کے سب سے بڑے بین الاقوامی لیڈر کو گرا کر اُبھرنا چاہتا ہے، تو یہ ارتجاعی اپنے خیال میں اونچا بھی جا رہا ہو تو حقیقت میں گر رہا ہوگا۔ جتنا زیادہ اونچا جائے گا۔ اتنا ہی زیادہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا اور اُسے مرنے کے بعد جہنم میں اس اُلٹی چڑھائی کی مشق کرنی ہوگی۔ وہ جہنم میں ایک پہاڑی پر چڑھے گا، لیکن اس کے پاؤں ترقی کی طرف نہیں جائیں گے، بلکہ اوپر چڑھ کر پھر گرتا جائے گا۔ مگر اپنے ذہن میں خیال کرے گا کہ میں چڑھ رہا ہوں۔ وہ جہنم میں اس خیالی غلطی میں مبتلا رہے گا اور چڑھنے اور گرنے کی مصیبت میں پھنسا رہے گا +

(۱۸) اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (اُس نے سوچا اور دل میں اندازہ لگایا)

مخالفانہ جانچ پڑتال | انقلاب کا یہ مخالف حضرت نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تحریک کے متعلق سوچتا ہے اور دل میں اندازہ لگاتا ہے کہ یہ تحریک کن کن منزلوں میں سے گزرے گی اور کہاں تک ترقی کر سکے گی +

(۱۹) فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (کم بخت نے کیا اندازہ لگایا)۔

اس ارتجاعی نے اس انقلابی تحریک کے متعلق اندازہ لگایا۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ عرب کے چند قبیلوں میں وقتی ہیجان پیدا کر کے ختم ہو جائے گی، لیکن اُسے نہیں معلوم کہ یہ صرف چند قبیلوں کی یا قومی تحریک نہیں بلکہ ایک کُل قومی تحریک ہے۔

(۲۰) ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (خدا غارت کرے! کیا سوچا اُس نے)

اُس نے اِس تحریک کے متعلق بہت ہی غلط اندازہ لگایا اور اپنی اس غلطی کی وجہ سے اس دنیاوی زندگی میں اور پھر اُس کے دوسرے حصے — مرنے کے بعد کی زندگی میں — ناکام ہوگا۔ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (سورۂ بنی اسرائیل: ۲۰) (جو اس دنیا میں اندھا رہا۔ وہ دوسری زندگی میں بھی اندھا ہی اُٹھے گا) اور ناکام اور نامراد رہے گا۔ اس کی ارتجاعی تحریک ناکام رہے گی اور وہ تباہ ہو جائے گا۔

(۲۱) ثُمَّ نَظَرَ (اُس نے پھر نگاہ ڈالی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی تحریک کا اندازہ لگانے کے بعد وہ پھر غور سے دیکھتا ہے، کہ آیا اس تحریک کا کوئی پہلو میری نظر سے مخفی تو نہیں رہ گیا؟

(۲۲) ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (پھر اُس نے تیوری چڑھائی اور ترش رو ہُوا)

وہ اس انقلابی تحریک کے ساز و سامان (ظاہری ضعف اور سرمایے کی کمی) کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے تیوری چڑھاتا ہے (عَبَسَ) اور جس طرح شروع شروع میں ہر انقلابی تحریک پر لوگ ناک بھوں چڑھایا کرتے ہیں، یہ بھی اس تحریک پر ناک بھوں چڑھاتا ہے (بَسَرَ)

(۲۳) ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا)

پھر اس تحریک کو کمزور سمجھ کر منہ موڑ لیتا ہے اور اپنے ارتجاعی پروگرام کی کامیابی کے خیال سے پھولا نہیں سماتا۔ (اِسْتَكْبَرَ)

Marfat.com

(۲۴) فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (پھر بولا اور کچھ نہیں، یہ جادو ہے، جو چلا آتا ہے)

مخالفانہ پروپیگنڈہ اب وہ اس انقلابی تحریک کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیتا ہے اور جو لوگ اس تحریک کے پروگرام کو مان کر اس نئی پارٹی میں شامل ہو رہے ہیں، اُن کے متعلق کہتا پھرتا ہے کہ ان لوگوں پر تو جادو کر دیا گیا ہے یہ تحریک چونکہ عوام کو اٹھانا چاہتی ہے اس لیے عام لوگ ہی اس میں زیادہ تر شامل ہوتے ہیں اُن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ غریب لوگ اس جادو میں پھنسے ہوتے ہیں کہ ہمارا آنے والا زمانہ بہت شاندار ہے (ہر زمانے میں انقلابی تحریک کے خلاف طرح طرح کے نعرے (Slogans) اُٹھتے ہی رہتے ہیں)

(۲۵) اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (اور کچھ نہیں یہ ایک انسان کی بنائی ہوئی بات ہے)۔

وہ اس انقلابی پروگرام کے خلاف یہ بھی کہتا پھرتا ہے کہ یہ پروگرام الہامی تھوڑا ہی ہے، جو انسانیت کے لیے مستقل طور پر فائدہ مند ہو۔ اس کے پیچھے خدائی امداد بھی نہیں ہے، کہ یہ ضرور کامیاب ہو۔ بلکہ یہ تو اس انسان (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود اپنا بنایا ہوا پروگرام ہے، جو اس شخص اور اس کے خاندان ہی کے کام آئے گا۔ یعنی یہ شخص اپنے یا زیادہ سے زیادہ اپنے خاندان کے حق میں انقلاب پیدا کر کے بیٹھ جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ عوام کو اس تحریک سے الگ کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اسے عام انسانیت کی تحریک سمجھ کر اس کے ساتھ نہ لگ جائیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ اس انسان کا بنایا ہوا پروگرام ہے۔ اس قسم کا ہم بھی بنا سکتے ہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعوے کرتے ہیں کہ اُن کی دعوت تمام دنیا

میں پھیل جائے گی اور اُن سب پر غالب آجائے گی اور اس دعوت کی سچائی کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ خدا کی جانب سے ہے۔ لیکن مخالفین اس تحریک کو ایک عام وقتی تحریک کے طور پر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عام بات ہے، ایسی تحریکیں اٹھا ہی کرتی ہیں۔ ہم بھی اس قسم کا پروگرام بنا سکتے ہیں۔ یہ مخالف جب اس دنیا سے کوچ کرے گا، تو سیدھا جہنم میں ڈالا جائے گا۔

(۲۶) سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ (عنقریب اُسے آگ میں ڈالوں گا)۔

ارتجاع کا انجام۔ اس ارتجاعی (ری ایکشنری) کے لیے اس ظلم اور بد اخلاقی کی آگ سے بچنا ناممکن ہے، جو وہ اپنے لیے پیدا کر رہا ہے۔ وہ اس میں ڈالا جائے گا۔ ایسے ہی انقلاب لانے والی پارٹی اسے دنیا میں سزا دے گی۔ وہ زندہ رہا تو اُن کے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا۔

(۲۷) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ (اور تو کیا سمجھے کہ آگ کیسی ہے؟)

انسان ابھی اس جہنم کی حقیقت سے واقف نہیں۔

(۲۸) لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ (وہ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے)۔

یہ آگ رجعت پسندوں کو نہ تو میدانِ مقابلہ ہی میں رہنے دے گی اور نہ آئندہ زندگی میں اُن کا پیچھا چھوڑے گی۔

(۲۹) لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ (جھلس دینے والی آدمی کو)

جہنم کی حقیقت۔ یہ جہنم جس میں سرمایہ پرست ڈالا جائے گا، عجیب مقام ہے۔ اس کی حقیقت سے انسان ابھی اچھی طرح واقف نہیں ہے۔ اس میں جس آگ سے واسطہ پڑے گا، وہ انسان اپنے ساتھ اس دنیا سے لے جاتا ہے۔ جس طرح انسانی بدن کے اندر صفرا، سودا، بلغم اور خون چار خلطیں ہیں اور ان کی خرابی (مثلاً) سے بدن کے اندر حرارت پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان کا جسم جھلسا جاتا ہے، اسی طرح انسان کے نسمہ (Nesmic Body)

Marfat.com

ہیں جو اس مادی جسم کے اندر پرورش پا رہا ہے۔ انسان کے بُرے خُلقوں اور بُرے عملوں کے نتیجے جمع ہو رہے ہیں۔ وہ مختلف قسم کے "زہریلے مادّے" ہیں جو انسان کے بدن میں اکٹھے ہو رہے ہیں، جب یہ انسان جہنم میں جائے گا وہاں وہ خاص خاص قسم کی "آگ" کے ذخیروں کے پاس سے گزرے گا، تو جس قسم کا زہر جس قسم کی "آگ" سے اثر لے سکتا ہے۔ اس قسم کی آگ سے اثر لے کر اندر ہی اندر بھڑک اُٹھے گا اور اُس کی اندرونی جلن کا اثر اُس کے نسمے پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ سورۂ ھُمَزَۃ (۱۰۴) میں اس آگ کی طرف ان لفظوں میں اشارہ کیا گیا ہے:۔

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ (اللہ کی جلائی ہوئی آگ جو دلوں کو جھانکتی ہے۔ بیشک اُنہیں اس میں موند دیا ہے لمبے لمبے ستونوں میں)

یہ وہ خوفناک حالت ہوگی، جس سے بچنے کے لیے انسان سب کچھ کرنے کو تیار ہوگا، لیکن وہاں کچھ نہ بن سکے گا اور اُسے اپنے کیے کی پوری پوری سزا بُھگتنی پڑے گی اور جس طرح انسانی بدن کے اندر سے سارا زہر خارج ہوئے بغیر صحت حاصل نہیں ہو سکتی، ویسے ہی انسانی نسمے میں سے زہریلے اخلاق کے خارج ہوئے بنا روحانی صحت حاصل نہ ہو سکے گی۔

پس انسانیت کی عام بھلائیوں کے مخالفین کے لیے انسانیت کے قوانین کی خلاف ورزی کرنا معمولی بات نہیں۔ جو لوگ فطرتِ انسانی کی خلاف ورزی کریں گے اُنہیں یہ آگ جلاتی رہے گی۔

(۳۰) عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (اس پر اُنیس ہیں)

Marfat.com

ایک نفسیاتی نکتہ انسان کی روح میں اُنیس[1] مرکز ہیں، جن کے ذریعے سے وہ اپنی تکمیل کرتی ہے۔ جو لوگ روحانی راستے طے کرتے ہیں، وہ اُنہیں خوب جانتے ہیں۔ ان اُنیس[19] مرکزوں کے مطابق جہنم میں بھی اصلاح کے اُنیس[19] مرکز ہیں اور ہر ایک مرکز کا ایک جدا گانہ "محکمہ" سمجھنا چاہیے۔ ہر روحانی "مرکز" کی خرابی کی جداگانہ سزا ہوگی۔

(۳۱) (ا) وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً (اور ہم نے دوزخ کے جو داروغے رکھے ہیں، وہ فرشتے ہیں)۔

اس "آگ" کے جو اُنیس[19] مہتمم ہیں، وہ انسان نہیں فرشتے ہیں جن کی قوت کا یہ مخالفین انقلاب اندازہ نہیں لگا رہے۔ چنانچہ پہلی ہی آگ جو بدر کے مقام پر بھڑکی، اُس میں انسانوں کے ساتھ ساتھ فرشتوں کی مثالی قوتوں نے بھی مخالفین انقلاب کو فنا کر کے رکھ دیا۔

(ب) وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور ان کی جو گنتی رکھی ہے، تو وہ ان منکروں کے جانچنے کے لیے ہے)

اس تعداد کا ذکر منکرین کی سمجھ کے امتحان کے لیے ہے کہ آیا وہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر اس سے ڈرتے ہیں اور تحریکِ انقلاب کو قبول کرتے ہیں یا مذاق اُڑا کر عذاب کے حقدار بنتے ہیں۔

---

[1] اُنیس مرکز یہ ہیں:- (۱-۵) ظاہری پانچوں حواس (۶-۱۰) اندرونی پانچوں حواس یعنی حس مشترک، واہمہ، متخیلہ، حافظہ اور قوتِ متحرکہ (۱۱) قلب (۱۲) قوتِ مدرکہ (۱۳) سِر یعنی قلب اور عقل کے بطن (۱۴) روح (۱۵) خفی یعنی بطن السر (۱۶) اخفیٰ یعنی بطن الخفی (۱۷) انانیتِ کبریٰ (۱۸) نور القدس (۱۹) الحجر البحت یعنی انانیتِ کبریٰ اور نور القدس کا بطن جو تجلی الٰہی کا نمونہ ہے ان کی تفصیل کے لیے حجۃ الاسلام امام ولی اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

Marfat.com

(ج) لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (تاکہ وہ لوگ جنہیں کتاب مل چکی ہے، یقین حاصل کریں)

لیکن یہ تورات اور انجیل کو ماننے والی جماعت اور ایسے ہی ہر وہ جماعت جس میں الہامی علوم پائے جاتے ہیں، جن میں مثالی قوتوں کا ذکر آتا ہے اور ایسے ہی وہ لوگ جو اس انقلابی تحریک کو دل سے مان چکے ہیں، اُن کی عقل اور سمجھ اس کی تائید کرتی ہے۔ وہ بھی اس کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ ہندو فلاسفی اور ایرانی حکمت میں بھی ان قوتوں کی طرف اشارے موجود ہیں +

(د) وَّيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا (اور جو لوگ اب نئی شریعت پر ایمان لا چکے ہیں، وہ اپنے یقین میں بڑھیں) +

اور یہ حکیمانہ اشارے قرآن حکیم کے انقلابی پروگرام پر ایمان کے بڑھانے کا سبب بنیں گے اور انہیں اپنے پروگرام کی کامیابی کا اور بھی پکا یقین ہو جائے گا +

(ہ) وَلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (اور وہ لوگ جنہیں کتاب دی جا چکی ہے اور وہ لوگ جو اب (اس شریعت پر) ایمان لا چکے ہیں، وہ کسی شک میں نہ پڑیں) +

پہلی کتابی جماعت کے صحیح علموں کے مالکوں اور اسی نئی انقلابی جماعت والوں کے دلوں میں اس انقلاب کے ان نتیجوں کے متعلق جو یہاں نکلنے والے ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی میں نکلنے والے ہیں، کوئی شک اور شبہ نہیں ہو سکتا۔ اہل کتاب ایک انقلابی لیڈر ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام ـــــ کی رہنمائی کے نتائج دیکھ چکے ہیں اور اہل عرب ـــــ اُمّی گروہ ـــــ جو اس رسولِ انقلاب کے پیرو بن رہے ہیں، وہ بھی اس پروگرام کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رکھتے +

(و) وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ ۔

Marfat.com

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا ۔ (اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو لوگ منکر ہیں، وہ کہیں کہ اس تمثیل کے بیان کرنے سے اللہ کا کیا منشا ہے ؟)

اس کے برخلاف ایک تو وہ لوگ ہیں، جنہیں انقلابی پروگرام کی کامیابی کا پورا پورا یقین نہیں ہے اور اُن کے دلوں میں اس کی بڑھتی ہوئی کامیابی کو دیکھ کر حسد کی بیماری پیدا ہوگئی ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں، جو اس پروگرام کے کھلم کھلا دشمن ہیں کیونکہ یہ پروگرام اُن کے خاص فائدوں کا مخالف ہے۔ یہ دونوں قسم کے لوگ اس انقلابی پروگرام میں کمزوری ثابت کرنے کے لیے اعتراض کرتے ہیں کہ اس انیس کے عدد کے تمثیلی بیان سے کیا غرض ہے ؟ حالانکہ انہیں کم سے کم اتنی موٹی سی بات تو معلوم ہونی چاہیے کہ ہمارے عقیدوں اور عملوں کی برائیوں کے مطابق جہنم میں اُن کے علاج کا انتظام ہونا چاہیے اور جب خدا تعالےٰ انہیں بتاتا ہے کہ جہنم میں علاج کے انیس قسم کے محکمے موجود ہیں، تو انہیں یقین آجانا چاہیے کہ یہ درست ہے۔ لیکن یہ مخالفین چونکہ انقلابی ذہنیت نہیں رکھتے۔ اس لیے سوسائٹی کی درستی کا فکر اُن کے ذہنوں میں آتا ہی نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ سوسائٹی کی درستی کی طرف جھکتے ہی نہیں اور جو لوگ اس میں انقلاب برپا کرنے کے لیے جان اور مال کی قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں، یہ اُن کے خلاف لڑنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں +

(ح) کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ یَّشَآءُ (یوں اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے)

یہ لوگ رستہ بھول گئے ہیں یعنی انسانیت کی ترقی کی تدبیریں سوچنے کے بجائے ادھر اُدھر کی باتوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے، اُن کی بے عقلی کا اُن کی اس غفلت کے سبب سے خدا تعالیٰ اب انہیں نئی حکمت نہیں دے گا ؛

Marfat.com

قرآن کی انقلابی تعلیم سب کے لیے کھلی ہے۔ ہر قوم اسے قبول کر کے اپنی حالت سنوار سکتی ہے۔ لیکن جو شخص اس انقلاب میں حصہ نہ لینا چاہے اور اُنیس بیس کی کج بحثیوں میں پڑ جائے، خدا اُسے اور روشنی نہیں دینا چاہتا۔ جو روشنی دی گئی ہے، اُسے استعمال کر کے جو شخص سیدھے راستے پر چل نکلتا ہے، اُس کے لیے آگے راستہ دکھانے کا سامان بہم پہنچا دیا جائے گا، نہیں تو وہ ایک گمراہی سے دوسری گمراہی کی طرف نکلتا چلا جائے گا اور رفتہ رفتہ منزل مقصود سے بہت دُور جا پڑے گا۔

(ط) وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (اور جسے چاہتا ہے راہ دیتا ہے)

جو لوگ اس انقلابی پروگرام کو قبول کر لیں گے، اللہ تعالےٰ ان کی اور مدد کرے گا۔ چنانچہ ایک اور جگہ فرما رہا ہے:-

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو لوگ ہماری طرف آنے کے لیے کوشش کریں گے، ہم اُنہیں اس طرف چلنے کے لیے کئی راستے کھول دیں گے) (۲۹ : ۶۹)

یعنی جب کوئی انسان خدا تعالےٰ کی طرف چل کھڑا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی حکمت اُس کی مدد کرتی رہتی ہے اور جہاں اُس کے راستے میں کوئی پتھر آ جاتا ہے، اُس کے ہٹانے یا اُس کے اِدھر اُدھر سے ہو کر گزر جانے کی راہ سُجھا دیتی ہے اور وہ علم اور عمل کی روشنی میں برابر چلتا رہتا ہے اور ہر مشکل سے بچ نکلنے کے لیے راستے نکالتا رہتا ہے۔ اس طرح قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم اپنے ماننے والوں کی رہنمائی کا باعث بنتی رہتی ہے۔

(ی) وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (اور تیرے رب کے لشکروں کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔

کل قومی پروگرام کے مخالفین

یہ لوگ خواہ مخواہ اُنیس کے گورکھ دھندے میں پھنس کر رہ گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اُنیس تو بڑے منتظم ہیں - اُن کے علاوہ خدا تعالےٰ کے لشکروں کی تعداد اس قدر ہے کہ اُسے اُس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا - فرشتوں کی کل تعداد ان گنت ہے اور یہ سب طاقتیں اس پیغمبر انقلاب کی تائید میں ہیں ۔

دیا، وَمَا هِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ (اور وہ تو انسانوں کے لیے یاد دہانی ہے)

انسان اپنی زندگی کو زمانے سے علیحدہ نہیں کر سکتا - اگر وہ زندگی چاہتا ہے، تو زمانے کا پابند ہو کر رہنا پڑے گا - زمانے کے ساتھ وابستگی اس پر کون سے فرائض عائد کرتی ہے ؟ نبی کی تعلیم یاد دلاتی ہے کہ انسان پر زمانے کی روح کے مطابق انقلاب میں حصہ لینے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے - کتاب الہیہ اُسے یاد دلاتی ہیں کہ دیکھو اپنی فطرت مت بھولو فرد کا ذرا سا تغافل اُسے موت میں مبتلا کر دیتا ہے ۔

آج زمانہ ہم سے ایک نئی قسم کے اجتماع (Society) کا مطالبہ کرتا ہے - وہ یہ کہ ہر فرد سوچ سمجھ کر اپنی ذمہ داری پر انقلاب میں حصہ لے ہم پرانے زمانے کو لیے بیٹھے ہیں ، جب ایک آدمی سینکڑوں افراد پر حکومت کرتا تھا - اب زمانہ چاہتا ہے کہ افراد خود فیصلہ کر کے آگے بڑھیں اور مل کر کام کریں - جو لوگ زمانے کی اس آواز کو نہیں سنیں گے ، وہ برباد ہو جائیں گے قرآن حکیم کی دعوت پہلے ان ہی کو اس قسم کی یاد دہانی کراتی ہے چنانچہ وہ ہر مسلمان کے لیے قرآن کا سمجھ کر پڑھنا ضروری قرار دیتا ہے - غرض قرآن ہر ایک مسلمان کی بے سمجھی کی زندگی کو غلط قرار دیتا ہے اور یہی تقاضا آج کے زمانے کا ہے ۔

Marfat.com

آگے بڑھنے کی دعوت

(۳۲) کَلَّا (ہرگز نہیں)

ارتجاع غالب نہیں آسکتا یہ سرمایہ پرست جو قرآنی انقلاب کی مخالفت کرتا ہے۔
خیال کرتا ہے کہ اس کا مسلک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک پر
غالب آئے گا، وہ اس پہ اینٹھ رہا ہے (اِسْتَکْبَرَ) یہ اس نے غلط سمجھا، ایسا ہرگز
نہیں ہوسکتا اور نہ ہوگا (کَلَّا)۔

وَالْقَمَرِ (قسم ہے چاند کی)

انقلاب کی پہلی منزل، عرب پر قبضہ قرآنی انقلاب کی تدریجی ترقی کو قمر کی روشنی کے بڑھنے پر قیاس کرنا چاہیے۔ یہ پروگرام مختلف منزلوں میں سے گزر کر پہلے
تو عرب میں ہلال سے بادر بن کر چمکے گا اور عرب قوم کی کل قومی انقلاب کی سنٹرل
کمیٹی (Central Committee) بنا دے گا۔

(۳۳) وَاللَّیْلِ اِذْ اَدْبَرَ (اور رات کی جب وہ پیٹھ پھیرلے)

پھر یہ چاند رات گزر جائے گی، یعنی قومی انقلاب مکمل ہو جائے گا۔

(۳۴) وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ (اور صبح کی جب وہ روشن ہوجائے گی)

کل قومی منزل اور اس کے بعد اس عرب پارٹی کی کوششوں سے کل قومی انقلاب
کی صبح نمودار ہوگی۔

(۳۵) اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ (یہ واقعہ تاریخ انسانی کے عظیم الشان واقعات میں سے ہے
رفتہ رفتہ آفتاب عالمتاب کی نیند توڑنے والی اور جگانے والی روشنی کی طرح

larfat.com

یہ عالمگیر انقلاب بھی ساری انسانیت کو جگا دے گا اور ہر چھوٹا بڑا اس سے فیضیاب ہوگا۔ یہ انسانیت گیر انقلاب کوئی معمولی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ تاریخ انسانی کے عظیم الشان انقلابوں میں سے کامیاب ترین انقلاب ہے +

تاریخ گواہ ہے، کہ انقلاب کا آغاز پہلے عرب میں ہؤا۔ قریش کی کامیابی سے عرب اس انقلاب میں شامل ہوگئے اور سارے عرب مل کر کُل قومی انقلاب کی ایک منزل کے لیڈر رہے +

(۳۶) نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ (یہ نوع انسان کو ڈرانے والا ہے)

مخالفین کو جنگ میں سزا ملے گی | یہ کُل قومی انقلاب کا پروگرام زمین کے کسی خاص حصے یا کسی خاص قوم کے لیے نہیں ہے کہ وہ ملک اس کے ذریعے سے اپنا تفوق قائم کرکے دوسرے ملکوں یا قوموں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھانا شروع کردے۔ بلکہ یہ انقلابی تعلیم ساری نوع انسانی کے لیے ہے اور جو انقلاب اس کے مطابق پیدا کیا جائے اُس میں تمام ماننے والے انسانوں کے فائدے محفوظ رہنے چاہییں اور جو اسے نہ سمجھیں اُن کے ساتھ بھی انصاف سے کام لیا جائے۔ اس لیے ہر زمانے اور ہر ملک کے خودغرض ظالم حکمرانوں کو اس انقلابی تعلیم سے ڈرنا چاہیے اور اپنے آپ کو اس کے نیچے لے آنا چاہیے۔ تاکہ وہ انقلاب کے دنیاوی خطرناک نتائج اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں +

اس آیت میں آنے والی جنگوں کی طرف نہایت لطیف اشارہ ڈراوے کی شکل میں موجود ہے، جو اس تعلیم کے انقلابی ہونے کی بیّن دلیل ہے +

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان | چنانچہ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہؤا کہ اپنے خاندان والوں کو اس آنے والے انقلاب کے نتائج سے ڈرائیں تو آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے۔

فہتف یاصباحاہ! فتالوا من ھذا؟ فاجتمعوا الیہ، وقال

"اَرَاَیتُمْ اِنْ اخبرتُکمْ اَنّ خیلاً تخرج من صفح ھذا
الجبل اکنتُمْ مصدّقیّ"؟ قالوا "ماجربنا علیك کذباً"
فقال "اِنّی نذیرٌ بین یدی عذابٍ شدید"

"آپ نے بلند آواز سے فرمایا:۔یا صباحاہٗ (فریاد! فریاد!) لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ کون ہے؟ خیر پھر سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، تو آپ نے فرمایا "سنتے ہو۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کی جانب سے ایک لشکر نکلے گا، تو کیا تم میری بات سچ مان لو گے"؟ سب نے کہا ہم نے آج تک تجھے جھوٹ بولتے نہ سُنا نہ دیکھا"۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ "تو میں تمہیں آنے والے خوفناک عذاب سے ڈراتا ہوں"۔

جن لوگوں نے "آنے والے خوفناک عذاب" سے بچنا چاہا، وہ آپ کی جماعت میں شامل ہو گئے اور جو اس میں شامل نہ ہوئے، وہ اس عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے اور دوسری زندگی میں اس عذاب کے زیادہ شدید تسلسل میں جا پھنسے +

(۳۷) لِمَنْ شَآءَ مِنْکُمْ اَنْ یَّتَقَدَّمَ اَوْ یَتَاَخَّرَ (اب یہ تم میں سے ہر ایک کے اپنے لیے ہے کہ وہ آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے)

انقلاب میں آگے بڑھو اب یہ فیصلہ خود تمہیں کرنا ہے، کہ تم اس انقلاب کی پہلی صف میں جگہ لینا چاہتے ہو، یا پیچھے رہنے والوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ یہ فیصلہ انسان کو اپنی رائے سے کرنا چاہیے۔ جو شخص اپنی رائے سے انقلابی نہیں بنتا، وہ انقلابی نہیں کہلا سکتا۔ انقلاب سمجھنے کے لیے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ اس انقلاب کی پہلی صف میں جگہ لیں گے، انہیں طرح طرح کی تکلیفیں آئیں گی لیکن آخر کار وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن جو اس تحریک میں حصہ لینے میں پیچھے رہ جائیں گے، وہ شکست کھا کر خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ (۸۵:۲) کے مصداق بھی بن گے [یعنی دنیاوی زندگی میں سخت ذلّت (غلامی) کا عذاب

اور مرنے کے بعد کی زندگی میں اُس سے بھی زیادہ شدّت کا عذاب] چنانچہ جن لوگوں نے آگے بڑھ کر کام کیا، اُن میں سے صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضیٰؓ اور حضرت حمزہؓ اور صہیب رومیؓ ہیں۔ ان کی کامیابی روز روشن کی طرح ظاہر ہے اور جو پیچھے رہے ان میں سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ ہیں، جو دنیا سے ناکام گئے اور مرنے کے بعد ان کی یہ ناکامی اور اُن کے دیگر مظالم ساتھ گئے جنہوں نے اُن کے لیے جہنم کا مکمل عذاب پیدا کر دیا ہے۔

آگے بڑھنے والوں اور پیچھے رہنے والوں کا تذکرہ ۴۸ تک چلا گیا ہے۔ سب سے پہلے آیت ۳۸ میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے۔

(۳۸) كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (ہر ایک جاندار اپنے کیے میں پھنسا ہے)

پیچھے رہنے والے برباد کر دیے جائیں گے

انسان کی ساخت ایسی ہے، کہ جو کام کرتا ہے اُس کی پوری جوابدہی کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پس جو شخص پیچھے رہے گا اُسے اپنی غلطی کا بدلہ بھگتنا پڑے گا۔ اُس کی یہ رجعت پسندی اور انقلاب دشمنی اس کے نفس پر ایسی چھا جائے گی، کہ وہ اپنی اس ذہنیت کے نتیجوں سے کبھی چھٹکارا نہ پا سکے گا۔

خدا تعالے نے انسان کو جو قوتیں عطا فرمائی ہیں، وہ اس لیے ہیں، کہ انہیں ان کی فطرت کے مطابق کام میں لا کر چلا دی جائے۔ جو شخص ان قوتوں کو چلا نہیں دیتا بلکہ غلط کاریوں کے نیچے دبا کر صالح ترقی سے روکتا ہے، اُسے اُس کا نقصان پورا کرنا ہوگا اور عذاب برداشت کرنا ہوگا۔ اس کے بُرے کام بے نتیجہ نہ رہیں گے۔

انسان کے اعمال کس طرح محفوظ رہتے ہیں؟ امام ولی اللہ کا نظریہ

امام ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ:
اعلم ان الاعمال التی یقصدھا الانسان قصدًا مؤکدًا او الاخلاق التی ھی راسخۃٌ فیہ تنبعثُ من اصل النفس الناطقۃ ثم تعود الیھا ثم تتشبث بذیلھا وتحصی علیھا (حجۃ اللہ البالغۃ)

(یعنی واضح رہے کہ جس قدر کام انسان اپنے پختہ ارادے سے کرتا ہے اور جس قدر اخلاق انسان میں پختہ ہو جاتے ہیں، اُن کا بیج پہلے تو انسانی روح میں سے نکلتا ہے اور پھر پھیلنے کے بعد انسانی روح ہی کی طرف واپس آ جاتا ہے (چونکہ نکلنے کے وقت وہ بیج چھوٹا ہوتا ہے اور واپس ہونے تک وہ پھیل چکا ہوتا ہے اس لیے وہ واپسی میں روح کے دامن سے چمٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ لگ جاتا ہے" گویا ہر شخص کے اعمال اُس کے نسمے میں محفوظ رہتے ہیں اور مرنے کے بعد جب مادّی بدن اُتر جائے گا، تو اُس کے اعمال نہایت صاف شکل میں اُسے محسوس ہونے لگ جائیں گے۔ پس ہر شخص کو اس انقلاب کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے قویٰ کو فطری ترقی دے سکے اور ایسی سوسائٹی پیدا کر سکے، جس میں رہ کر وہ اچھے اعمال اپنے نسمے کے اندر جمع کرلے +

اب ان لوگوں کا ذکر آتا ہے، جنہوں نے آگے بڑھ کر کام کیا +

اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ (سوائے ان کے جو دائیں طرف والے ہیں) +

انقلاب کے پیشرو | جو لوگ دنیا میں قرآن حکیم کا انقلاب برپا کرنے میں، آگے بڑھتے ہیں، وہ تو کامیاب ہوتے ہی ہیں، اُن کے علاوہ اُن کے دائیں ہاتھ بننے والے ساتھی بھی پھنسے نہیں رہتے، وہ بھی کامیاب ہوتے ہیں اور کامیابی کی سند اپنے دائیں ہاتھ میں پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کا حق ادا کیا، یعنی اللہ نے جو قوتیں عطا کی تھیں، اُنہیں حق کی راہ میں پوری طرح استعمال کیا +

ان کے مقابلے میں ایک جماعت اصحاب شمال کی ہے، جو ناکام رہتی ہے +

ان آگے بڑھنے والوں اور دائیں ہاتھ والوں کی کامیابی کا بھید معلوم کرنا ہو تو ان ناکام بننے والوں کی ناکامی کے اسباب خود ان کی زبانی سُن لیں، تاکہ کامیاب انقلابی پروگرام کی مدات واضح ہو جائیں جو لوگ پیچھے رہ گئے، اُن کا تذکرہ آگے ۴۲ تک آتا ہے +

کُل قومی پروگرام کیا ہے؟

(۴۰) فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ (وہ باغات میں پوچھتے ہیں)

(۴۱) عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ (مجرموں سے)

ارتجاع کا نفسیاتی تجزیہ دائیں ہاتھ والے جنت میں پہنچ جاتے ہیں اور مصیبتوں سے نجات پالیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ غور کرتے ہیں کہ یہ جو لوگ عذاب میں مبتلا ہیں۔ وہ کیوں عذاب میں مبتلا ہیں؟ چنانچہ وہ جہنمیوں سے اُن کی ناکامی کے اسباب دریافت کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ:

(۴۲) مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ؟ (تمہیں اس دوزخ میں کس چیز نے لا ڈالا؟)

تم اس ناکامی کے عذاب میں کس وجہ سے مبتلا ہوئے؟ کچھ سمجھے بھی؟ اس عذاب کو دیکھ کر جس کی خبر تمہیں پہلے دی گئی تھی۔ اب تو سمجھ آگئی ہوگی؟

فائدہ: جس مجرم کو اُس کی سزا ملنے کے وقت یہ علم نہ ہو کہ اُسے کس جرم میں سزا مل رہی ہے، اُسے اُس سزا سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ جہنم میں پہنچ کر مجرم خود ہی جان لیں گے کہ انہیں کس کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ سزا اور جرم میں خاص مناسبت ہوتی ہے چنانچہ مجرم اپنے جرائم آپ بتاتے ہیں کہ:

(۴۳) قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (وہ کہنے لگے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے)

(۱) اللہ کے ساتھ تعلق کی ضرورت وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے یعنی انسانی بھلائی کے اُس پروگرام پر عمل نہ کرتے تھے جو اتحادِ فکر، اجتماعیت اور مساوات وغیرہ بیسیوں بھلائیاں سکھاتا ہے اور جس کا انتہائی مقام اللہ کے ساتھ تعلق ہے۔

یاد رہے کہ انسان کے قلب میں خدا شناسی کی جو قوت چھپی ہوئی ہے، جب اُسے نماز ترقی دیتی ہے، تو انسان کے اندر ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے، کہ گویا اس آئینے میں خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یہ تجلّی جو اُسے اپنے قلب میں نظر آتی ہے انسانِ کبیر ــــ امامِ نوعِ انسانی ــــ کے قلب کی تجلی کا پَرتو ہوتی ہے۔ یہاں تک ترقی کر جانے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان انسانیت کے تقاضوں کو خدا کا حکم اور اپنے آپ کو خدا کے کمزور اور مسکین بندوں کا خادم سمجھنے لگ جاتا ہے۔ جسے کسی دوسرے بندے کے حقوق چھیننے کا کوئی حق نہیں ہے اب وہ ہر وقت خدمتِ انسانیت کے لیے تیار رہتا ہے اور اسے خدا کی عبادت کا جزو جانتا ہے۔

اس کی مزید کیفیت سورۂ ماعون میں بیان کی گئی ہے۔ جہاں فرمایا:۔
فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ (یعنی جو لوگ اپنے یتیم اور بے کس مسکین ہمسایہ کو (جن کا ذکر ماعون کی ابتدائی آیتوں میں آیا ہے)، برتنے کی چیز بھی نہیں دیتے ــــ مفت نہیں کہ یہ تو بہت دور کی بات ہے، بلکہ اُدھار ــــ وہ اپنی صلوٰۃ (تعلق باللہ) کے مقصد سے غافل ہیں۔ اس لیے اب جو وہ نماز پڑھتے ہیں، یہ محض دکھاوے کی نماز ہے۔ ایسے نمازیوں پر افسوس ہے)۔

(۴۴) وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ (اور ہم کسی مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے)

(۲) مسکینوں کی تنظیم کی ضرورت: جب ہم اپنے نفس کی ضرورت ــ تعلق باللہ ــ کو بھلا بیٹھے، تو پھر دوسروں کی ضرورت کا بھی احساس ہم میں مُردہ ہو گیا۔ نماز کے ذریعے سے اپنے خالق کے ساتھ تعلق نہ جوڑا، خدمتِ خلق کا جذبہ اپنے اندر پیدا

ان دونوں آیتوں کے مضمون ــــ نماز اور مسکین کو کھلانا ــــ کو قرآن حکیم میں أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ کے جملے کے ذریعے سے سینکڑوں مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ (مرتب)

Marfat.com

نہ کیا، دوسروں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کرنے کی کوشش نہ کی اور عام لوگوں کی مادّی اور عقلی ضرورتیں پوری کرنے کا جتنا سامان ہم کر سکتے تھے، وہ نہ کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اس عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

مسکینوں کی معاشی ضرورتیں پوری کرنے پر اس لیے زور دیا جاتا ہے کہ ان ضرورتوں کا پورا ہونا یا نہ ہونا انسان کے اخلاق و اعمال پر نہایت شدت سے اثر ڈالتا ہے۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں کہ:-

اعلم ان الخواطر التی یجدھا الانسان فی نفسہ وتبعثہ علی العمل بوجبھا لاجرم ان لھا اسبابا ...... ومنھا مزاجہ الطبیعی المتغیر بسبب التدبیر المحیط بہ من الاکل والشرب ونحو ذلک (حجۃ اللہ ج ۱ ص ۲۷)

(یعنی تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ افکار جو انسان اپنے نفس کے اندر اٹھتے پاتا ہے اور جو اس کے ہر ایک عمل کا سبب بن کر اس پر اثر انداز ہوتے ان کے بھی ناگزیر طور پر اسباب ہوتے ہیں ... اور ان اسباب میں سے (دوسرا اہم ترین) سبب انسان کا طبیعی مزاج ہے جو کھانے پینے وغیرہ کے نظام کے سبب سے، جو انسان کے گرد محیط ہے، ہر دم تغیر پذیر رہتا ہے)

مسکینوں کو کھانا کھلانے کے معنی یہ نہیں کہ بھک منگے پیدا کیے جائیں، بلکہ یہ کہ بیکار لوگوں کو تعلیم، کام اور کام کے ذرائع بہم پہنچا کر سوسائٹی کا مفید رکن بنایا جائے

(۴۵) وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ (اور بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر بحثیں کیا کرتے تھے)۔

بیکار مباحثے — ہم انسانیت کی خدمت کرنے کی بجائے فلسفیانہ موشگافیوں اور بے کار بحثوں میں پڑ گئے اور کمزوریوں کو کمزور رکھ کر ان کا خون چوسنے کے فلسفے کے جواز میں بڑی

Marfat.com

بڑی الجھنیں کرنے لگ گئے حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ بیکاروں کو کام پر لگانے کے طر[یقوں]
پر غور کرتے اور جو لوگ خدا سے تعلق جوڑنا بھول گئے تھے، انہیں اس طرف متو[جہ کرتے]
اور انہیں علم دیتے +

(۴۶) وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (اور ہم جزاء اعمال کے وقت
کا انکار کرتے تھے)

(۳) اعمال کی ذمہ داری سے انکار | یہ سب کچھ ہم اس لیے کر گزرتے تھے، کہ ہم ا[س]
کمزور محتاج اور مظلوم گروہ کی اپیل کے نتیجے اور آخری فیصلے کے دن کا یقین نہ ر[کھتے]
تھے اور ہم اپنے آپ کو اپنے اعمال کے بارے میں کسی کے آگے جواب دہ نہ سمجھتے تھے اگر ک[وئی]
ہم سے ذمہ داری اور جواب دہی کا ذکر کرتا اور یاد دلاتا، تو ہم اُسے جھٹلاتے تھے

(۴۷) حَتّٰى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ (یہاں تک کہ ہم تک یقینی بات آگئی)

ہم سمجھتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے پنجے میں ہیں، ان سے جس طرح چاہیں کام لیں
اور ہماری اس حالت میں کبھی تبدیلی نہ آئے گی۔ لیکن انقلاب کا آنا تو یقینی تھا آ[خر]
موت و ہلاکت کے انقلاب نے ہماری آنکھیں کھول دیں +

(۴۸) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (ایسے لوگوں کو شفاعت
کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دیتی) +

چونکہ فطرت بگڑ چکی ہے اور انسانیت کے اصلی جوہر خراب ہو چکے ہیں۔ ا[س]
لیے جب تک وہ تمام زہر جو نسمے میں گھس گیا ہے، خارج نہ کیا جائے، ترقی مح[ال]
ہے۔ اس سلسلے میں کسی کی سفارش بھی کام نہیں دیتی۔ کیا ڈاکٹر کسی تیماردار کی سفا[رش]
سے مریض کا اپریشن کر کے اُس کے بدن سے زہر نکالنے سے رُک سکتا ہے؟

دوبارہ انذار | اب پھر انقلاب کے مخالفوں کو غور کرنے کی دعوت دی جاتی ہے کہ س[وچیں]
اور سمجھیں اور اس انقلاب کو قبول کریں +

[M]arfat.com

کوئی پروگرام لیا ہے

(۴۹) فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ (پھر کیا وجہ ہے کہ
یہ لوگ اس یاددہانی (قرآن حکیم) سے رُوگردانی کر رہے ہیں؟)

پہلی آیت میں جو آیا تھا کہ قُمْ فَاَنْذِرْ اس کے مطابق یہ انذار (ڈراوا) ہے اور انہیں یاد دلا دیا گیا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ قرآن حکیم کا انقلاب ٹل جائے گا نہیں یہ ہو کر رہے گا اور مخالفین کی کوئی طاقت اسے روک نہ سکے گی۔ اس لیے انہیں چاہیے کہ اسے قبول کر لیں اور اس سے الگ رہ کر یا اس کی مخالفت کر کے نقصان نہ اٹھائیں۔

(۵۰) كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ (گویا گدھے ہیں بدکنے والے)

انقلاب کی تفسیر؟ یہ ارتجاعی لوگ جو انقلاب کی مخالفت کرتے ہیں، آگے بڑھنا شیر کے منہ میں جانے کے برابر سمجھتے ہیں۔

(۵۱) فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ (بھاگتے ہیں شیر سے)

یہ آنے والے انقلاب کے تصور سے اس طرح ڈرتے ہیں، جیسے گدھا شیر سے دہشت کھاتا ہے۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ آخر اس انقلاب سے عوام کو فائدہ پہنچ رہا ہے تو کیا یہ رک سکتا ہے؟ پھر مسکینوں، یتیموں کی حالت سنوارنا انسانیت کا لازمی جزو ہے۔ یہ اس سے کیوں بھاگتے ہیں؟ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ انقلابی تعلیم انسان میں شیری پیدا کرتی ہے۔ وہ ہر چیز سمجھتا ہے اور اپنے فیصلے سے آگے بڑھتا ہے۔

قرآن حکیم انہیں خود سوچنے کی دعوت دیتا ہے اس دعوت سے کان بند کرنا گدھا پن ہے۔ مگر جو جھوٹا کھانے کی گندگی میں لتھڑے رہنا چاہیں اور خود غور نہ کریں۔ وہ بھلا قرآن حکیم کی کیا قدر کر سکتے ہیں؟

(۵۲) بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝
(بلکہ ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اسے کھلے صحیفے دیے جائیں)

Marfat.com

نراج پیدا نہیں ہونے دیا جائے گا | صحیح عالمگیر انقلاب تو ساری انسانیت کو ایک نظام میں
لانے کے لیے ہوتا ہے، تو اس لیے کہ اس کی تعلیم تمام انسانیت کے لیے یکساں مفید ہوتی ہے
لیکن یہ سرکش چاہتے ہیں، کہ اُن کی مرضی کے مطابق ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ پروگرام
یا چارٹر دیا جاتا تاکہ اس کی نفسانی خواہشیں پوری ہوتی رہتیں۔ یہ لوگ اجتماعی نظام کے
اندر آکر انقلاب برپا کرنا چاہتے ہی نہیں۔ کیونکہ اس انقلاب سے اُن کی اپنی ذات کو خاص
فائدہ نہ ہوگا +

یہ نراج (Anarchism) ہے اور یہ نراجی (Anarchists) اِس
اجتماعی پروگرام کو قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ مساوات اور عدل کی دعوت دیتا ہے اور
یہ اپنے لیے مال اور دولت جمع کرنے اور انتفاع کا چارٹر چاہتے ہیں +

كَلَّا (ہرگز نہیں)

انہیں کوئی انفرادی پروگرام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ غیر طبعی مطالبہ ہے۔ یہ بیوقوف
اتنا نہیں سمجھتے، کہ اس سے معاشرے میں نراج پیدا ہو جاتا ہے اور کوئی منظم انسانی معاشرہ پیدا
نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ فرد کی ترقی کا راستہ اجتماع میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس لیے
تعلیم ایسی ہونی چاہیے، جس سے اجتماعیت (Society) پیدا ہو اور اُس سے ترقی
حاصل ہو۔ ایک ایک انسان کو جداگانہ ہدایت نامہ دے دیا جائے، تو یہ انفرادی
اور اجتماعی ترقی کس طرح ممکن ہے ؟

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم ایک ایک انسان کو الگ الگ
سمجھانے کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا، بلکہ ایک ایسی سوسائٹی بنانی چاہتا ہے، جس کے
افراد آپس میں مل کر ایک دوسرے کی درستی کریں +

بَلْ لَّا يَخَافُونَ الْاٰخِرَةَ (بلکہ وہ آخرت سے ڈرتے نہیں)

یہ لوگ جو انفرادی انتفاع کا چارٹر چاہتے ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ

Marfat.com

کل قومی پروگرام کیا ہے۔

لوگ اپنے نفس کی ضرورتوں سے غافل ہیں۔ اُنہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا کے ساتھ تعلق قائم نہ کرکے اور مسکینوں اور غریبوں سے ناجائز نفع حاصل کرکے اپنے نفس کے اندر ایسے خوفناک زہر بھر رہے ہیں، جو مرنے کے بعد ضرور پھوٹ نکلیں گے اور اُنہیں اُسی طرح عذاب میں مبتلا کر دیں گے، جس طرح آتشک یا سوزاک یا جذام کا زہر بدن میں جمع ہو، تو حالات موافق ہوتے ہی جسم میں سے پھوٹ نکلتا ہے اور مریض کی زندگی کو ایک عذاب بنا دیتا ہے ایسے ہی یہ لوگ انسانیت کو تباہ کرنے والے کام کرکے اپنے اندر جو زہر جمع کر رہے ہیں، وہ جہنّم کی موافق "آب و ہوا" میں اُن کے بدنوں سے پھوٹ نکلے گا اور اُن کی زندگی ہمیشہ کا عذاب بن جائے گی۔ اِس طرح مرنے کے بعد اُن سے فطرتِ انسانی جواب طلبی کرے گی، اور اُنہیں عذاب دے گی +

انقلاب سوسائٹی کے اندر سے پیدا ہوتا ہے — کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آنے والا انقلاب بیرونی اثرات کا نتیجہ ہوگا؟ یا آنے والا عذابِ جہنّم ان کے نفسوں کے باہر کی قوتیں پیدا کریں گی؟

(۵۵) کَلَّا (ہرگز نہیں)

بلکہ وہ انقلاب خود اُن کے اپنے نفسی حالات پیدا کر رہے ہیں۔ اگر اُن کی ذہنیت درست ہوتی اور یہ سب کے ساتھ انصاف کرنے والے ہوتے، تو یہ انقلاب نہ آتا +

اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ (اب بھی قرآن حکیم جو آیا ہے، تو ان کی یاد دہانی کے لیے آیا ہے)

یاد دہانی — انسانی فطرت کے تقاضے بعض اوقات بیرونی حالات سے اثر لے کر مُردہ سے ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں اکسایا جائے تو وہ بیدار ہو کر پھر سے کام لگ جاتے ہیں۔ قرآن حکیم اس بیداری پیدا کرنے اور انسانیت کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کے لیے آیا ہے +

قرآنی انقلاب کے تجربے کی دعوت — اگر یہ لوگ اپنی سوئی ہوئی انسانیت کو جگا لیں اور

Marfat.com

Muhammad Afzil Khan Tahir

انقلاب کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوں، تو اُن کے لیے اچھا ہے۔ قرآن حکیم اُنہیں اُن کی بھولی بسری انسانیت یاد دلانے آیا ہے اور وہ بتاتا ہے کہ انسانیت کے متعلق اُن کے فرائض کیا ہیں +

(۵۵) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (جو کوئی چاہے اسے یاد کرے)

انسان آج بھی انسانیت کو کام میں لا کر دیکھ سے، تو اُسے معلوم ہوگا۔ کہ قرآنِ حکیم کی تعلیم اُس کے لیے کتنی مفید ہے اور اس کی سوئی ہوئی روح کے کس قدر مناسب حال ہے۔ جب وہ دنیا میں اس تعلیم کے نتائج حاصل کر کے کامیاب ہو سکتا ہے، تو یہی نتائج اُسے زیادہ کھلے طور پر مرنے کے بعد کی زندگی میں حاصل ہو جائیں گے اس لیے جو شخص اس دنیا کی درستی اور مرنے کے بعد کی زندگی کی کامیابی حاصل کرنی چاہتا ہے وہ اس انقلابی پروگرام کو قبول کر لے، جو کسی خاص انسان یا خاندان کی ترقی نہیں چاہتا، بلکہ ساری نوعِ انسانی کی بھلائی کا ذمہ دار ہے +

(۵۶) وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (مگر اس سے وہ اسی صورت میں نصیحت پا سکتے ہیں کہ اللہ چاہے) +

جو لوگ اس یاد دہانی سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، وہ اللہ کی مرضی اور اس کی حکمت پہلے ہی سے معین کر چکی ہے۔ وہی اس کام کو بجا لائیں گے۔ جو لوگ قرآن کی رہنمائی سے راہ پا سکتے ہیں، وہ اتفاقاً راہ پانے والے نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ طے شدہ فیصلہ ہے کہ جن اشخاص میں فلاں فلاں باتیں ہوں گی، وہی ہدایت پائیں گے۔ پس انسان کو اپنے اندر وہ شرطیں پیدا کرنی چاہئیں۔ تب وہ ہدایت پا سکتا ہے +

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (وہ تقویٰ کا اہل ہے۔ اور وہ مغفرت کا اہل ہے) +

اللہ کے ارادے اور اُس کی حکمت کے مطابق یہ دو قسم کے لوگ ہدایت پا سکتے ہیں :۔

Marfat.com

کُل قومی پروگرام کیا ہے

(۱) اہلِ تقویٰ (۲) اہلِ مغفرۃ

یہ انقلاب عدل قائم کرے گا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "غنیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں کہ تقویٰ کے معنی ہیں یہ آیت :۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ (بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اُن کا حق دو۔ اور فحشا اور منکر سے اور بغاوت سے روکتا ہے)

اس آیت کی رُو سے عدل تقویٰ کا جُز ہے ۔

پس جو لوگ اپنی قابلیت کے مطابق عدل کرتے ہیں ، وہ جب کامل عدل کی تعلیم پاتے ہیں ، اُسے فوراً قبول کر لیتے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں ، جو قرآنِ حکیم سے منفعت حاصل کر سکتے ہیں ۔

دُوسری قسم کے وہ لوگ ہیں ، جو بے سوچے سمجھے حق کی مخالفت کر بیٹھتے ہیں مگر اپنے غلطیوں پر اصرار نہیں کرتے ، جب اُنہیں خبردار کیا جاتا ہے ، تو وہ باز آجاتے ہیں یہ اہلِ مغفرت ہیں ۔

قرآنِ حکیم صرف ان دو قسم کے لوگوں کو بیدار کرے گا ۔

خدا تعالیٰ سے ہرگز یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ انصاف کو چھوڑ کر کسی انسان کو بخش دے گا ۔ کیونکہ وہ خود اہلِ تقویٰ یعنی عادل ہے ۔ البتہ اگر انسان کسی جگہ غلطی کرے ، مگر خبردار ہو کر دوسرے موقعہ پر اعلیٰ درجے کی نیکی کرلے ، تو وہ اُسے بخش دیتا ہے ۔ یہ اس کی عدالت کے خلاف نہیں ہے ۔ پس اللہ سے معافی مانگنے کے لیے انسان اپنی غلطی کا ازالہ کرے اور کوئی بہتر نیکی کرے ۔

Marfat.com

سب باتوں کا خُلاصہ

(۱) صالح انقلاب پسند کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ انسانیت کو ترقی دینے والے قانون کے خلاف جو غیر صالح نظام موجود ہو، اُسے قبول نہ کیا جائے (۱تا۳)

(۲) صالح انقلاب پسند ہر قسم کی پاکیزگی کا خیال رکھتا ہے اور وہ شروع لباس کی پاکیزگی سے کرتا ہے اور وہ اپنے بدن اور ارد گرد کو بھی پاک رکھتا ہے (۴)

(۳) صالح انقلاب پسند کسی قسم کی خیالی اور علمی ناپاکی کو قبول نہیں کر سکتا اس لیے وہ ہر غیر صالح نظام کا انکار کر دیتا ہے (۵)

(۴) صالح انقلاب پسند ہر قسم کے انتفاع (Exploitation) کا مخالف ہوتا ہے اور کسی انسان پر کسی قسم کا ظلم نہ خود کرتا ہے نہ اُسے برداشت کرتا ہے (۶)

(۵) صالح انقلاب پسند مرتے دم تک صرف خدا پر بھروسہ کر کے کام کرتا ہے اور مشکلوں سے گھبرا کر اپنے لائحہ عمل (پروگرام) پر شک کرنے نہیں لگ جاتا (۷)

(۶) قرآن کا انقلاب سرمایہ پرستانہ ذہنیت کے خلاف ہے (۸تا۲۵)

(۷) اس ذہنیت کا انجام دنیا میں ناکامی ہوگا اور مرنے کے بعد کی زندگی میں دردناک عذاب (۲۶تا۳۱)

(۸) قرآن کی تعلیم بین الاقوامی تعلیم ہے۔ (۳۱تا۳۶)

(۹) یہ تعلیم اصل میں کُل قومی تعلیم ہے، لیکن یہ پہلے قومی درجے میں کامیاب ہوگی۔ پھر کُل قومی درجے پر مسکینوں اور غریبوں کی تنظیم کرے گی۔ دونوں منزلوں میں یہ تعلیم اپنے ماننے والوں کا تعلق اللہ سے قائم کرے گی۔ اس تعلیم کے مخالف کبھی کامیاب نہ ہوں گے (۳تا۵۶)

Marfat.com

نظرِ بازگشت

مُزّمّل اور مُدّثّر کا آپس میں تقابُل

یہ دونوں سُورتیں ـــ مزّمّل اور مُدّثّر ـــ مکّی دَور کی شروع کی سورتیں ہیں اور حضرت نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نبی مقرر ہونے کے پہلے ہی سال میں اُتریں۔ ان دونوں کی باتوں کا آپس میں میل جول ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کی باتیں دوسری پُوری کرتی ہے۔ چنانچہ جو چیزیں مزّمّل میں کھول کر بتائی گئی ہیں، اُس کی طرف مدّثّر میں چھوٹے چھوٹے اشارے پائے جاتے ہیں۔ اور جو مزّمّل کھول کر بیان نہیں ہوئیں، اُنہیں مُدّثّر میں کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

اس انقلابی تعلیم کو ساری زمین پر غالب کرنے کے لیے ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ اس لیے مزّمّل میں آپ کو اپنے رفیقوں کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے اس کے لیے نمازِ تہجّد ـــ رات کی بیداری اور نماز ـــ مقرر کی گئی تاکہ ان رفقاء کی تیاری تعلیم دے کر اور اپنے پاس رکھ کر کریں اس کے بعد دوسری سُورت میں اس تزمیل ـــ رفیقوں کی تیاری کی غرض بیان کر دی گئی اور وہ یہ کہ آپ انسانیت سے ہر قسم کے ظلم کو مٹائیں اور انسانی سوسائٹی کو ہر قسم کی پاکیزگی سے بھر دیں۔

انسانی زندگی کو کُل قومی پیمانے پر دنیا بھر کے لیے چار خُلق انسانوں

قرآنی دستورِ انقلاب

کے اندر پیدا کیے جائیں۔ یعنی

(۱) اللہ کی طرف اخبات (جھکنا)__________ رَبَّكَ فَكَبِّرْ

(۲) طہارت__________ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

(۳) سماحت__________ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

(۴) عدالت__________ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ

اِن چار خلقوں کے علاوہ شعائر اللہ سے یعنی ان چیزوں میں جن میں اللہ کی تجلیوں کا ظہور ہوتا ہے، تعلق قائم کرنے کے لیے حکم دیا گیا کہ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔ جس سے مُراد یہ ہے کہ تعلق باللہ اپنے وسیع ترین معنوں میں صرف قرآنِ حکیم میں ہے۔ اس طرح قرآنِ حکیم کے آنے والے انقلاب کا چھوٹا سا خاکہ پیش کر دیا گیا ہے۔

یہ انقلاب، جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے، سرمایہ پرستانہ ذہنیت کے خلاف ہے۔ سورۂ مزمل میں اس کا اجمالی ذکر وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ میں کیا گیا تھا۔ لیکن مُدَّثِّر میں اس کا قدرے تفصیلی ذکر آیات ۱۱ تا ۲۵ میں کیا گیا ہے اور سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا نہایت باریک نفسیاتی تجزیہ کر کے دکھایا گیا ہے کہ اس ذہنیت کا انسان فارغ البال ہونے کے باوجود روپیہ جمع کرتا ہے اور پیداوار کے ذرائع اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا ہے۔ اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے اور جہاں کسی عوامی تحریک سے اس کے ذاتی مفاد کو ذراسی بھی ٹھیس پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اس تحریک کے خلاف عملی کارروائی شروع کر دیتا ہے، جس کا آغاز غلط فہمی پیدا کرنے والے پروپیگنڈا سے ہوتا ہے اور انجام عملی دشمنی پر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی وہ عوامی تحریک (Mass Movement)

کو رد کرنے کے لیے متوازی تحریک (Parallel Movement) کے بپا کرنے کی وضع کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔ لیکن انقلابِ صالح کی تحریک صحیح خطوط پر چل رہی ہو تو مخالف تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوتی اور مخالفین مرنے کے بعد اپنے ساتھ داغِ ناکامی لے جاتے ہیں۔ جو ہمیشہ ان کے لیے روحانی تکلیف کا سبب بنے رہتے ہیں اور دوسری زندگی میں اُن کے لیے درد دینے والے عذاب کا باعث بن جاتے ہیں۔

کوئی انقلابی تحریک خواہ کتنی ہی عالمگیر قسم کی کیوں نہ ہو، اپنے پہلے دور میں کُل قومی عناصر کو جمع نہیں کر سکتی۔ اُس کی طبعی رفتار یہ ہوتی ہے کہ ایک خطے کے افراد جو ایک زبان بولتے ہیں ایک صاحبِ فکر کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ مضبوط جماعت بن جاتی ہے۔ یہ کُل قومی کام کی مرکزی جماعت بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مزمّل میں ذرا تفصیل کے ساتھ اور مدثر میں تھوڑے لفظوں میں قرآنی تحریک کے اس پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ بہر حال دونوں سورتوں میں اس تحریک کے اصلی رنگ — کُل قومیت — کی طرف صاف لفظوں میں اشارے موجود ہیں۔

دونوں سورتوں سے کُل قومی تحریک کے جو اصول نکلتے ہیں، وہ حسبِ ذیل معلوم ہوتے ہیں:-

(۱) تبلیغ و تنظیم

(۲) تعلق باللہ کا قیام

(۳) مسکینوں کی منظم خدمت

(۴) ظاہری پاکیزگی

(۵) خیالات و افعال کی پاکیزگی

(۶) سرمایہ پرستی کا ہر شکل و صورت میں استیصال، خواہ

Marfat.com

وہ ذہنی ہو یا مادّی

(۷) فرد کا تعلق اجتماع کے ساتھ

(۸) انسان میں افعال و اعمال کی ذمّہ داری کے احساس کی بیداری

(۹) ہر شخص اپنی ذمّہ داری پر انقلاب میں شامل ہو

(۱۰) دُنیا میں کُل قومی انصاف اور عدل قائم کرنے کا پکّا ارادہ ÷

کیا قرآنی انقلابی تحریک کے سوا اور بھی کوئی تحریک کامیاب ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں!

قرآن ہر ایک انسان کو اس کی ذمّہ داری یاد دلاتا ہے ÷

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ؟ کوئی ہے، جو خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اس انقلاب میں آگے بڑھے ؟

مُنشی عبدالحکیم خوشنویس دروازہ شیرانوالہ لاہور

Marfat.com

QURANI GANG NOLAB
BASHIR AHMAD